اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ (القرآن)
بَلِّغُوۡا عَنِّیۡ وَلَوۡ اٰیَۃً (الحدیث)
کہتے ہیں کہ درخواستی کا ہے اندازِ بیاں اور (العرف)

خُطباتِ درخواستی

(صحابہؓ واہلِ بیتؓ)

خطابت کی دنیا کا شاہکار

جلد سوم

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن صاحبؒ درخواستی** نوراللہ مرقدہٗ
بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

مرتب
حافظ محمد نعمان درخواستی
نائب مہتمم مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

صاحب تصنیف۔ ایک نظر میں

نام مولانا **شفیق الرحمن صاحب درخواستی** ؒ ابن مولانا عبدالرؤف صاحب درخواستی ؒ

ولادت ۱۳ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق 1947ء

وفات ۱۰ شعبان المعظم بروز جمعۃ المبارک ۱۴۲۷ھ مطابق 24 اگست 2007ء

نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادہ و جانشین حضرت مولانا حماداللہ صاحب درخواستی مدظلہ نے پڑھایا

تعلیم تکمیل درس نظامی و دیگر علوم و فنون ۱۳۸۶ھ

تدریس حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ و دیگر اسلامی علوم کی تدریس۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور ۲۰ سال۔
دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور ۲ سال۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ۱۸ سال۔

جانشین علمی جانشین۔ شیخ الاسلام حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا **محمد عبداللہ** صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

اجازت جنید وقت حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

خلافت مرشد العلما حضرت مولانا عبدالحیؒ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

مناصب
1۔ شیخ الحدیث و شیخ التفسیر و رئیس دارالافتاء۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور ۱۵ سال۔ دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور ۲ سال۔
جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ۱۸ سال۔
2۔ بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور۔ تاسیس 1987ء۔ بانی۔ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات خان پور تاسیس 1987۔
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور تاسیس 1997۔
3۔ مہتمم۔ دارالعلوم اسلامی مشن بہاولپور 1985-1986۔ مہتمم۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور 1987 تا 2007ء۔
4۔ امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان 1987 تا 2007ء۔
5۔ مرکزی سرپرست اعلیٰ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان 1995 تا 2007ء۔

تصانیف تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب تصنیف۔ ایک نظر میں

نام مولانا حماداللہ ھب درخواستی ابن مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت ۷ جمادی الثانی بروز سوموار ۱۳۸۹ھ مطابق 1969ء۔

تعلیم حفظ قرآن مجید بستی درخواست۔ دادا جان حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 1980ء۔
تکمیل درس نظامی و دیگر علوم وفنون۔ 1989ء۔

تدریس حدیث۔ تفسیر۔ فقہ۔ و دیگر اسلامی علوم کی تدریس جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور۔ 1990 سے تاحال۔

جانشین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

اجازت وخلافت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ۔

مناصب
1- مہتمم۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور۔
2- مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان۔
3- نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان۔
4- چیئرمین: شیخ درخواستی ٹرسٹ خان پور
5- مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور۔
6- مہتمم۔ جامعہ عائشہ صدیقہؓ للبنات خان پور۔

تصانیف تصانیف کی فہرست بیک ٹائٹل پر ملاحظہ فرمائیں۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (القرآن)
بِلِغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (الرشد)
کہتے ہیں کہ درخواستی کا ہے اندازِ بیاں اور (العرف)

خطباتِ درخواستی

خطابت کی دنیا کا شاہکار

(صحابہؓ و اہلِ بیتؓ)

جلد سوم

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** صاحبؒ نور اللہ مرقدہٗ
بانی مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

مرتب: حافظ **محمد نعمان** درخواستی
نائب مہتمم: مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستیؒ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5
Web www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-8939448

ضابطہ

جملہ حقوق طبع ونشر بنام مکتبہ شیخ درخواستی محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــ خطباتِ درخواستی (جلد سوم)

از افادات ـــــ
شیخ طریقت حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی صاحب نور اللہ مرقدہٗ
پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی صاحب مدظلہ

تاریخ طباعت ـــ: ربیع الاول 1437ھ جنوری 2016ء

تعداد طبع اول ـــ: 1100

طباعت باہتمام : شبیر احمد فاروقی 0300-6714356

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انتساب	10	ابوبکرؓ ہر معاملہ میں اول	47
حدیث دل	11	حضرت ابوبکرؓ صحابہ کی نظر میں	51
پہلا خطبہ۔ شان حضرت ابوبکر صدیقؓ	17	صدیقؓ اور جبرئیل نبیؐ کے ہمسفر	57
ہجرت کا واقعہ	20	نبی وصدیق میں مناسبت	59
حضرت علیؓ حضورؐ کے بستر پر	22	دوسرا خطبہ۔ شان حضرت عمر فاروقؓ	65
نبیؐ وصدیقؓ غار میں	23	تمہید	67
مشرک نبیؐ وصدیقؓ کی تلاش میں	23	آیت کا مطلب	68
حضورؐ کی حضرت ابوبکرؓ کو تسلی	24	احادیث کا مطلب	69
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دس فضائل	25	حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	71
حضورؐ اور صدیقؓ کی عظمت	28	موافقات عمرؓ	80
صدیقؓ کا مقام	29	حضرت عمرؓ کی خلافت	83
پہلی حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا بھائی	30	حضرت عمرؓ کی شہادت	83
دوسری حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا محسن	31	حضرت عمرؓ کی عظمت کا اجمالی نقشہ	83
تیسری حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا ساتھی	31	حضرت عمرؓ کی کرامت عناصر اربعہ پر	87
نسبی فضیلت	32	حضرت عمرؓ کا عقیدہ	89
ابوجہل ابوبکر صدیقؓ کے دروازے پر	35	حضرت عمرؓ کا ذوق قرآن	90
خلفائے راشدین کی فضیلت	36	حضرت عمرؓ کی عبادت	91
حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بلافصل ہیں	39	حضرت عمرؓ کا خوف خدا	91
حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مکالمہ	44	حضرت عمرؓ کا عدل وانصاف	91
شیخین کی فضیلت	46	حضرت عمرؓ سے حضورؐ کی شفقت	92

مضمون	صفحہ
حضرت عمرؓ کی اہل بیت سے محبت	92
حضرت عمرؓ کا حب رسولؐ	93
حضرت عمرؓ کا خلق خدا کے ساتھ شفقت والا معاملہ	93
حضرت عمرؓ کا زہد	93
حضرت عمرؓ کی اہل بیت سے رشتہ داری	94
حضرت عمرؓ کی سادگی	94
حضرت عمرؓ کے لباس کا معیار	94
حضرت عمرؓ کی مساوات	95
حضرت عمرؓ کا رعب ودبدبہ	95
حضرت عمرؓ کی رعایا کی خبر گیری	96
دعائے عمرؓ اور شہادت عمرؓ	100
وظیفہ	102
تیسرا خطبہ۔ شان حضرت عثمان غنیؓ	105
تمہید	107
آیات کا مطلب	108
حضورؐ کا معجزہ	110
قریش کا ظلم	111
حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا	111
حضرت عثمانؓ کی رسول اللہؐ سے عقیدت ومحبت	112
بیعت رضوان	113
صحابہؓ کی عظمت	115

مضمون	صفحہ
صلح حدیبیہ	117
صلح نامہ کا مضمون	121
حضرت عثمانؓ کے حالات کا اجمالی جائزہ	122
نسبی فضیلت	123
حضرت عثمانؓ کے چار لقب ہیں	124
حضرت عثمانؓ کا اسلام لانا	125
حضرت عثمانؓ کے فضائل	126
حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ اور فرشتوں کا شرم کرنا	126
حضرت عثمانؓ کو حضورؐ نے اپنا رفیق کہا	126
حضرت عثمانؓ کی سخاوت	127
حضرت عثمانؓ کا ذوق	128
حضرت عثمانؓ کے عظیم کارنامے	128
روایت حدیث کا ذوق	129
حضرت عثمانؓ کی شہادت	129
حضرت عثمانؓ کا صبر وتحمل	130
حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ سے محبت	131
حضرت عثمانؓ کی عظمت	131
حضرت عثمانؓ کا خطبہ اور اپنے 15 فضائل کا تذکرہ	132
حضرت عثمانؓ کی شہادت	135
حضرت عثمانؓ کی شہادت اور صحابہ کا غم	137

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
چوتھا خطبہ۔شان حضرت علی المرتضیٰؓ	143	حضرت علیؓ کا علمی مقام	165
تمہید	146	حضرت علیؓ کا علمی ذوق	166
آیت کا مطلب	146	حضرت علیؓ کا دینی ذوق	167
اتباع صحابہؓ کے نتائج	146	پانچواں خطبہ۔شان حضرت معاویہؓ	171
حضرت علیؓ کے فضائل	151	آیت کا مفہوم	172
پہلی فضیلت۔خلافت کی فضیلت	151	حدیث کا مفہوم	174
دوسری فضیلت۔حکومت کی وسعت	151	حضرت معاویہؓ کی پیدائش	175
تیسری فضیلت۔نسبی فضیلت	152	حضرت معاویہؓ کا نام لقب وکنیت	176
چوتھی فضیلت۔تربیتی فضیلت	153	حضرت معاویہؓ کا نکاح وشادی	176
پانچویں فضیلت۔ہجرت کی فضیلت	153	حضرت معاویہؓ کے فضائل پیغمبر کے ارشادات کی روشنی میں	177
چھٹی فضیلت	154		
ساتویں فضیلت۔شرف دامادی والی فضیلت	155	حضرت معاویہؓ کے فضائل صحابہؓ کرام وسلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں	180
صحابہؓ واہل بیت کا آپس میں پیار ومحبت	156		
آٹھویں فضیلت۔شجاعت والی فضیلت	157	حضرت معاویہؓ کے عظیم کارنامے	183
نویں فضیلت۔حضورؐ کو غسل دینے کی فضیلت	160	حضورؐ کے زمانہ میں آپ کا اہم کارنامہ	183
دسویں فضیلت۔شہادت والی فضیلت	161	حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت کا اہم کارنامہ	183
حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا پیار	163	حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ	184
حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کا پیار	164	حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ	185
حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا پیار	164	حضرت معاویہؓ کا عشق رسولؐ	189
حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا پیار	165	حضرت معاویہؓ کے ناقدین کا اعتراض اور اس کا جواب	190
حضرت علیؓ کا ذوق حدیث	165	حضرت معاویہؓ کی تاریخ وفات ودفن	194

مضمون	صفحہ
چھٹا خطبہ ۔ شان حضرت عائشہ صدیقہؓ	197
تمہید	198
واقعہ افک	199
حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتخاب	199
حضرت عائشہؓ کا ہار مانگ کر پہننا	200
حضرت عائشہؓ کی سواری	200
غزوہ سے واپسی	200
حضرت عائشہؓ کے ہار کا گم ہونا	201
حضرت عائشہؓ کی استقامت وحکمت	201
منافق کی بدمعاشی	202
حضورؐ وصحابہ کرامؓ کی پریشانی	203
مسلمانوں کی گواہی	203
بعض مسلمانوں کا مغالطہ وتوبہ	203
حضرت عائشہؓ کیلئے ان حالات کے علم کا سبب	204
حضرت عائشہؓ کی پریشانی	204
حضرت عائشہؓ کا والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگنا	205
حضور اکرمؐ کی صحابہؓ وصحابیات وازواج مطہرات سے مشاورت	206
حضورؐ حضرت ابوبکرؓ کے گھر	208
حضرت عائشہؓ کا اظہار حقیقت	209
حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ناز وفنا فی التوحید کا منظر	212

مضمون	صفحہ
حضرت عائشہؓ کی فضلیت رحمٰن وقرآن کی زبانی	216
واقعہ تیمم	217
نبیؐ کی ازواج مطہرات	220
حضرت عائشہؓ کی فضلیت نبیؐ آخرالزمان کی زبانی	222
حضرت عائشہؓ کی فضلیت صحابہؓ وتابعین کی زبانی	223
حضرت عائشہؓ کی پیدائش	224
حضرت عائشہؓ کا نام، لقب وکنیت	225
حضرت عائشہؓ کا نکاح وشادی	225
حضرت عائشہؓ کی عبادت کا انداز	228
حضرت عائشہؓ کا علم	229
حضرت عائشہؓ کی مرویات	230
حضرت عائشہؓ کی سخاوت وفیاضی	230
حضرت عائشہؓ کا پردہ کا اہتمام	231
حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا مقام پیغمبر کی زبانی	232
حضرت عائشہؓ کے بستر کا مقام	232
حضرت عائشہؓ کے کمالات خودسیدہ کی زبانی	233
[illegible]	239
تمہید	242
پہلی آیت کا مطلب صحابہؓ کی عظمت	242
دوسری آیت کا مطلب اہل بیت کی عظمت	244
پہلی حدیث کا مطلب۔ صحابہؓ معیار حق ہیں	245

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دوسری حدیث کا مطلب۔ اہل بیتؓ سے محبت ایمان کی علامت ہے	246	عشرہ مبشرہ کے دوسرے رکن حضرت عمر فاروقؓ	269
اللہ نے صحابہؓ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دیدیا	246	تیسرے رکن۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورین	271
اللہ نے صحابہؓ کو ہدایت یافتہ کہا	247	چوتھے رکن۔ حضرت علی المرتضیٰؓ	273
اللہ نے صحابہؓ کو پکا مومن کہا	248	پانچویں رکن۔ حضرت طلحہؓ	274
اللہ نے صحابہؓ کو سچا کہا	248	چھٹے رکن۔ حضرت زبیرؓ	275
اللہ نے صحابہؓ کو کامیاب کہا	248	ساتویں رکن۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف	276
اللہ نے صحابہؓ کو اپنے فضل اور رضا کا مستحق ٹھہرایا	248	آٹھویں رکن۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص	277
صحابہ کرامؓ کا راستہ ہی کامیابی کا ذریعہ ہے	249	نویں رکن۔ حضرت سعید بن زیدؓ	279
صحابہؓ کے اخلاص میں کمال تھا	251	دسویں رکن۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح	280
صحابہؓ پر اعتراض وتنقید نہ کرو	251	**نواں خطبہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ**	285
نبیؐ کے صحابہؓ جنتی ہیں	252	تمہید	285
عظمت صحابہؓ کی ایک مثال	253	آیت کا مطلب	286
نبیؐ کی ازواج مطہرات پاک ہیں	254	حدیث کا مطلب	288
حضرت خدیجہؓ کی عظمت	254	ابن مسعودؓ کا نام وکنیت، لقب، نسب	288
حضرت عائشہؓ کی عظمت	255	حضرت ابن مسعودؓ کا نکاح واولاد	291
وظیفہ	257	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قبول اسلام	291
آٹھواں خطبہ۔ عشرہ مبشرہ	261	حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں	292
تمہید	262		
آیت کا مطلب	263	حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل صحابہ کرامؓ وسلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں	295
حدیث کا مطلب	264		
عشرہ مبشرہ کے پہلے رکن حضرت ابوبکر صدیقؓ	264	حضرت ابن مسعودؓ اور اتباع محمدیؐ	297
		ابن مسعودؓ کا ذوق روایت حدیث	298

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حضرت ابن مسعودؓ کا طلباء سے پیار	298	حضرت حسینؓ کی شہادت	345
حضرت ابن مسعودؓ کی فقاہت	299	گیارھواں خطبہ۔ شان صحابہؓ	351
ابن مسعودؓ کا ذوق جہاد فی سبیل اللہ	300	تمہید	353
حضرت ابن مسعودؓ کے دیگر کارنامے	301	آیت کا مطلب صحابہؓ کی عظمت	353
حضرت ابن مسعودؓ کی ذکاوت	302	حدیث کا مطلب صحابہؓ معیار حق ہیں	355
حضرت ابن مسعودؓ کی اطاعت امیر	303	عبداللہ بن عباسؓ۔ رئیس المفسرین	356
حضرت ابن مسعودؓ کی وفات	304	عبداللہ بن عمرؓ، رئیس المحدثین	360
دسواں خطبہ۔ شان حسنؓ و حسینؓ	309	حضرت ابوہریرہؓ۔ شاگرد رسولﷺ	363
تمہید	311	حضرت انسؓ۔ خادم رسولﷺ	368
حسنؓ و حسینؓ قرآن کی روشنی میں	312	حضرت معاذؓ بن جبل	369
حسنؓ و حسینؓ احادیث کی روشنی میں	313	اعلمهم بالحلال والحرام	
حسنؓ و حسینؓ نانا کی نظر میں	320	حضرت ابو ایوب انصاریؓ۔ میزبان رسولﷺ	372
حسنؓ و حسینؓ والد کی نظر میں	321	حضرت سلمانؓ فارسی	375
حسنؓ و حسینؓ والدہ کی نظر میں	322	طویل العمر صحابی رسولﷺ	
حسنؓ و حسینؓ صحابہ کرامؓ کی نظر میں	327	حضرت بلال حبشیؓ۔ مؤذن رسولﷺ	379
حسنؓ و حسینؓ۔ اوصاف حمیدہ	329	حضرت خزیمہؓ بن ثابت۔ ذو شہادتین	389
حضرت حسنؓ کی قربانی	330	حضرت صہیب رومیؓ۔ سابق الروم	391
حضرت حسنؓ کی شہادت	331	حضرت خالد بن ولیدؓ۔ سیف من سیوف اللہ	392
حضرت حسینؓ کی قربانی	333	حضرت حذیفہؓ بن یمان۔ محرم راز رسولﷺ	396
دس محرم کی رات	342	حضرت عبداللہؓ ابن مکتوم	397
دس محرم کا دن	344	نابینا صحابی رسولﷺ	

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
حضرت حسان بن ثابتؓ شاعر رسولؐ	400	حضرت سفینہؓ اور جنگل کا شیر	428
بارہواں خطبہ۔ عجائبات صحابہؓ	405	دو روشن عصا	429
تمہید	407	حضرت وحشی بن حرب قاتل خیر الناس وشر الناس	429
آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت	407		
حدیث کا مطلب صحابہؓ معیار حق ہیں	409	جماعت انصار کی قربانی	4 1
		[illegible] معلومات	435
تین انوکھے شہید	410	علم تفسیر	435
حضرت خبیبؓ کی شہادت	411	علم حدیث	435
حضرت زیدؓ کی شہادت	413	علم فقہ	436
حضرت عاصمؓ کی شہادت	414	علم تصوف	436
پورا خاندان شہید	415	علم الانساب	437
حضرت خالدؓ بن ولید اور جنگ یرموک	416	علم تاریخ	438
حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور دریائے دجلہ	418	علم الاشعار	438
		فن خطابت	438
حضرت عقبہ بن نافعؓ اور شمالی افریقہ	420	اصحاب صفہ	439
حضرت خبابؓ بن ارت اور جلتے انگارے	422	سیاست وحکمت	440
حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ دو ننھے مجاہد	423	سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابہ کرامؓ	440
حضرت ابومحذورہ اور عشق محمدیؐ	425	متفرق معلومات	442
حضرت عبداللہؓ بن زید اور عشق محمدیؐ	426		
ایک انصاری عورت اور عشق محمدیؐ	427		

انتساب

خطبات درخواستی جلد سوم کو اپنی والدہ ماجدہ نور اللہ مرقدھا کے نام سے منسوب کرتا ہوں

جنہوں نے دکھ اور سکھ، خوشی اور غم میں حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کا ساتھ دیا

جن کے تعاون اور دعاؤں سے حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ نے دین کے ہر

شعبہ میں عظیم الشان اور نا قابل فراموش خدمات سرانجام دیں

جن کی شفقتوں اور محبتوں نے اولاد کیلئے حصولِ علم اور خدمت قرآن و

حدیث کی راہیں آسان کر دیں

دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کی عمر بھر کی تمام عبادات اور خدمات کو مقبول و

منظور فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ٹھکانا نصیب فرمائیں

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افقر الی اللہ

حماد اللہ درخواستی

ربیع الاول 1437ھ جنوری 2016ء

حدیث دل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّابَعْدُ

خطباتِ درخواستی۔جلد سوم۔صحابہ کرام اور اہل بیتؓ عظام پر مشتمل خطبات کا عظیم الشان مجموعہ ہے۔

پہلے سات خطبات۔شان حضرت ابوبکرؓ صدیق۔شان حضرت عمرؓ فاروق
شان حضرت عثمانؓ غنی۔شان حضرت علیؓ المرتضیٰ۔شان حضرت معاویہؓ۔
شان حضرت عائشہؓ صدیقہ۔عظمت صحابہؓ واہلبیتؓ۔

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ عظیم الشان اور ناقابلِ فراموش خطبات ہیں۔

جبکہ آخری پانچ خطبات۔عَشَرَۂ مُبَشَّرَہ۔شان حضرت عبداللہؓ بن مسعود
شان حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ۔جماعت صحابہؓ۔عجائبات صحابہؓ۔

میرے بیان کردہ وتحریر کردہ عظیم الشان اور ناقابلِ فراموش خطبات ہیں آخر میں ''معلومات'' کے عنوان سے صحابہؓ کرام اور اہلبیتؓ عظام کے بارے میں کچھ بہترین اور بیش بہا ذخیرہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں آپ کو انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں اور شمعِ نبوت کے پروانوں صحابہؓ کرام اور اہلبیتؓ عظام کی داستانِ حیات پڑھنے کو ملے گی جو سرتاپا حکم الٰہی کے پابند اور اطاعت رسول ﷺ کے خوگر تھے۔

جن کی زندگی اور موت صرف اور صرف دین اسلام کیلئے تھی جنہوں نے اپنے نام کے

ساتھ دنیا میں اپنا بے مثل کام بھی چھوڑا۔

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے ٹھیک ایک سو برس بعد ان میں سے کوئی بھی اس دنیائے رنگ و بو میں زندہ موجود نہ رہا۔

حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کو ایسی جانثار جماعت نہ ملی جیسی حضور ﷺ کو ملی۔ کسی نبی کو اتنی بڑی جماعت نہ ملی جتنی میرے نبی ﷺ کو ملی۔ کسی نبی کی جماعت کو، تاریخ عالم میں اتنا نام اور مقام نہ ملا جتنا سرور کونین کی جماعت کو ملا۔ کسی نبی کی جماعت، تاریخ کے اوراق میں یوں محفوظ نہ رہ سکی جیسے رحمتِ دوعالم ﷺ کی جماعت تاریخ کے اوراق میں امر ہوگئی۔

میرے نبی کے صحابہؓ اور اہلبیتؓ آج سے چودہ صدیاں پہلے بھی آسمان ہدایت کے ستارے بن کر جگمگا رہے تھے۔ آج بھی ان کا نور انسانیت کو سیدھا راستہ دکھلا رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز قیامت تک وہ نور بن کر ستاروں کی مانند چمکتے رہیں گے اور اپنی اقتدا کرنے والوں کی رہبری و رہنمائی کرتے رہیں گے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس محنت و خدمت کو مقبول و منظور فرمائیں۔

کتاب کو مقبولیت و محبوبیت سے نوازیں۔

تمام مسلمانوں کیلئے نفع اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔

میرے لئے میرے اساتذہ کیلئے میرے والدین اور پورے خاندان کیلئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین یارب العالمین　　بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

افقر الی اللہ

حماد اللہ درخواستی

ربیع الاول 1437ھ جنوری 2016ء

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ (الحجرات)

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (المجادلۃ)

ترجمہ

وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر

اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

ترجمہ: یقیناً ان کے قصے میں عقل والوں کے لیے بہت بڑی عبرت ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ

بِأَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ

ترجمہ: میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کی اتباع کرو گے راہ پا جاؤ گے

شان حضرت ابوبکر صدیقؓ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** صاحبؒ نوراللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ ...

Mob 0300 0939448

شان امیر المومنین خلیفۂ اول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ط (پ۱۰ ع۱۲)

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ٥ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۲۴ ع۱)

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ٥ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ٥ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ٥ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ٥ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ٥

(پ۳۰ س واللیل)

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍؓ نِالْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبَابَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلاً لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلاً وَلٰکِنْ اُخُوَّۃَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتِہٖ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَۃٌ اِلَّا خَوْخَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ. (متفق علیہ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاہُ مَا خَلَا اَبَابَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُہُ اللّٰہُ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْر (رواہ الترمذی)

عَنْ اِبْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ صَاحِبِیْ فِی الْمَزَارِ وَصَاحِبِیْ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ الترمذی)

صَدَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

حُبُّ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُفْتَرِضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِہٖؓ نُوْرٌ بِبُرْھَانِ
مَنْ کَانَ یَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقَہٗ
فَلَا یَرْمِیَنَّ اَبَابَکْرٍ بِبُھْتَانِ
وَلَا اَبَا حَفْصِ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَہٗ
وَلَا الْخَلِیْفَۃَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانِ

وَاَمَّا عَلِیٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهٗ
وَالْبَیْتُ لَا یَسْتَوِیْ اِلَّا بِاَرْکَانٖ

محمدؐ از تو میخواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیؐ را
محمدؐ را خدا داد لشکر
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
اسلام ما محبت آل محمدؐ است

یا الٰہی آج تو صدیقؓ سا ایمان پیدا کر
عمر فاروقؓ سا کوئی جری انسان پیدا کر
جہاں سے گم حیا ہو وہاں عثمانؓ پیدا کر
علی مرتضیٰؓ شیر خدا کی آن پیدا کر
راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبی کے یاروں سے
ہے زمانہ معترف صدیقؓ تیری شان کا
صدق کا، اخلاص کا، ایمان کا، ایقان کا

تجھ سے پھیلا نور اسلام عرب اور شام میں
مٹ گیا نام ارتداد کا کفر کا طغیان کا
انبیاء کے بعد ہے رتبہ تیرا سب سے بلند
تو ہے مقتدا علیؓ کا بو ذرؓ و سلمانؓ کا
پروانہ کو چراغ اور بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس
یــا رب صــلِ وســلــم دائـمــاً ابـداً
عَلٰـی حبیبک خیــر الـخـلـق کلهم
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فــصـــلــوا عــلـيـــه كثيــراً كثيــراً

معزز سامعین کرام!

تمہید: بزرگو، عزیز نوجوانو، میری معززہ موقرہ اسلامی ماؤ، بہنو، بیٹیو آج کے خطبہ کا عنوان شان حضرت ابوبکر صدیقؓ ہے۔

ہجرت کا واقعہ

پہلے تلاوت کردہ تین آیات وتین احادیث کا مختصر مفہوم سمجھ لیں پھر حضرت ابوبکرؓ کے حالات ومناقب پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔ پہلی آیت سورۃ توبہ کی ہے چھٹا رکوع

ہے۔ اس میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے ہجرت کے قصہ کا ذکر ہے جس سے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اصل واقعہ یہ ہوا کہ جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کردی تو کچھ صحابہؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے اور بعد میں حضور ﷺ نے صحابہؓ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی لیکن خود حضور ﷺ اللہ کے حکم کے منتظر تھے۔ بالآخر آپ کو بھی ہجرت کا حکم ہوا۔ ادھر مشرکین نے دارالندوہ میں جمع ہوکر آپ کے خلاف مشورہ کیا۔ بعض نے کہا ان کو جلاوطن کردو تو دوسروں نے کہا کہ یہ اس جگہ بھی اپنی جماعت بنالے گا۔ بعض نے کہا کہ اس کو قید کرلو تو دوسروں نے کہا کہ یہ جیل میں بھی اپنی جماعت بنالے گا۔ ابوجہل نے تجویز پیش کی کہ تمام قبائل سے ایک ایک آدمی کا انتخاب کرو اور وہ مل کر بیک وقت تلواروں سے ان کو قتل کردیں تو پھر اکیلے بنوہاشم میں یہ قوت و ہمت نہ ہوگی کہ وہ تمام قبائل کا مقابلہ کرسکیں۔ چنانچہ اس تجویز پر اتفاق ہوا۔ ادھر حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ نے اطلاع دے دی کہ کفار آج کی رات آپ کے قتل کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔ اس لئے آپ ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ہجرت کریں تو حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے گھر دوپہر کو آئے اور کہا کہ ابوبکرؓ ایک راز کی بات کرنی ہے سب کو علیحدہ کرلو تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اَھْلِیْ ھُوَ اَھْلُکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ ۔ اے اللہ کے رسول میرا گھرانہ آپ کا گھرانہ ہے، گھر میں عائشہ و اسماء و عبدالرحمٰن ہیں۔ یہ کٹ تو سکتے ہیں مگر آپ کا راز نہیں بتلا سکتے۔ تو حضور ﷺ نے کہا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہوا ہے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اَلصُّحْبَۃُ یَا

رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ ہوگے۔ کیونکہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکرؓ کو ہجرت کا ساتھی بناؤ۔ یہ آپ کا ہجرت کا ساتھی ہوگا۔ چنانچہ ہجرت کی تیاری ہوئی۔ جس رات آپ نے مکہ سے جانا تھا اس رات مشرکین نے حملہ کا پروگرام بنایا اور آپ کے گھر کے باہر ان کا محاصرہ تھا۔

حضرت علیؓ حضور ﷺ کے بستر پر

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا اور فرمایا لوگوں کی امانتیں جو میرے پاس موجود ہیں صبح کو وہ امانتیں ان کے حوالے کر دینا۔ کہیں یہ نہ کہیں کہ نبی نے امانتوں میں خیانت کی ہے۔ تا کہ نبی کی امانت و دیانت پر حرف نہ آ سکے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خطرہ ہوا کہ آپ کا بستر آج رات کانٹوں کی سیج ہے۔ دشمن باہر کھڑے ہیں مگر حضور ﷺ نے فرمایا آپ تسلی کریں آپ کو دشمن کوئی تکلیف نہ پہنچا سکے گا۔ حضرت علیؓ کو کہا میری چادر اوڑھ کر سو جاؤ حضرت علیؓ فرماتے ہیں بس چادر کا اوڑھنا تھا کہ پریشانی دور ہوگئی اور سکون و اطمینان حاصل ہوگیا۔ اور آپ کا بستر پھولوں کی سیج معلوم ہونے لگا۔ اب حضور ﷺ باہر جانے لگے مگر دشمنوں کا گھیرا ہے آپ کو پریشانی ہوئی اللہ نے کہا محبوب پریشان نہ ہوں کنکریوں کی مٹھی لے کر ان کی طرف پھینکیں اور شَاھَتِ الْوُجُوْہُ کا وظیفہ پڑھیں۔ مٹی کی مٹھی ان کے منہ میں ڈالنا آپ کا کام ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کرنا میرا کام ہے۔ آپ نے یہ عمل کیا وہ اندھے ہوگئے۔ آنکھیں مل رہے تھے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ دروازہ سے باہر

تشریف لے گئے نگران کو پتہ بھی نہ چلا آگے راستہ میں زمین کنکریلی تھی اور کنکریاں نوک دار تھیں مگر حضرت ابوبکرؓ کا عشق رسول وکمال محبت وعقیدت دیکھیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ سوار بھی شان والا اور سواری بھی شان والی تھی آپ نے یہ سفر کیا اور غار ثور کی اڑھائی میل لمبی چڑھائی طے کر کے غار ثور تک پہنچے۔

نبیؐ وصدیقؓ غار میں

حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ سے کہا کہ حضرت آپ پہلے نہ جائیں میں پہلے جاتا ہوں کہیں کوئی تکلیف دینے والی چیز آپ کو تکلیف نہ دے۔ آپ تشریف لے گئے۔ غار کا راستہ بھی تنگ تھا کہ انسان نہ کھڑے ہو کر داخل ہو سکتا نہ بیٹھ کر داخل ہو سکتا بلکہ لیٹ کر داخل ہو سکتا تھا۔ آپ اس طرح لیٹ کر داخل ہوئے جتنے سوراخ تھے ان کو اپنی چادر کے ٹکڑے کر کے بند کیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا تو اس میں اپنا پاؤں رکھ دیا اور حضور ﷺ کو بلایا۔ اپنی گود پھیلائی۔ پیغمبر نے ابوبکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر آرام کیا۔

مشرک نبیؐ وصدیقؓ کی تلاش میں

ادھر مشرکین کو جب صبح کو معلوم ہوا کہ پیغمبر اور ابوبکرؓ تو گھر سے چلے گئے ہیں تو انہوں نے ایک قائف بلایا جو قدموں کے نشانات کا کھوج لگائے اور نشانات شناخت کر کے ان کا پتہ لگائے تو وہ تلاش کرتے کرتے غار کے دہانے تک پہنچ گئے اب قائف کہتا ہے کہ حضورؐ اور ابوبکرؓ اس غار کے اندر ہیں۔ ادھر اللہ کی قدرت کا کرشمہ

دیکھیں کہ اللہ نے فوراً ببول کے درخت کو حکم کیا وہ اس جگہ اُگ گیا۔ ادھر جنگلی کبوتر کو حکم دیا اس نے گھونسلہ بنایا اور انڈے دیئے۔ ادھر مکڑی کو حکم دیا اس نے جالا تن لیا۔ اب مشرکین اس کو کہتے ہیں تو جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اگر کوئی آدمی اندر جاتا تو مکڑی کا جالہ اور یہ گھونسلہ اور یہ انڈے کیسے صحیح وسالم ہوتے۔ اب وہ مشرکین اوپر کھڑے ہیں۔

حضور ﷺ کی حضرت ابوبکرؓ کو تسلی

حضرت ابوبکر کی نگاہ اوپر پڑی تو حضور ﷺ سے کہا کہ مشرک آگئے ہیں۔ ان کے قدم نظر آرہے ہیں وہ ہم کو دیکھ لیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکرؓ تو میری فکر نہ کر، اللہ تیرے میرے ساتھ ہے۔ وہ خود حفاظت فرمائے گا تو اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے اس جگہ اپنے پروں کو بچھالیا اور کفار نیچے نہ دیکھ سکے۔ تین دن تین رات حضور ﷺ اور ابوبکرؓ غارِ ثور میں رہے۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسی ہجرت کے قصہ کو ذکر کیا ہے۔ اس آیت سے پہلے غزوہ تبوک کے قصہ کا ذکر ہے۔ جس میں سفر لمبا تھا۔ شدید گرمی کی موسم تھی، مدینہ میں قحط سالی تھی، ادھر باغوں کے پھل بھی پکنے کے قریب تھے۔ اس لئے بعض کی ہمتیں پست ہونے لگیں اور مال و پھل کی فکر ہونے لگی تو اس پر اللہ نے فرمایا: **اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ۔** اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ اس کی فتح و کامیابی تم پر موقوف نہیں ہے کیونکہ اس پر تو ایک ایسا وقت آچکا ہے کہ جب وہ دو تھے ایک حضور ﷺ دوسرے ابوبکرؓ تیسرا کوئی نہ تھا تو اللہ نے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ

اپنے رسول کی مدد فرمائی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دس فضائل

اب پہلی آیت جو سورہ توبہ کی ہے اس میں حضرت ابوبکرؓ کی دس فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی فضیلت

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ۔ میں ہے کہ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کے وجود کو حضور کے لئے سراپا نصرت فرمایا ہے۔ یعنی ہجرت کی رات رسول اللہ کے لئے نصرت و مدد حضرت ابوبکرؓ کی صورت وشکل میں نمودار و ظاہر ہوئی۔

دوسری فضیلت

ثانی اثنین میں ہے کہ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضور ﷺ کا ثانی فرمایا ہے تو اس کا مطلب انبیاء کے علاوہ حضور ﷺ کے بعد ثانی دوسرے نمبر والا جو سب سے افضل ہے وہ ابوبکرؓ ہے۔

تیسری فضیلت

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ میں ہے جس کی وجہ سے ابوبکرؓ کے یار غار ہونے کی مثال مشہور ہوئی اور یار غار وہی ہوتا ہے جس نے محبت واتباع وعشق کی انتہا کردی ہو اور یہی حال ابوبکرؓ کا تھا۔

چوتھی فضیلت

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ میں ہے اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضور ﷺ کا مصاحب و صاحب و ساتھی کہا ہے اس پر تمام سنی و شیعہ کا اتفاق ہے کہ صاحب سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہے۔ تو اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضور کا صحابی کہا لہذا ابوبکرؓ کی صحابیت پر نص ہے۔

پانچویں فضیلت

لَا تَحْزَنْ میں ہے عربی میں خوف کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں اپنا ڈر ہو، اپنی جان کی فکر ہو، اور حزن کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے۔ جہاں دوسرے کی جان کی فکر ہو معلوم ہوا ابوبکرؓ نبی کا سچا محب اور عاشق تھا اس کو اپنی فکر نہ تھی۔ بلکہ رسول اللہ کی فکر تھی۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ۔ میرا غم نہ کر۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ نہی کا صیغہ ہے جو ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ پر کسی قسم کا غم نہ ہوگا نہ موت سے پہلے نہ موت کے وقت نہ موت کے بعد۔

چھٹی فضیلت

اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا میں ہے حضور ﷺ نے اِنَّ اللّٰهَ مَعِیَ یا اِنَّ اللّٰهَ مَعَکَ نہیں کہا بلکہ مَعَنَا جمع کا ذکر کر کے ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور بتلایا کہ جو میرے دشمن ہیں وہی تیرے بھی دشمن ہیں۔ اس لئے اللہ کی مدد جیسے میرے ساتھ ہے ویسے تیرے ساتھ ہے اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا جملہ اسمیہ ہے جو ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ کی مدد ہمیشہ ہمارے ساتھ

رہے گی۔اس لئے حدیث میں ہے جب ابوبکرؓ پریشان ہوئے تو حضور ﷺ نے تسلی دی فرمایاابوبکرؓ مَاظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ حامی ہے۔

ساتویں فضیلت

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ میں ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس کی تفریع لاتحزن پر ہے اور علیه کی ضمیر لِصَاحِبِہٖ یعنی حضرت ابوبکرؓ کی طرف راجع ہے۔یعنی جب ابوبکرؓ پر غم ہوا ایک تو اللہ نے حضور ﷺ کی زبانی لَا تَحْزَنْ کہلوا کر غم کو دور کرایا اور دوسرا ابوبکرؓ پر سکون واطمینان اتار کر غم دور کیا کیونکہ حضور ﷺ پر تو سکینت ہمیشہ رہتی تھی اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عَلَیْہِ کی ضمیر اصل میں حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ بالتبع داخل ہیں اور بعض نے کہا یہ ضمیر مفرد تثنیہ کی جگہ ہے یعنی ضمیر مفرد ہے اور معنی تثنیہ والا ہے حضورؐ وابوبکرؓ دونوں کی طرف راجع ہے۔اس پر قرینہ حضرت حفصؓ کی قرأت ہے اس میں تثنیہ کی ضمیر یعنی فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ علیهما ہے بہر حال ابوبکرؓ پر سکون کا اتارنا ان کی تسلی کے لئے یہ ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

آٹھویں فضیلت

وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍلَّمْ تَرَوْھَا میں ہے کہ اللہ نے غار ثور پر فرشتوں کا پہرہ لگا دیا جس وجہ سے مشرکین پر رعب چھا گیا اور وہ غار کے اندر نہ جھانک سکے نہ جا سکے۔

نویں فضیلت

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى میں ہے کہ کفار کے منصوبے ناکام ہوئے دشمن ذلیل ہوئے۔

دسویں فضیلت

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا میں ہے کہ اللہ کا فیصلہ حضور ﷺ وابوبکرؓ کی محافظت کا پورا ہوا جس سے حضور ﷺ کے ساتھ ابوبکرؓ کا نام بھی بلند ہوا تو یہ آیت پیغمبر کے یار غار، وفادار، تابعدار، حبدار صدیق کی عظمت کا اعلان کر رہی ہے۔

حضور ﷺ اور صدیقؓ کی عظمت

دوسری دو آیات سورۃ زمر کی ہیں اس میں حضور ﷺ اور ان کے متبعین کے ثمرات ونتائج کا ذکر ہے۔ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ کہ وہ پیغمبر جو حق وصدق اور سچی بات لے کر آیا ہے وَصَدَّقَ بِهٖ اور جس نے اس کی تصدیق کی ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ یہ لوگ متقی ہیں۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے جو یہ چاہیں گے یعنی اعزاز ہوگا۔ نعمتیں ہونگی، جنت ہوگی، خدا کی رحمت ہوگی، ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ۔ یہ بدلہ ہے ان کے لئے جو موحد ہیں اور نیک کام کرنے والے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں۔ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضور ﷺ ہیں جو ہمارے پاس سچا پیغام لائے ہیں اور وَصَدَّقَ بِهٖ سے مراد ہر دا

شخص ہے جو حضور ﷺ پر ایمان لائے اور پیغمبر کے ہر حکم کی تصدیق کرے۔ تو سب سے پہلے پیغمبر کی تصدیق کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں اس لئے اس کا پہلا مصداق حضرت ابوبکرؓ ہوئے اس لئے ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے قسم کھائی اور کہا قسم ہے اللہ کی جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا جب حضور ﷺ اپنی رسالت کا پیغام لائے اور حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی تصدیق کی تو اس پر یہ آیت اتری وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ تو اس آیت نے بھی حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا پرچم لہرایا۔

صدیقؓ کا مقام

تیسری پانچ آیات سورۃ واللیل کی ہیں۔ جن میں اس مومن کا ثمرہ ونتیجہ ذکر کیا گیا ہے جس میں ایمان ہے اور تقویٰ ہے اور اخلاص ہے۔ فرمایا وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی وہ شخص جہنم سے بچایا جائے گا جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ جو اپنا مال اللہ کے راہ میں اس لئے دیتا ہے تا کہ اس کا نفس پاک ہو جائے۔ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓی اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی اس پر کسی کا احسان نہیں ہے کہ وہ اس کے بدلہ میں خرچ کر رہا ہے بلکہ اس کا خرچ کرنا صرف اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہے۔

وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ایسے شخص کو اللہ ایسے انعامات سے نوازے گا کہ وہ خوش ہوگا اور راضی ہوگا۔ تمام مفسرین کہتے ہیں کہ صحابہؓ کا اجماع ہے کہ ان آیات کا نزول

حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ اَلْاَتْقٰی سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ طبرانی میں ہے کہ وہ سات غلام جن پر ان کے کافر سردار ظلم کرتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا۔ حضرت بلال بھی ان میں سے تھے جن کو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی جیب سے رقم دے کر خریدا اور اللہ کی رضا کے لئے ان کو آزاد کر دیا۔ تو اس پر یہ آیات اتریں۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ تمام صدیقین کے سردار ہیں۔ تمام اتقیاء کے سردار ہیں تو یہ آیات حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا اعلان کرتی ہیں بلکہ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ پوری سورت حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے بعض نے اس کو سورۃ ابی بکرؓ کہا واہ ابوبکرؓ تیری عظمت پر قربان جائیں کیا تیرا مقام ہے۔

اب تلاوت کردہ تین حدیثوں کا مفہوم معلوم کر لیں۔

پہلی حدیث۔ صدیقؓ نبیؐ کا بھائی

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعیدؓ خدری کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ مِنْ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَا لِهٖ اَبَابَكْرٍ تمام لوگوں میں سے جس نے سب سے زیادہ میرا ساتھ دیا اور مجھ پر سب سے زیادہ مال خرچ کیا وہ ابوبکرؓ ہے۔ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتِهٖ۔ اگر میں کسی کو اللہ کے سوا خلیل و دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا مگر وہ میرے اسلامی بھائی ہیں۔ خلیل کا مطلب کہ صرف اسی کا تصور ہو اور یہ تو

صرف اللہ کی ذات ہو سکتی ہے ورنہ تو ابوبکرؓ حضور ﷺ کے دوست بھی تھے۔ پھر فرمایا لَا تُبْقَيَنَّ خَوْخَةٌ فِي الْمَسْجِدِ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ. مسجد کے متصل مسجد کی طرف آنے کے لئے پہلے کھڑکیاں رکھی ہوئی تھیں۔تو حضور ﷺ نے فرمایا ان سب دروازوں کو بند کردو مگر ابوبکرؓ کا دروازہ رہنے دو اس سے بھی حضرت ابوبکرؓ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

دوسری حدیث۔صدیقؓ نبی کا محسن

ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ۔جس کا مجھ پر احسان تھا وہ میں اتار چکا ہوں۔اس کا بدلہ دے چکا ہوں۔مَا خَلَا اَبَابَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ایک ابوبکرؓ ہے جس کا احسان باقی ہے۔قیامت کے دن اللہ اس کو احسان کا بدلہ دے گا پھر فرمایا مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ ۔مجھے کسی کے مال نے دین میں اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے نفع دیا ہے۔اس سے بھی حضرت ابوبکرؓ کی عظمت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

تیسری حدیث۔صدیقؓ نبی کا ساتھی

ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ تو غار میں، مزار میں، جنت میں اور حوض کوثر پر بھی میرا ساتھی ہوگا اور جنت میں بھی میرا ساتھی ہوگا۔ جب غار ثور میں حضرت ابوبکرؓ کی گود تھی اور حضور ﷺ کا سر مبارک تھا آپ آرام فرما رہے تھے تو ابوبکرؓ نے اپنا پاؤں ایک باقی سوراخ پر رکھا ہوا تھا تا کہ کوئی

تکلیف دینے والی چیز حضور ﷺ کو تکلیف نہ دے تو اندر سے سانپ نے ابوبکرؓ کے قدم کو کاٹا ڈسا تو ابوبکرؓ نے حرکت نہ کی تاکہ حضور ﷺ کو بیداری نہ ہو آپ ﷺ کے آرام میں خلل نہ پڑے مگر بے ساختہ ابوبکرؓ کے آنسو ٹپکے اور پیغمبر کے چہرہ پر گرے۔ واہ ابوبکرؓ تیری شان کہ کسی کے آنسو پتھر پر گریں کسی کے کپڑے اور آستین اور دامن پر گریں مگر تیرے آنسو پیغمبر کی نورانی جبیں پر گریں تو حضور ﷺ بیدار ہو گئے فرمایا ابوبکرؓ کیوں رو رہے ہو آقا اس طرح سانپ نے ڈس لیا ہے۔ وجود کو تو حرکت نہیں دی مگر بے اختیار آنسو نیچے گر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ اگر تو وفادار ہے تو میں بھی وفادار ہوں آج گود تیری ہے سر میرا ہے۔ پھر مزار میں گود میری ہوگی، سر تیرا ہوگا۔ قیامت تک کوئی تجھے مجھ سے جدا نہ کر سکے گا۔ اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ فِی الْمَزَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِیْ الْجَنَّةِ تو میرا غار کا ساتھی پھر مزار کا ساتھی ہوگا پھر حوض کوثر کا ساتھی ہوگا پھر جنت میں بھی ساتھ ہوگا۔

ذکر کردہ ان آیات واحادیث کے مفہوم کے بعد اب حضرت ابوبکرؓ کے حالات ومناقب اختصاراً اجمالاً ذکر کرتا ہوں۔

نسبی فضیلت

حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کے ساتھ نسب میں مرہ بن کعب آٹھویں پشت میں ملتے ہیں۔ یعنی دونوں مرہ بن کعب کی اولاد سے ہیں۔ مُرَّہ کے دو فرزند تھے کلاب اور تیم۔ حضور اکرم ﷺ کلاب کی اولاد میں سے اور صدیق اکبرؓ تیم کی اولاد میں سے

ہیں۔آپ کا خاندان قریشی تیمی ہے۔ابوبکرؓ آپ کی کنیت ہے۔عبداللہ آپ کا نام ہے۔

آپ کے والد کا نام عثمان ہے۔کنیت ابوقحافہ ہے۔والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر اور کنیت ام الخیر ہے۔

آپ کا لقب صدیق بھی ہے،عتیق بھی ہے،بعض نے کہا کہ عتیق کا معنی ہے حسن و جمال والا جس کے نسب میں عیب نہ ہو اور حضرت ابوبکرؓ میں بھی حسن و جمال تھا۔آپ کے نسب میں عیب نہ تھا اس لئے آپ کو عتیق کہتے ہیں۔لیکن ترمذی میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے تو حضور ﷺ نے بشارت سنائی۔فرمایا ابو بکرؓ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ ۔کہ اللہ نے تجھ کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔اس دن سے آپ کا لقب عتیق مشہور ہو گیا آپ کا لقب صدیق بھی ہے۔مصعب بن زبیرؓ کہتے ہیں چونکہ دیگر صحابہؓ نے تحقیق کے بعد اور بعض صحابہ نے اپنے والدین و اقرباء سے مشورہ کے بعد تصدیق کی مگر ایک ابوبکرؓ تھے جنہوں نے بغیر تحقیق و مشورہ کے بغیر غور و فکر کے حضور ﷺ سے اعلان رسالت سننے کے بعد فوراً تصدیق کی۔اس لئے آپ کا لقب صدیق ہوا۔طبرانی میں ہے کہ حضرت علیؓ نے قسم کھا کر کہا کہ ابوبکرؓ کا لقب صدیق اللہ نے آسمان سے خود نازل فرمایا اور جبرئیل و رسول اللہ کی زبانی آپ کو صدیق کہلایا چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے معراج کی رات مقام طویٰ پر پہنچ کر کہا کہ یہ معراج کا واقعہ جو رات کا ہے میرے مخالفین اور میری قوم تو اس کی تصدیق نہ کرے گی کہ اتنی لمبی

سیر بیت المقدس جانا پھر آسمانوں کی سیر کرنا پھر بیت المعمور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنا اور رات ہی میں واپس آنا اس کی کفار مکہ تو تصدیق نہ کریں گے تو جبرئیل نے کہا فَـاِنَّ قَوْمَکَ یُکَذِّبُکَ وَاَبُوْ بَکْرٍ یُصَدِّقُکَ ۔جب تیری قوم تیری بات کا معراج کی رات کا انکار کرے گی اس وقت تیرا یار ابوبکرؓ تیری تصدیق کرے گا تو جب ابوجہل نے برادری نے قریش مکہ نے انکار کیا تو ابوبکرؓ ہی اقرار کرنے والا تھا اور دشمن کی زبان سے سن کر تصدیق کی تو معراج کی اس تصدیق کے بعد ابوبکرؓ کا لقب صدیق زیادہ مشہور ہوگیا۔ بعض نے کہا جب حضرت ابوبکرؓ کی پیدائش ہوئی تو اس کی والدہ کو ہاتف غیبی نے نداء دی۔

یَـا اَمَةَ اللّٰهِ بِـالتَّـحْـقِیْـقِ

اَبْشِـرِیْ بِـالْـوَلَـدِ الْـعَتِیْـقِ

اِسْـمُـهٗ فِـی الـسَّـمَـآءِ صِدِّیْقٌ

وَبِـخَـاتَـمِ الـنَّبِیِّیْنَ فِیْ الْغَارِ رَفِیْقٌ

اے اللہ کی بندی یہ بات پکی سچی ہے خوش ہوجا تجھے اللہ نے ایک لڑکا دیا ہے جو عتیق ہے اور آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے اور حضور ﷺ کے ساتھ وہ ایک وقت غار میں رفیق ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ کی چار بیویاں تھیں ایک قیلہ بنت سعد اس سے حضرت عبداللہ اور حضرت اسماء پیدا ہوئیں۔ دوسری زینب ام رومان اس سے حضرت

عبدالرحمٰن اور عائشہؓ پیدا ہوئیں۔ تیسری حبیبہ بنت خارجہ اس سے آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم پیدا ہوئی۔ چوتھی اسماء بنت عمیس جو پہلے حضرت جعفر طیارؓ کے نکاح میں تھی۔ حضرت جعفرؓ کی وفات کے بعد اس کا نکاح حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کر دیا۔ اس سے آپ کے لڑکے محمدؒ پیدا ہوئے پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے نکاح میں آئیں۔ جس سے پھر زید اور یحییٰ پیدا ہوئے جو لوگ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ و علیؓ میں تکرار تھا وہ ذرا سوچیں کہ تکرار تھا یا پیار تھا کہ علیؓ نے اپنی بھاوج بیوہ کا نکاح ابوبکرؓ سے کر دیا۔ پھر ابوبکرؓ کی وفات کے بعد خود اس سے نکاح کر لیا اللہ دشمن صحابہؓ واہلبیت کو سمجھ دے۔

حضرت ابوبکرؓ کی چار نسلوں کو اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ یعنی والدین، اولاد، پوتے، نواسے، ابوبکرؓ کا پورا خاندان میرے پیغمبر پر جانثار تھا۔ ہجرت کی رات جب حضور ﷺ اور ابوبکرؓ غار ثور میں پہنچے۔ تین دن تین رات رہے تو ابوبکرؓ کی بیٹی حضرت اسماء کھانا پہنچاتی تھی۔ ابوبکرؓ کا بیٹا عبداللہ دن کو کفار کی باتیں سن کر رات کو ان کے احوال پہنچاتا تھا۔ ابوبکرؓ کا غلام عامر بن فہیرہ دن کو بکریاں چراتا۔ رات کو دودھ پہنچاتا۔

ابوجہل ابوبکر صدیقؓ کے دروازے پر

ادھر جب حضور ﷺ اور ابوبکرؓ رات کو تشریف لے گئے تو ابوجہل صبح کو ابوبکرؓ کے گھر کے دروازہ پر پہنچا۔ دستک دی، آواز دی حضرت اسماء باہر آئی پوچھا کہ تیرا باپ اور محمد ﷺ کہاں ہے تو حضرت اسماء جو ابوبکرؓ کی تربیت یافتہ تھی اگرچہ صغر سنی ہے، بچپن

ہے، چھوٹی بچی ہے مگر ایمان پختہ ہے کہنے لگی ابوجہل میں رسول اللہ کا راز نہیں بتلا سکتی حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ ابوجہل نے کہا تجھے پتہ ہے میں مکہ کا بہادر سردار طاقتور ہوں ایک طمانچہ لگاؤں گا۔ تیرا خاتمہ ہو جائے گا۔ اسماء نے کہا ابوجہل اگر تو مکہ کا بہادر ہے تو میں بھی صدیق کی بیٹی ہوں راز نہ بتلاؤں گی ابوجہل نے زور سے طمانچہ رسید کیا۔ اسماء کا دوپٹہ اتر گیا بالیاں کانوں کو چیر کر دور جا پڑیں۔ چہرہ خون آلود ہو گیا۔ حضرت اسماء نے دوپٹہ سنبھالا اور کہا ابوجہل کتا تجھے طاقت پر ناز ہے مجھے رسول اللہ ﷺ کی صداقت پر ناز ہے، تجھے مال پر ناز ہے مجھے محبوب رب ذوالجلال پر ناز ہے۔ تجھے قوت سامان پر بھروسہ ہے مجھے رب رحمان پر بھروسہ ہے۔ اگر تو اپنی ماں کا دودھ پی کر محمد ﷺ کی دشمنی نہیں چھوڑ سکتا تو صدیق کی بیٹی بھی اپنی ماں کا دودھ پی کر محمد ﷺ کی غلامی نہیں چھوڑ سکتی۔

خلفاء راشدین کی فضیلت

اعلان نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے۔ لڑکوں میں سے حضرت علیؓ اسلام لائے عورتوں میں سے حضرت خدیجہؓ اسلام لائیں۔ غلاموں میں سے حضرت زیدؓ بن حارثہ اسلام لائے مگر حضور ﷺ نے خود فرمایا جس کو میں نے اسلام کی دعوت دی اس نے غور و فکر کرنے یا مشورہ کرنے کی بات کی ایک ابوبکرؓ ہے جس نے سب سے پہلے میری دعوت پر بغیر تامل و مشاورت کے لبیک کہا اور اسلام لایا تو سب سے پہلے بلا چون و چرا اسلام کی دعوت ابوبکرؓ نے قبول کی اس

لئے حضرت ابوبکرؓ أفضل الصحابہؓ أعلم الصحابہؓ أکمل الصحابہؓ ہے۔ اور ہمارا اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ خلافت راشدہ کی ترتیب میں پہلا خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہے، دوسرا خلیفہ حضرت عمرؓ ہے، تیسرا خلیفہ حضرت عثمانؓ ہے۔ چوتھا خلیفہ حضرت علیؓ ہے یہ ترتیب ہماری نہیں بلکہ یہ ترتیب رب رحمان نے اپنے قرآن میں ذکر کی ہے۔ فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پھر فرمایا وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ یہ حضرت ابوبکرؓ ہیں جو ہر حال میں پیغمبر کے ساتھ تھے۔ حضر ہو، سفر ہو، بدر ہو، احد ہو، خوشی ہو، غمی ہو، امارت ہو، غربت ہو، پھر فرمایا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یہ حضرت عمرؓ ہیں جو کفر کے خلاف کھلی تلوار تھے۔ پھر فرمایا رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔ یہ حضرت عثمانؓ ہیں جو سراپا شفقت کا مزاج رکھتے تھے۔ پھر فرمایا تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یہ حضرت علیؓ ہیں جو سراپا عبادت کا ذوق رکھتے تھے۔ پھر فرمایا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا ۔ یہ حضور ﷺ کے تمام صحابہؓ ہیں جن کا ہر کام اللہ کی رضاء کے لئے تھا اور یہی ترتیب پیغمبر نے اپنے فرمان میں ذکر کی ہے۔

پہلی حدیث

ترمذی میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَكْرٍؓ کہ میری امت میں سب سے زیادہ میرے امتیوں پر رحم کرنے والا ابوبکرؓ ہے۔ پھر فرمایا وَاَشَدُّهُمْ فِیْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُؓ احکام خداوندی کی تعمیل اور قوت سے ان کے نافذ کرنے والا عمرؓ ہے پھر فرمایا وَ اَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ کامل شرم وحیا والا عثمان ہے۔ پھر فرمایا وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّؓ مقدمات کے فیصلہ کرنے میں ماہر علیؓ ہے۔

دوسری حدیث

ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَهٗ وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِیْ فِی الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے جس نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اور مجھے مدینہ تک ساتھ لے گیا اور غار میں میرا ساتھی بنا اور حضرت بلالؓ کو ظالموں سے خرید کر آزاد کیا اور پھر فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا اللہ عمرؓ پر رحم کرے جو ہر وقت حق کہتا ہے اگر چہ کسی کو حق کڑوا ہی لگے پھر فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحِی مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اللہ عثمان پر رحم کرے کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ۔ اللہ علیؓ پر رحم کرے اے اللہ علیؓ جدھر جائے حق کو اس کے ساتھ کر دے۔

تیسری حدیث

تیسری حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَكْرٍ اَسَاسُهَا وَعُمَرُ جِدَارُهَا وَعُثْمَانُ سَقْفُهَا وَعَلِیٌّ بَابُهَا ۔ فرمایا میں علم کا شہر ہوں، ابوبکرؓ اس کی بنیاد ہے، عمرؓ اس کی دیوار ہے، عثمانؓ اس کی چھت ہے، علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ کیسی ترتیب ذکر کر دی کہ ہمیشہ مکان کی بنیاد پہلے ہوتی ہے۔ پھر دیواریں بنائی جاتی ہیں۔ پھر چھت بنائی جاتی ہے۔ پھر دروازہ بنایا جاتا ہے۔

چوتھی حدیث

ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَبُوْبَکْرٌ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ۔ابوبکرؓ جنتی ہے عمرؓ جنتی ہے عثمانؓ جنتی ہے علیؓ جنتی ہے۔یہ پیغمبر کی ترتیب ہے۔

پانچویں حدیث

پانچویں حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا۔خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ۔یہ خلفاء اربعہ کا زمانہ ہے۔اس کو حضور ﷺ نے اپنا زمانہ کہا ہے۔قرنی کے چار حرف ہیں۔قاف سے اشارہ۔ابوبکر صدیقؓ کی طرف ہے۔راء سے اشارہ عمرؓ فاروقؓ کی طرف ہے،نون سے اشارہ عثمانؓ کی طرف ہے، یاء سے اشارہ علیؓ کی طرف ہے۔اسی طرح یہ ترتیب صحابہؓ نے ذکر کی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بلافصل ہیں

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ ترتیب میں پہلے ابوبکرؓ کا نام لیتے، پھر عمرؓ کا، پھر عثمانؓ کا اس کے بعد کی ترتیب چھوڑ دیتے تھے تو یہ ترتیب قرآن نے ذکر کی ہے اور نبیؐ کے فرمان نے ذکر کی ہے اور صحابہؓ کی زبان نے ذکر کی ہے۔اس لئے ہم حضرت ابوبکرؓ کو افضل الصحابہؓ کہتے ہیں۔خلیفہ بلافصل کہتے ہیں کہ پیغمبر کا پہلا خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی

دلیل ہے۔ جو نبیؐ کے ساتھ ہے۔ بلا فصل وہی ہے اس لئے پہلا خلیفہ وہی ہے

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ کے بعد وَصَدَّقَ بِهٖ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے۔ جو نبی کا پہلا مُصَدِّق ہے وہی پہلا خلیفہ ہے۔

وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقٰی ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کہ جو نبی کے بعد سید الاتقیاء ہے وہی سید الصحابہؓ ہے اور جو سید الصحابہؓ ہے وہی خلیفہ اول ہے۔

ترمذی میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے:۔

اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ کہ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اتباع کرو۔ یہ خلافت بلافصل کی دلیل ہے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ یہ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کہ باقی سب دروازے بند کردو ایک رہنے دو۔

ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت لَا یَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍؓ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کہ جس قوم میں ابوبکرؓ ہو دوسرا کوئی امامت نہ کرائے۔ کیونکہ ابوبکرؓ خلیفہ اول جو موجود ہے۔

ترمذی میں حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ ابوبکرؓ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کہ ابوبکرؓ سب صحابہؓ کا سردار ہے سب سے بہتر ہے۔ سب سے زیادہ حضور ﷺ کا محبوب ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جب آپ کے لڑکے محمد بن حنفیہ نے سوال کیا کہ اے اباجان اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ ۔ حضور ﷺ کے بعد لوگوں سے کون افضل ہے۔ تو حضرت علیؓ نے کہا ابوبکرؓ جو سب سے افضل ہوگا وہ خلیفہ اول ہوگا۔

بخاری میں حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے آئی۔ آپ نے فرمایا کل آنا کہنے لگی اگر آپ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَابَکْرٍ ۔ اگر میں نہ ہوں تو پھر ابوبکر کے پاس آنا۔ یہ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے کیونکہ ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہوگا۔ اس کے پاس آنا۔

حضرت ابوموسیٰؓ اشعری کی روایت بخاری و مسلم میں ہے حضور ﷺ نے اپنے آخری بیماری کے دنوں میں فرمایا۔ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ابوبکرؓ کو حکم کر وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ حضرت وہ دل کے نرم ہیں۔ مصلی پر آپ کو نہ دیکھیں گے تو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ حضور ﷺ نے دوبارہ کہا حضرت عائشہؓ نے پھر یہی کہا پھر حضور ﷺ نے تیسری بار فرمایا اور کہا تم حواجب یوسف کی طرح نہ بنو بس جو میں نے کہا اس پر عمل کرو۔ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ ۔ یہ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے۔ رافضی ناراض ہوتا ہے۔ کہ ابوبکرؓ خلیفہ پہلا نہیں ہے یہ ہم سے تکرار کرتا ہے۔ اس کو کہو اللہ و رسول سے تکرار کرو۔ خدا نے حکم مصطفیٰ کو دیا کیونکہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی مصطفیٰ اتنے تک بولتا نہیں جب تک خدا

نہ کہے اور عائشہؓ کو صحابہؓ کو حکم مصطفیٰ نے دیا۔ کہ ابوبکرؓ کو کہو نماز پڑھائے حکم خدا کا مصلّی مصطفیٰ کا حوالے ابوبکرؓ کے قیامت تک رافضی روتا پیٹتا رہے۔ ابوبکرؓ سے کوئی مصلّی نہیں لے سکتا۔ حدیث میں ہے حضور ﷺ نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہؓ کو ابوبکرؓ کی اقتدا میں نماز پڑھتے دیکھا تو آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہم اس خوشی میں نماز نہ بھول جائیں۔ مگر حضور ﷺ نے پردہ ڈال دیا۔ اشارہ کیا کہ میں صرف ابوبکرؓ کی خلافت وامامت پر مہر لگانا چاہتا تھا اور تمہارا یہ منظر دیکھنا چاہتا تھا۔ اب میں خوش ہوں۔ یَاْبَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ اَبَا بَکْرٍ ۔ اللہ اور اس کا رسول ابوبکرؓ کے سوا دوسرے کی خلافت کا انکار کرتا ہے۔ دونوں کی رضا ابوبکرؓ کی خلافت میں ہے۔ اللہ ابوبکرؓ کے خلیفہ اول ہونے پر راضی، رسول اللہ راضی، حضرت علیؓ بھی راضی، علیؓ نے فرمایا کہ جس کو حضور ﷺ نے ہمارا دین میں امام بنا دیا دنیا کے امور میں بھی وہی ہمارا امام ہوگا اور تمام صحابہؓ نے بالاتفاق ابوبکرؓ کی خلافت پر بیعت کی۔ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل پر سب راضی ایک صحابہؓ کا دشمن ناراض ہے۔ اللہ اس کو ہدایت دے۔

حضور ﷺ کا حضرت حفصہؓ سے کہنا کہ اِنَّ اَبَابَکْرٍ یَلِی الْخِلَافَةَ مِنْ م بَعْدِیْ ثُمَّ بَعْدَهٗ اَبُوْکِ کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہوگا۔ اس کے بعد تیرا باپ عمرؓ خلیفہ ہوگا۔ یہ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کی دلیل ہے۔

حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بلافصل مانا ہے۔ شیعہ کی کتاب احتجاج طبرسی میں ہے ثُمَّ تَنَاوَلَ یَدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَایَعَهٗ ۔ کہ علیؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی

دوسری جگہ احتجاج طبرسی میں ہے۔ ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّا لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ ۔کہ حضرت علیؓ نے نماز کی تیاری کی۔ مسجد میں آئے پھر ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل کے دلائل ہیں۔

ہم تو حضرت علیؓ کو مانتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ کو مانتے ہیں، وہ بھی صحابی ہیں، یہ بھی صحابی، وہ بھی جنتی، یہ بھی جنتی مگر فرق مراتب ضرور ہے۔

ہجرت کی رات حضرت علیؓ بستر پر سو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نوک دار پتھریلی زمین پر چل کر پاؤں کو زخمی کر کے نبی کو کندھوں پر اٹھا رہے ہیں اگرچہ ایسے مشکل وقت میں کہ جب کافر حضور ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ حضرت علیؓ کا اس بستر پر سونا بھی فضیلت سے کم نہیں مگر ابوبکرؓ کا رات کی تاریکی میں ایسا سفر کرنا جس میں تمام خطرات تھے یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے گھر چل کر گئے تھے

حضرت علیؓ کے پاس مخلوق کی امانتیں تھیں۔

حضرت ابوبکرؓ کے پاس خالق کی امانت حضور ﷺ تھے۔

حضرت علی حضور ﷺ کے بستر پر تھے اور ابوبکرؓ خود محمد ﷺ کا بستر بن گئے۔

اور ابوبکرؓ کی نگاہ غار ثور میں حضور کے چہرہ پر تھی اور مطالعہ قرآن تھا۔ جس کو شاہ ولی اللہ نے کہا کہ حضور ﷺ کا چہرہ ابوبکرؓ کی گود میں اس طرح چمک رہا تھا جس طرح رحل پر خدا کا قرآن چمک رہا ہوتا ہے۔

بہر حال یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت علیؓ کے لئے پریشانی صرف ایک رات کی تھی جو صبح کو ختم ہوگئی اور ابوبکرؓ کو تین رات تک غار ثور میں پھر وہاں سے مدینہ تک پریشانی تھی مگر ان خطرات کے باوجود حضرت ابوبکرؓ ساتھ رہے تو حضرت ابوبکرؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت ہوگئی۔ ہم علیؓ مرتضٰی کو بی بی بتول کا شوہر جوہر گوہر نڈر بہادر ذی قدر فاتح خیبر امام الائمہ بہادروں کا سردار شیر جرار صاحب ذوالفقار حیدر کرار مانتے ہیں مگر جہاں علیؓ حیدر کرار ہے وہاں حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کا بھی سردار ہے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا مکالمہ

ہم حضرت عائشہؓ کو بھی مانتے ہیں، حضرت فاطمہؓ کو بھی مانتے ہیں جہاں حضورﷺ نے فاطمہ کو سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کہا وہاں حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہا فَضْلُ عَآئِشَۃَ عَلٰی سَائِرِ النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔ کہ عائشہؓ کو تمام عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔ مولانا رومیؒ نے مثنوی میں حضرت عائشہؓ و فاطمہؓ کا ایک مکالمہ ذکر کیا ہے۔

گفتگو ئے رفت درخانہ رسول
درمیان صدیقہؓ و زہرا بتولؓ

حضورﷺ کے گھر میں حضرت عائشہؓ و حضرت فاطمہؓ کی گفتگو چل پڑی۔

گفت اے مادر من از تو افضلم
زانکہ من مضغہ از جسم مرسلم

تو صدیقی تو باانصاف باش

فرق در صدیق ومصدوق است فاش

حضرت فاطمۃ الزہرا نے کہا کہ اماں میں تجھ سے افضل ہوں کیونکہ میں حضور ﷺ کا حصہ ہوں آپ کے جسم کا ٹکڑا ہوں، اور تو صدیقؓ کی بیٹی ہے۔ صدیقؓ اور رسول اللہ میں زمین وآسمان کا فرق واضح ہے۔ حضرت عائشہؓ بھی ذہینہ فطینہ تھی۔ کہنے لگی

چوں بود روز جزاء اے نیک کیش

ہر یکے راپایہ بر مقدور خویش

من بااحمد باشم و تو باعلیؓ

فرق کن در این وآں گر عاقلی

عائشہؓ نے کہا اے اچھے فضائل والی بیٹی قیامت کے دن ہر ایک کو مقدر کے مطابق مرتبہ ملیگا۔ تیرے باپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہا ہے کہ قیامت کے دن نیک بیویاں اپنے نیک خاوندوں کے ساتھ ہونگی۔ اس لئے قیامت کے دن تو بھی جنت میں ہوگی میں بھی جنت میں مگر تیری انگلی علیؓ کے ہاتھ میں اور میری انگلی نبی کے ہاتھ میں تو علیؓ کے بستر پر اور میں محمد ﷺ کے بستر پر ہونگی۔ اب تو خود ہی فرق سمجھ لے

چوں شنید ایں فاطمہؓ بگریست زار

خواست صدیقہؓ گر فتش درکنار

اے نشانی روئے احمد روئے تو

من کجا باشم ازیں یک موئے تو

جب حضرت فاطمہؓ نے یہ سنا تو رونے لگی مگر عائشہؓ نے بچی کو گود میں لے لیا اور کہا بچی وہ دلیل کا جواب دلیل سے تھا مگر تو میرے محبوب کے چہرہ کی نشانی ہے۔ میں تیرے بالوں پر قربان ہوں۔ اب آپ خود دیکھیں کہ کس طرح ان میں پیار تھا۔ رافضی جھوٹ کہتا ہے کہ ان میں تکرار تھا۔ رافضی کہتے ہیں کہ اہلسنت اہلبیت کو نہیں مانتے یہ پروپیگنڈا ہے ہم تو سب کو مانتے ہیں۔ ہم تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بھی مانتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا۔ یہ دونوں میری خوشبوئیں ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حسنؓ و حسینؓ قیامت کے دن جنتی جوانوں کے سردار ہونگے۔ مگر ہم ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی مانتے ہیں

شیخین کی فضیلت

جن کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا ترمذی میں ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے

مَامِنْ نَبِيِّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں۔ اَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيلَ وَ مِيْكَائِيْلَ. میرے دو وزیر آسمان والوں سے جبرائیل و میکائیل ہیں۔ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍؓ وَعُمَرُؓ۔ میرے دو وزیر زمین والوں سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ ابن ماجہ میں

حضرت علیؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَبُوبَکْرٍؓ وَعُمَرُؓ سَیِّدَا کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۔قیامت کے دن انبیاء کے علاوہ تمام اولین و آخرین کے بوڑھوں کے سردار ابوبکرؓ وعمرؓ ہونگے ۔ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ ۔حضور ﷺ ایک دن گھر سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے ۔مگر کیفیت یہ تھی کہ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُؓ اَحَدُهُمَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَیْدِیْهِمَا ۔حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کے دائیں طرف اور حضرت عمرؓ بائیں طرف تھے ۔حضور ﷺ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے ۔اور فرمایا صحابہؓ گواہ ہوجاؤ ۔هٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۔قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے کہ دائیں ابوبکرؓ ہونگے اور بائیں عمرؓ ہونگے درمیان میں پیغمبر ہونگے ۔

ابوبکرؓ ہر معاملہ میں اوّل

اہل السنّت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سب صحابہؓ سے افضل تھے کیونکہ ابوبکرؓ نے ہر چیز میں اولیت کا شرف حاصل کیا۔

اسلام لانے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

رسول اللہ کی تصدیق کرنے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

نبی کے وزیر و مشیر بننے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

نبی کے رازدان بننے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

رمز شناس نبوت بننے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

حدیث کی روایت میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

معراج کی تصدیق میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

نبی ﷺ کے نکاح میں کواری بیٹی دینے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

ہجرت کی رات رسول اللہ کے ساتھ جانے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

غار ثور پہنچنے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

رسول اللہ کے ساتھی بننے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا ہے۔

جب صحابہؓ میں اختلاف تھا کہ حضور ﷺ کو مکہ میں یا مسجد نبوی میں یا جنت البقیع میں یا بیت المقدس میں دفن کریں تو اس اختلاف کو ختم کرنے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا تھا۔ کہ آپ نے کہا میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے فرمایا جہاں نبی کی وفات ہوگی وہاں مدفن ہوگا۔ اس لئے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دفن کرنا ہے۔

جب یہ بات اٹھی کہ نبی کا مال وراثت میں تقسیم ہوگا صحابہؓ پریشان تھے۔ تو اس بات کو ختم کرنے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا تھا۔ کہ آپ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا اَلْاَنْبِیَاءُ لَانُوْرَثُ ۔ انبیاء کا ورثہ تقسیم نہیں ہوتا۔ وہ وقف ہوتا ہے۔ انبیاء کی وراثت علم کی ہوتی ہے۔

جب منکریں مانعین زکوۃ کا فتنہ اٹھا تو اس کی سرکوبی کرنے میں ابوبکرؓ کا پہلا نمبر تھا فرمایا جو نماز و زکوۃ میں فرق کریگا اس سے جہاد کرونگا۔

جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ اٹھا اس کے ختم کرنے میں ابوبکرؓ کا پہلا نمبر تھا کہ خالدؓ بن ولید کی سربراہی میں یمامہ کی طرف لشکر بھیج کر اس کے فتنہ کو روکا، اس کو قتل کرایا۔

جب حضور ﷺ کی رحلت کے بعد اکثر قبائل ارتداد کا شکار ہونے لگے تو ارتداد کے فتنہ کے تدارک کرنے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا تھا کیونکہ آپ نے خالدؓ بن ولید کو بصرہ کی طرف، عمروؓ بن عاص کو شام کی طرف علاء حضرمیؓ کو بحرین کی طرف، عکرمہؓ بن ابی جہل کو عمان کی طرف، اسی طرح مہاجرؓ بن ابوامیہ اور زیادؓ بن لبید انصاری وغیرہ کو ان علاقوں کی طرف بھیجا جہاں لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی

اسی طرح قرآن کے اجزاء جو مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے تھے ان کو یکجا ایک مصحف کی شکل میں جمع کرانے میں ابوبکرؓ کا نمبر پہلا تھا۔ جیسا کہ بخاری میں ہے کہ آپ کو حضرت عمرؓ نے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں کتنے حفاظ وقراء شہید ہو گئے۔ اگر اس طرح جنگوں کا معاملہ ہوا تو خطرہ ہے کہ قرآن غیر محفوظ ہو جائے اس لئے اس کو جمع کراؤ۔ اولاً حضرت ابوبکرؓ آمادہ نہ تھے۔ مگر بالآخر فرمایا کہ اللہ نے میرا شرح صدر کر دیا ہے۔ پھر حضرت زیدؓ بن ثابت کو بلا کر کہا کہ تم حضور ﷺ کے کاتب وحی رہ چکے ہو لہٰذا تم پوری کوشش سے اجزاء تلاش کر دقرآن کو جمع کرو۔

علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا کہ ابوبکرؓ کی فضیلت اسی اولیت کی وجہ سے ہے۔

حضرت ابوبکرؓ سب صحابہؓ سے ہر کام میں اول ہیں مگر حضور ﷺ کے ہر کام میں ثانی ہیں اس لئے تو قرآن نے ثانی اثنین کہا اول مقام حضور ﷺ کا ہے۔ ثانی ابوبکرؓ کا ہے

آپ تاریخ کا مطالعہ کریں

مکہ میں اسلام کی اشاعت میں اول حضور ﷺ ہیں ثانی ابوبکرؓ ہیں
مکہ میں طواف کے اندر اول حضور ﷺ ہیں ثانی ابوبکرؓ ہیں
حطیم میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
میزاب رحمت کے نیچے اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
حجر اسود پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
مقام ابراہیم پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
آب زمزم پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
صفا پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
مروہ پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
ہجرت میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
مدینہ میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
مصلّٰی نبوی پر ومحراب میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
ممبر پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
مزار میں اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں
حوض کوثر پر اول حضور ﷺ ہیں۔ ثانی ابوبکرؓ ہیں

رب کعبہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں زمین و آسمان گواہ ہے اللہ کا قرآن گواہ، نبی

کا فرمان گواہ، ہر مسلمان گواہ ہے کہ قیامت کے دن جنت میں اول حضور ﷺ قدم رکھیں گے ثانی ابوبکرؓ ہونگے۔اس شان والے ابوبکرؓ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے

حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کی نظر میں

ابوبکرؓ کے ایمان کی شان معلوم کرنی ہے تو حضرت عمرؓ سے پوچھو فرماتے ہیں تمام اہل زمین کے ایمان کا ابوبکرؓ کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکرؓ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔ابوبکرؓ کا علم پوچھنا ہے تو حضرت ابن عمرؓ سے پوچھو فرماتے ہیں ابوبکرؓ سب صحابہ سے نمایاں عالم تھے۔

جب صحابہ کسی مشکل کو حل نہ کر پاتے تو ابوبکرؓ سے پوچھتے۔

ابوبکرؓ کی شجاعت پوچھنی ہے تو حضرت علیؓ سے پوچھو۔حضرت علیؓ نے سوال کیا کہ تم میں سے سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔لوگوں نے کہا آپ ہیں۔فرمایا نہیں میں تو اپنے برابر کے مدمقابل سے لڑتا ہوں سب سے زیادہ بہادر ابوبکرؓ تھے۔

جب جنگ بدر میں ہم نے حضور ﷺ کو ایک جگہ بٹھایا اور ہم نے کہا کہ اس جگہ کوئی شخص کھڑا ہو جو مشرکین کو حضور ﷺ پر حملہ نہ کرنے دے۔ایسے سخت وقت میں حضرت ابوبکرؓ تیار ہوئے اور تلوار ہاتھ میں لی اور پہرہ دے رہے تھے۔جب کوئی مشرک آگے بڑھتا تو اس کو فوراً دھکیل دیتے۔اگر ابوبکرؓ کی سخاوت دیکھنی ہے تو ابن عمرؓ سے پوچھو فرماتے ہیں جب ابوبکرؓ اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے وہ سب اسلام کی اشاعت میں غرباء، مساکین، یتیموں، مظلوم غلاموں کو خرید کر آزاد

کرنے میں خرچ کر دیا۔ جب حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پانچ ہزار دینار باقی تھے اور جب دنیا سے رخصت ہوئے تو کفن بھی پرانا تھا۔

ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ آج اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرو۔ حضرت عمرؓ کے پاس مال بہت آیا تھا تو فرماتے ہیں میں نے خیال کیا آج تو ابوبکرؓ صدیق سے بھی سبقت لونگا۔ فرماتے ہیں میں نے آدھا مال گھر رکھا اور آدھا مال لایا ادھر حضرت ابوبکرؓ پوری دولت اٹھا کر لائے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کیا لائے ہو کہنے لگا آدھا مال لایا ہوں پھر حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا کہا کیا لائے ہو۔ حضرت ابوبکر نے کہا تَرَكْتُ اِسْمَ اللّٰهِ وَاِسْمُ رَسُوْلِه. حضرت گھر میں اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑا باقی سب مال سوئی کی منزل تک آپ کے قدموں میں لایا ہوں تو حضرت عمرؓ نے کہا میں نے یقین کر لیا کہ ابوبکرؓ سے سبقت نہیں لے سکتا۔ حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کی نیکی کا مقام معلوم کرنا ہے تو حضرت عائشہؓ سے پوچھو فرماتی ہیں۔ ایک رات حضور ﷺ نے مجھے کہا عائشہ آسمان پر نگاہ ڈال اور دیکھ آسمان پر کتنے ستارے ہیں اور میں نے کہا حضرت بے شمار ستارے ہیں۔ فرمایا حضرت عمرؓ کی نیکیاں بھی اسی طرح بے شمار ہیں تو میں نے کہا حضرت عمرؓ کا یہ مقام ہے تو میرے والد! ابوبکرؓ کا کیا مقام ہے۔ فرمایا عائشہ پریشان کیوں ہو رہی ہے۔ عمرؓ کی تمام نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک ہجرت والی رات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اس لئے تو روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے اور تمنا و خواہش کر کے کہتے تھے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ

میری تمام نیکیاں لے لیں اور مجھے صرف غار کی فضیلت والی نیکی دے دیں تو میں اس پر راضی ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ کے اخلاق معلوم کرنے ہیں تو ابن دغنہ کی زبانی سنو۔ دشمن بھی آپ کے اخلاق کا قائل تھا جب آپ مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے تو درمیان راستہ میں ابن دغنہ مل گیا۔ کہنے لگا کہ آپ جیسا آدمی جو غریبوں کا غمگسار، خدمت گزار ہے مکہ سے نہیں نکالا جا سکتا۔ چلو میں تمہیں اپنی امان میں رکھتا ہوں واپس لایا اور اپنا ہمسایہ ٹھہرایا۔

حضرت ابوبکرؓ کا جنتی ہونا معلوم کرنا ہے تو صحابہؓ سے پوچھو جو رسول اللہ کے بشارات کے بلاواسطہ عینی گواہ تھے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِنَ الْاَشْیَاءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ. جس نے اللہ کے راستے میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کیا تو جنت کے دروازوں سے آواز دیجائے گی۔ پھر فرمایا فَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصَّلٰوۃِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوۃِ. جو نماز زیادہ پڑھتا تھا اس کو جنت کے دروازہ باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجِھَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِھَادِ. جو جہاد زیادہ کرتا ہوگا اس کو جنت کے دروازہ باب الجہاد سے بلایا جائیگا۔ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصَّدَقَۃِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَۃِ. جو صدقہ خیرات زیادہ دیتا ہوگا اس کو جنت کے دروازے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الصِّیَامِ

دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ. جو روزہ زیادہ رکھتا ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اس کی ضرورت تو نہیں کہ جنت کے تمام دروازوں سے کسی کو بلایا جائے مگر فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الاَبْوَابِ كُلِّهَا. کوئی شخص ایسا بھی ہوگا۔ جس کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ قربان جاؤں حضور ﷺ کے اس جملہ پر ابوبکرؓ کے عاشق جھوم جاؤ، ابوبکرؓ کی عظمت پر حضور ﷺ نے فرمایا نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. ہاں اور مجھے امید ہے کہ ابوبکر تو اُن میں شامل ہوگا جنہیں جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔

دوسری حدیث بھی حضرت ابوہریرہؓ کی ہے جو مسلم شریف میں موجود ہے حضور ﷺ نے ایک مجلس میں سوال کیا کہ آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں روزہ دار ہوں پھر فرمایا آج تم میں سے کس نے جنازہ پڑھا اور جنازہ کو کندھا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے یہ کام کیا ہے۔ پھر فرمایا کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے یہ کام کیا ہے۔ پھر کہا آج کس نے بیمار کی طبع پرسی کی ہے حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں نے یہ کام کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس میں یہ تمام امور ہیں وہ جنتی ہے اس کے لئے جنت لازم ہے۔

ابوبکرؓ کی تلاوت قرآن پوچھنی ہے تو عائشہؓ سے پوچھو فرماتی ہیں كَانَ اَبُوْ بَكْرٍؓ بَكَّاءً. جب قرآن کی تلاوت کرتے بہت روتے۔ بہت سے مشرک مرد و عورتیں ابوبکرؓ کی تلاوت کی اس کیفیت کو دیکھ کر محمد ﷺ کے غلام بن گئے۔ ابوبکرؓ کی

خشیت خداوندی دیکھنی ہے تو معاذ بن جبلؓ سے پوچھو فرماتے ہیں ابوبکرؓ نے باغ میں ایک چڑیا کو دیکھا اور ایک سانس بھرا اور فرمایا تو بڑی خوش بخت ہے کہ پھلوں کو کھاتی رہتی ہے اور درختوں کے سائے میں رہتی ہے اور حساب بھی نہیں ہے کاش میں بھی تیری طرح ہوتا۔ حضرت ابوبکر کے خشوع و خضوع کو معلوم کرنا ہو تو عبداللہ بن زبیر سے پوچھو کہتے ہیں ابوبکر نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے لکڑی گاڑ دی گئی ہو یہ عبادت کی کیفیت تھی۔

اگر حضرت ابوبکرؓ کا عشق رسول ملاحظہ کرنا ہو تو ابوبکرؓ کے اس جملہ پر غور کرو حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ ثَلاثٌ.

مجھے دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔

پہلی چیز اَلنَّظْرُ اِلیٰ وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ. میری نظر ہو پیغمبر کا رخ انور ہو، حضور ﷺ کا چہرہ انور ہو میری نگاہ ہو، بس حضور ﷺ کو دیکھتا رہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ تین بار مسجد نبوی کے دروازہ پر آئے۔ پیغمبر کا چہرہ دیکھا اور چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے اس عجیب کیفیت کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ اس طرح جلدی آ کر چلے جانا۔ اس کی وجہ کیا ہے ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ آج میرے گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا اور جب ہمارے ہاں فاقہ ہو تو میں مسجد نبوی کے دروازہ پر آ کر پیغمبر کا چہرہ دیکھتا ہوں میری بھوک ختم ہو جاتی ہے۔

دوسری چیز وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ. کہ اللہ جو مجھے مال دے وہ پیغمبر پر

قربان کردوں۔

تیسری چیز وَاَنْ تَکُوْنَ اِبْنَتِیْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللہِ. میری بیٹی پیغمبر کے نکاح میں ہو یہ ہے محبت رسول اس لئے ابوبکرؓ پوری دنیا میں مقبول ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ کے عشق رسول کا واقعہ سنیں۔ میرے پیغمبر دلبر حضور ﷺ سرور دارارقم میں صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ حضرت کفار اپنے باطل معبودوں کی کھلم کھلا عبادت کرتے ہیں اور اپنی شرکیہ باتیں پھیلاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اب ہم کھلم کھلا توحید کا اعلان کریں۔ لوگوں کو اعلانیہ اسلام کی دعوت دیں حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ہم تھوڑے ہیں جب ہماری تعداد بڑھے گی تو پھر اسلام کا کھلا اعلان کریں گے۔ ابھی تو اڑتالیس افراد مسلمان ہوئے ہیں مگر حضرت ابوبکرؓ کے بار بار اصرار پر حضور ﷺ نے اعلانیہ اسلام کا اعلان کر دیا۔ اب اس مجلس کے بعد حضور تشریف لے گئے اور صحابہؓ بھی اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ سیدھے کعبہ میں گئے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو مشرکین نے آپ پر حملہ کیا کوئی جوتے مارتا ہے' کوئی پتھر مارتا ہے' اتنی مار پڑی کہ آپ بے ہوش ہو گئے حضرت ابوبکرؓ کے قبیلہ کے لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے کیفیت یہ تھی کہ آپ پر موت آ جائے گی وہ لوگ کعبہ میں آئے کہا اگر ابوبکرؓ کا انتقال وفات ہو گئی تو ہم تمہارے سردار عتبہ بن زیاد کو قتل کر دیں گے۔ بلآخر شام تک ابوبکرؓ کو ہوش آیا تو سب سے پہلا جملہ جو منہ سے نکلا وہ یہ تھا کہ کَیْفَ حَالُ خَلِیْلِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ میرے محبوب

محمد ﷺ کا حال کیسا ہے تو لوگوں نے کہا کہ اسی کی وجہ سے مار پڑی ہے۔ آپ پھر ان کا نام لیتے ہو۔ بار بار وہی جملہ دہراتے ہیں۔ آپ کی والدہ نے کہا ہمیں ان کے حال کا علم نہیں ہے کہا ام جمیل سے معلوم کر لو تو آپ کی والدہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا تم بتلاؤ کہ محمد ﷺ اس وقت کہاں ہیں تو وہ پھر ابوبکرؓ کے پاس آئی آپ نے کہا یہ میری والدہ تیرا راز نہیں بتلائے گی تم بتاؤ حضور ﷺ کہاں ہیں اور ان کا کیا حال ہے کہا آپ دار ارقم میں ہیں اور صحیح سالم ہیں یہ سن کر ابوبکرؓ نے کہا اماں میں اتنے تک روٹی نہ کھاؤ نگا اور نہ پانی پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر چہرہ نہ دیکھوں گا تو والدہ آپ کو وہاں لے گئی بس حضورؐ کا چہرہ دیکھا تو کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کے دیکھنے کے بعد میری ساری تکلیف دور ہوگئی اور پھر کہا یہ میری والدہ ہے جو اپنے لڑکے پر مہربان ہے مجھے آپ تک لائی ہے اس کے لیے دعا کریں ۔حضور ﷺ نے دعاء فرمائی اور اسلام کی دعوت دی تو وہ بھی مسلمان ہوگئی یہ ہے پیغمبر کا عشق کہ بدن زخمی ہے حالت بے ہوشی کی ہے پھر بھی رسول اللہ ﷺ کی فکر ہے اور جب رسول اللہؐ پر نگاہ پڑی تو کہا اب سب مصائب دور ہو گئے۔

صدیقؓ اور جبرئیلؑ نبی کے ہمسفر

اس لئے تو حضرت ابوبکرؓ نوریوں کے سردار سید الملائکہ جبرئیل امین سے بھی فضیلت میں بڑھ گئے۔ آپ ذرا توجہ کریں۔ پیغمبر کے دو سفر شان والے ہیں دو نرالے ہیں ایک سفر معراج کا دوسرا سفر ہجرت کا ہے۔

معراج کا سفر مکہ سے ہوا تو ہجرت کا سفر بھی مکہ سے ہوا
معراج کا سفر رات کو ہوا اور ہجرت کا سفر بھی رات کو ہوا
معراج کا سفر عرش بریں تک ہوا۔ ہجرت کا سفر زمین پر ہوا
معراج کے سفر میں ایک ساتھی تھا تو ہجرت کے سفر میں بھی ایک ساتھی تھا
معراج کے سفر میں آپ کا رفیق جبرئیل امین تھا
تو ہجرت کے سفر میں آپ کا رفیق ابوبکر صدیقؓ تھا
معراج کے سفر کا ساتھی سید الملائکہ تمام فرشتوں کا سردار بنا
اور ہجرت کے سفر کا ساتھی سید الصحابہ تمام صحابہؓ کا سردار بنا
معراج کے سفر میں رفیق نبوت صاحب نبوت کا دروازہ پر آیا
اور ہجرت کے سفر میں صاحب نبوت رفیق نبوت کے دروازہ پر آئے
معراج کے سفر میں جبرئیل حضور ﷺ کے پاس آئے
اور ہجرت کے سفر میں خود حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے
معراج کے سفر میں سواری براق تھی
تو ہجرت کے سفر میں سواری حضرت ابوبکرؓ کے کندھے تھے
معراج کے سفر میں جبرئیل نے کچھ خرچ نہیں کیا
مگر ہجرت کے سفر میں ابوبکرؓ نے سب کچھ پیغمبر پر نچھاور کر دیا
معراج کے سفر میں جبرئیل کی گود میں پیغمبر نے سر مبارک رکھ کر آرام نہیں کیا

لیکن ہجرت کے سفر میں ابوبکرؓ نے اپنی گود پیش کی۔ رحمت دو عالم ﷺ نے

اپنا سر مبارک رکھا اور ابوبکرؓ کی نگاہ ہر آن رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر رہی

معراج کے سفر میں جبرئیل امین سدرۃ المنتھیٰ پر آ کر رک گیا

مگر ہجرت کے سفر میں ابوبکرؓ آخر تک پیغمبر کا ساتھی رہا پھر مزار میں پھر حوض کوثر پر پھر جنت میں اب وہ نبیؐ سے کبھی جدا نہ ہوسکتا ہے۔ نہ کوئی اس کو جدا کرسکتا ہے

یہ ہے صدیقؓ جو جبرئیلؑ سے بھی نمبر لے گیا۔

نبیؐ وصدیقؓ میں مناسبت

بات ختم کروں آخر میں ایک بات بطور خلاصہ کے سمجھ لیں کہ ابوبکرؓ کو حضور ﷺ کے ساتھ کمال درجہ کی مناسبت تھی۔ اس لئے وہ افضل الصحابہؓ ہوئے آپ تاریخ قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہ چیز اکثر امور میں کھل کر نظر آئیگی صداقت میں مناسبت ہے۔ نبیؐ سچا ہے سچ اور حق لیکر آیا ہے۔ اور صدیقؓ نے اس سچ اور حق کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے۔ تو نبیؐ سچا اس کی صداقت کا عکس ابوبکرؓ پر پڑا تو ابوبکرؓ صدیق ہوا تو قرآن نے جہاں نبی کو وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ کہا ہے۔ وہاں ابوبکرؓ کو وَصَدَّقَ بِهٖ کہا ہے۔

اخلاق حسنہ میں مناسبت ہے۔ بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب حضور ﷺ پر غار ثور میں پہلی وحی اتری تو حضور پر وحی کی عظمت کا اور جبرئیلؑ کے دبانے کا طبعی وفطری طور پر بوجھ ہوا تو واپس حضرت خدیجہؓ سے آ کر لَقَدْ خَشِیْتُ

عَلٰی نَفْسِی کہا کہ خدیجہ مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے تو حضرت خدیجہؓ نے کہا کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِی الضَّیْفَ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ. کہ اے محبوب آپ پریشان نہ ہوں۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کریگا۔ آپ کے اخلاق حسنہ ہیں' آپ صلہ رحمی کرتے ہیں آپ کمزوروں عاجز لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ محتاجوں' ناداروں اور غریبوں کو مال دلواتے ہیں۔ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور جو حق کی وجہ سے مصائب میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپ ان کا تعاون کرتے ہیں تو اسی طرح بخاری میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کفار و مشرکین کے مظالم سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے تو راستہ میں جب برک الغماد کی جگہ پر پہنچے ابن الدغنہ قبیلہ قارہ کا سردار مل گیا کہا اَیْنَ تُرِیْدُ اَبُوْ بَکْرٍ ۔ اے ابوبکرؓ کدھر کا ارادہ ہے حضرت ابوبکرؓ نے کہا اَخْرَجَ قَوْمِیْ وَ اَنَا اُرِیْدُ اَنْ اَسِیْحَ فِی الْاَرْضِ وَ اَعْبُدَ رَبِّیْ. قوم نے نکال دیا وہ نہیں رہنے دیتی اب میرا ارادہ ہے کہ کہیں باہر چلا جاؤں اور اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کروں تو ابن الدغنہ کے الفاظ سنو کہتا ہے اِنَّ مِثْلَکَ لَا یَخْرُجُ وَ لَا یُخْرَجُ. تجھ جیسا انسان جلاوطن ہونے اور نکالنے کے لائق نہیں ہے۔ فَاِنَّکَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَصِلُ الرَّحْمَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَقْرِیُ الضَّیفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ. جو الفاظ خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق کہے وہی الفاظ دشمن نے رسول اللہ کے خلیفہ

بلا فصل ابوبکرؓ کے متعلق کہے ہیں۔

ولادت میں بھی مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کی پیدائش عام الفیل کے بعد ہے تو حضرت ابوبکرؓ کی پیدائش بھی عام الفیل کے بعد ہے۔ عمر میں مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کی عمر ۶۳ سال ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی عمر ۶۳ سال ہے۔ مرض الوفات کی کیفیت میں مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کو آخر میں سخت بخار آیا کہ مسجد میں بھی نہ آ سکتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کو بھی آخر میں ایسا سخت بخار آیا کہ پندرہ دن تک آپ نماز پڑھانے نہ آئے۔

وفات کے سبب میں بھی مناسبت ہے کہ حضور ﷺ کو خیبر میں زہر دی گئی تھی اس کا اثر آخر ایام میں ظاہر ہوا جس کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کو بھی زہر دی گئی جس کا اثر آخر میں ظاہر ہوا۔

وفات کے دن میں مناسبت ہے حضور ﷺ کی وفات سوموار کے دن ہے ابوبکرؓ کی وفات منگل کی رات ہے اور دن سوموار کا تھا۔

مدفن میں مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کا دفن حضرت عائشہ کے حجرہ میں حضرت ابوبکرؓ کا دفن بھی حضرت عائشہ کے حجرہ میں

سوموار کے دن ۷ جمادی الثانی کو آپ نے غسل کیا سخت بخار ہو گیا بالآخر منگل کی رات کو ۲۲ جمادی الثانی کو آپنے وفات پائی۔ آپ نے پوچھا یہ کونسا دن ہے کہا گیا سوموار کا دن ہے فرمایا شاید رات کو میرا انتقال ہو جائے۔

تو میرا جنازہ کل تک نہ رکھنا کیونکہ مجھے حضور ﷺ تک پہنچنا زیادہ محبوب و پسند ہے

آپ کی وفات سے پورے مدینہ اور اطراف میں کہرام مچ گیا کیونکہ آپ نے دوسال جو خلافت کی مدت گزاری اور لوگوں نے آپ کے اخلاق حمیدہ دیکھے تھے یقیناً اسکے دلوں پر اثرات تھے۔ نبیؐ اور صحابہؓ کے پروانو صدیق اکبرؓ کا تمام مسلمانوں پر احسان ہے تم اپنے گناہوں کی معافی کے لئے اللہ کی رحمت کو طلب کرتے ہو اور ہر نماز میں درود شریف کے بعد جو دعا مانگتے ہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْماً كَثِيْرًا وَّ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِىْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

یہ روایت حضرت ابوبکرؓ کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھلائی تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ اور تمام صحابہؓ کی سچی عقیدت ومحبت نصیب فرمائے

وظیفہ

ایک دعاء بطور وظیفہ یاد کرلیں اگر اسلام کی اشاعت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کے اخلاص والا جذبہ چاہتے ہیں کہ ہمیں اس اخلاص وجذبہ سے کچھ حصہ مل جائے تو سحری کو بوقت تہجد یہ شعر پڑھا کریں۔ ویسے ہر نماز کے بعد ایک بار پڑھ لیا کریں

یا الٰہی تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰؓ سوز صدیقؓ دے

خصوصاً مقررین مبلغین، معلمین ضرور پڑھیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَقُوْلُ قَوْلِىْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِىْ وَلَكُمْ وَ لِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ

وَ نَفَعَنَا وَ اِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِيْمِ.

شان حضرت عمرؓ فاروق

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشینؒ
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** صاحب نور اللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستیؒ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ

Mob 0300 9939448

شان امیر المؤمنین خلیفہ دوم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَ نْبِيَآءِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَ تْقِيَاءِ وَالْاَ صْفِيَآءِ اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. (نساء ع ۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عليه وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

(رواہ احمد والترمذی)

عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ (رواہ الترمذی)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُؓ. (متفق علیہ)

عَنْ سَعْدِؓ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ

الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَالَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ. (متفق علیہ)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی اَبَا بَکْرٍؓ وَعُمَرَؓ فَقَالَ ھٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (رواہ الترمذی)

صَدَقَ اللّٰہُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

حُبُّ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِہٖ نُوْرٌ بِبُرْھَانٖ
فَمَنْ کَانَ یَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقُہٗ
فَلَا یَرْمِیَنَّ اَبَابَکْرٍ بِبُھْتَانٖ
وَلَا اَبَا حَفْصَ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَہٗ
وَلَا الْخَلِیْفَۃَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفّٰنٖ
اَمَّا عَلِیٌّ فَمَشْھُوْرٌ فَضَائِلُہٗ
وَالْبَیْتُ لَا یَسْتَوِیْ اِلَّا بِاَرْکَانٖ
اَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عَدُوْلٌ
فَمُنْکِرُھُمْ زِنْدِیْقٌ جَھُوْلٌ

محمدؐ　از　تو　میخواہم　خدارا
خدایا　از　تو　عشق　مصطفیٰؐ　را

محمدؐ را خدا داد لشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ

اسلام ما محبت آل محمدؐ است

زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے

اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں

تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰ میں بہار آئے

عمرؓ قائل ہے عمرؓ ہے مقبول

عمرؓ ہے دعائے پیغمبر عمرؓ ہے مراد رسول

خالی ہے تیرا دل ادب و شرم و حیا سے

نادان تجھے کیوں بغض ہے ارباب وفا سے

اے شاتم فاروقؓ تجھے اتنی بھی خبر ہے

فاروقؓ کو مانگا ہے محمدﷺ نے خدا سے

معزز سامعین کرام!

تمہید: بزرگو، نوجوانو، اور میری معززہ موقرہ ماؤ، بہنو، بیٹیو آج کے خطبہ کا موضوع خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمرؓ کے فضائل کا تذکرہ ہے۔ اس مناسبت سے ایک

آیت اور چند احادیث پڑھی ہیں۔ پہلے نمبر پر تلاوت کردہ آیت واحادیث مبارکہ کا مختصر مفہوم سمجھ میں پھر دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ کے حالات پر تفصیلی بات ہوگی

آیت کا مطلب

تلاوت کردہ آیت سورۃ نساء کے نویں رکوع اور پانچویں پارے کے چھٹے رکوع میں ہے اس پورے رکوع کا شان نزول یہ ہے جو تفسیر قرطبی میں ہے کہ ایک دفعہ بشر نامی منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوگیا۔ یہودی حق پر تھا، وہ چاہتا تھا کہ کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرائیں لیکن یہودی نے اس کے پاس جانے سے انکار کیا تو بالآخر طے ہوا کہ حضور ﷺ سے فیصلہ کرایا جائے تو دونوں حضور کے پاس گئے حضور نے فیصلہ یہودی کے حق میں کردیا مگر منافق راضی نہ ہوا۔ اس نے یہودی سے کہا کہ فیصلہ عمرؓ سے کرایا جائے تو پھر یہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ یہودی نے حضرت عمرؓ کو بتادیا کہ حضور ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کردیا ہے مگر یہ راضی نہیں ہوا۔ اور کہا کہ عمرؓ سے فیصلہ کرائیں تو حضرت عمرؓ نے کہا ٹھہرو میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ گھر گئے تلوار لے آئے اور اُس منافق کو قتل کردیا۔ پھر منافق کے رشتہ دار حضور ﷺ کی خدمت میں آئے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ہمارا جانا تو اس لئے تھا کہ وہ صلح کرادیں گے اس لئے نہیں گئے تھے کہ ہم آپ کے فیصلہ پر راضی نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ پر قتل کا دعویٰ کردیا تو اس پر یہ آیات نازل ہوئیں کہ یہ لوگ صرف زبانی اقرار کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ ایمان نہیں رکھتے اور اللہ نے فرمایا۔

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ یہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے۔ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ۔ یہاں تک کہ آپ کو اپنے جھگڑے میں حَکَم مانیں۔ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔اور پھر آپ کے فیصلہ کے بعد اپنے دلوں میں تھوڑی سی تنگی بھی نہ پائیں اور بغیر چون و چرا تسلیم کرلیں جب یہ آیات اتریں تو جبرائیل آئے اور کہا۔ اِنَّ عُمَرؓ فَرَّقَ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ فَسُمِّیَ الْفَارُوْقُ ۔ کہ عمرؓ نے حق و باطل میں فرق کردیا ہے۔ اس لئے ان کا نام فاروق رکھا گیا ہے۔ تو پھر حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا اَنْتَ الْفَارُوْقُ یا عمرؓ اے عمرؓ آج کے بعد تو فاروق ہے۔ تو ان آیات میں حضرت عمرؓ کی فضیلت کا ذکر ہوا ہے۔

آیت کے بعد احادیث کا مطلب سمجھیں۔

پہلی حدیث

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ سے دعاء کی یا اللہ ان دو مردوں میں سے یعنی ابوجہل اور عمرؓ میں جو تجھ کو محبوب ہو اس کے ذریعہ اسلام کو عزت اور سرفرازی اور بلندی عطا فرما تو اس میں حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے کہ وہ اللہ کو پسند تھے۔ اس لئے حضور کی دعاء کے بعد وہ اسلام لائے اور ان کے ذریعہ اسلام کو غلبہ ہوا۔

دوسری حدیث

ترمذی میں حضرت عقبہؓ بن عامر کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے

بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا۔ اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے۔ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے مگر نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر مکمل کر دیا گیا اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

تیسری حدیث

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں وہ لوگ ہوتے تھے جن پر اللہ کی طرف سے الھام ہوتا تھا اگر میری امت میں کوئی سچا صاحب الھام ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے کہ جس کی زبان سے فرشتے کلام کرتے ہوں اور الھامی بات کرتے ہوں۔

چوتھی حدیث

بخاری اور مسلم میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ اگر تم ایک راستہ پر چلو تو شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اب اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت کا ذکر ہے کہ شیاطین بھی عمرؓ سے ڈرتے ہیں۔

پانچویں حدیث

ترمذی میں حضرت عبداللہؓ بن حطب کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس طرح کان اور آنکھ اہم اجزاء ہیں۔ اسی طرح ابو بکرؓ و عمرؓ میرے کان و آنکھ ہیں

اس روایت میں بھی حضرت عمرؓ کی عظمت اجاگر ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

اب دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ کے احوال کا تذکرہ ہے۔

آپ کی پیدائش واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد ہوئی ہے۔ جب آپ کی عمر چھبیس سال کی تھی تو آپ نبوت کے چھٹے سال میں اسلام لائے۔ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد آپ اسلام لائے۔ آپ کی کنیت ابو حفصؓ ہے، آپ کا نام عمرؓ بن خطاب ہے۔ آپ نویں پشت میں کعب پر حضور ﷺ کے ساتھ ملتے ہیں۔ کعب کے دو بیٹے تھے۔ (۱) مرہ (۲) عدی۔ مرہ کی اولاد سے حضور ﷺ ہیں اور عدی کی اولاد سے حضرت عمرؓ تھے۔ آپ کا لقب فاروق ہے۔ اس کی وجہ حضرت ابن عباسؓ ذکر فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت عمرؓ سے اس لقب کی وجہ پوچھی تو آپ نے اپنے اسلام لانے کا مکمل قصہ ذکر فرمایا کہ حضرت حمزہؓ مجھ سے تین دن پہلے اسلام لا چکے تھے اور ان کے علم میں تھا کہ ابوجہل حضور ﷺ کو گالیاں دیتا ہے تو وہ اسلام لانے کے بعد کمان لیکر بیت اللہ میں چلے گئے۔ ابوجہل سامنے بیٹھا تھا تو اس نے حضرت حمزہؓ سے کہا کہ آج تیرے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ گھور گھور کر مجھ کو دیکھ رہا ہے تو اس پر حضرت حمزہؓ نے اس کی کمر میں کمان ماری اس کے بدن سے خون بہنے لگا تو اس پر شور مچ گیا مگر بیچ بچاؤ ہو گیا۔ زیادہ فساد نہ ہوا۔ تو حضرت حمزہؓ نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی۔ حضور ﷺ اس وقت دار ارقم میں تھے۔ ادھر کفار کی میٹنگ ہوئی تو ابوجہل نے

کہا جو اس نبی کو قتل کریگا اس کو انعام ملیگا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں اس کام کے لئے تیار ہو گیا اور مسلح ہو کر چل پڑا۔ راستہ میں بنو زہرہ کے ایک جوان سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے کہا کہ تو نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور مصطفیٰ کا تابعدار بن گیا ہے۔ مجھے اس پر تعجب ہے تو اس نے کہا اس وقت تم کدھر جارہے ہو، میں نے کہا میں اس نبی کو قتل کرنے جارہا ہوں تو اس نے کہا تو مجھ پر تعجب کیوں کرتا ہے۔ اور اس نبی کے قتل کے لئے کیوں جارہا ہے۔ جس بات کی نبی دعوت دیتا ہے اس دعوت اسلام کو تیری بہن اور بہنوئی بھی قبول کر چکے ہیں۔ پہلے آپ ان کا حال معلوم کریں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں سیدھا اپنی بہن کے گھر گیا۔ میں نے آواز دی۔ بہن نے دروازہ کھولا ادھر میرے کانوں میں کچھ پڑھنے کی آواز آرہی تھی تو میں نے کہا یہ کیا پڑھ رہے تھے کہا کہ یہ اللہ کے قرآن کی آیات پڑھ رہے تھے۔ حضرت خباب پڑھا رہے تھے۔ وہ تو عمرؓ کی آواز معلوم کر کے گھر کے ایک کونے میں چھپ گئے حضرت عمرؓ نے اپنی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ بن زید سے کہا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو اور اسلام لا چکے ہو، انہوں نے کہا ہاں۔ اس پر حضرت عمرؓ کو غصہ آیا۔ پہلے بہنوئی کو مارا، ان کے سر بدن سے خون بہنے لگا تو بہن آگے بڑھی تو پھر بہن کو مارا، جس پر دونوں نے کہا کہ اے عمرؓ جان دے سکتے ہیں مگر قرآن اور نبی آخر الزمان کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی کو کسی نے کہا ہے۔

کہا تم کیا پڑھ رہے تھے وہ بولے تم کو کیا مطلب
کہا اب مسلمان ہو چکے ہو جانتا ہوں سب
بہن بہنوئی کو عمرؓ نے اس قدر مارا
کہ زخموں سے بہنے لگی خون کی دھارا
بہن بولی عمرؓ گر ہم کو تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے
مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے اب گر نہیں سکتے
زبان سے نام حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خون جاری
عمرؓ کے دل پر اس نقشہ سے ہو گئی ہیبت طاری

جب حضرت عمرؓ نے اتنا مارا مگر ان کے عشق کی آگ اور تیز ہوئی تو حضرت عمرؓ نادم ہوئے اور دل پر چوٹ لگی تو کہنے لگے۔

کہا اچھا دکھاؤ مجھ کو وہ آیات قرآنی
سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشادات ربانی

بہن نے کہا اِنَّکَ رِجْسٌ تو ناپاک ہے اور قرآن پاک ہے۔ لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔اس کو پاکیزہ لوگ ہاتھ لگا سکتے ہیں تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے غسل کیا پھر بہن نے مجھے قرآن دیا۔ میں نے اس کو دیکھا تو لکھا ہوا تھا بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اِلَّا تَذْکِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔ جب یہ آیات پڑھیں اور اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ۔ پر پہنچے تو بس قرآن مجید کی عظمت و محبت دل میں گھر کر گئی میں نے بہن بہنوئی سے کہا کہ مجھے بھی اپنے نبی کے پاس لے جاؤ۔ جس سے تم نے یہ فیض حاصل کر رکھا ہے۔ اور حضورؐ اس وقت دار ارقم میں تھے اور وہاں حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ جب میں نے وہاں دروازہ کو دستک دی تو مجھے دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عمرؓ مسلح ہے۔ اور دروازہ پر آیا ہے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا کہ دروازہ کھول دو اور عمرؓ کو آنے دو۔

کہا حمزہؓ نے لاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
اسے اندر بلاؤ جس طرح آتا ہے آنے دو
ادب ملحوظ رکھے گا تو خاطر سے بٹھائیں گے
نمونہ ہم اس کو خلق محمد ﷺ کا دکھلائیں گے
اگر نیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کردوں گا
اسی کی تیغ سے سر کاٹ کر چھاتی پر دھر دوں گا

بس یہ گفتگو ہو رہی تھی اور حضور ﷺ سن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا حمزہؓ کیا بات ہے کہا کہ عمرؓ مسلح دروازہ پر آ گیا ہے۔ خطرہ ہے فرمایا مجھے رب نے وحی کے ذریعہ بتلا دیا ہے کہ عمرؓ دشمن بن کر نہیں آ رہا بلکہ تیری مراد دعا کا نتیجہ بن کر آ رہا ہے۔ اس لئے

دروازہ کھول دو اور کوئی فکر نہ کرو۔ بس دروازہ کھولا گیا میری نگاہ حضور ﷺ کے نورانی چہرہ پر پڑی۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ کیسے آئے تھے۔ میں نے کہا کہ حضرت ارادہ غلط تھا مگر رب کریم نے مہربانی کردی اب تو آپ کا غلام ہو گیا ہوں۔

سودے کے لئے بازار گئے ہم
ہاتھ اس کے بکے جس کے خریدار گئے ہم

فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کعبہ میں کھڑے ہو کر حبیب اللہ کو مانگا اور فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

اور اسی جگہ حبیب اللہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ کو مانگا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَؓ اَوْبِاَبِیْ جَهْلٍ

یا اللہ اسلام کی عزت کے لئے دو سے ایک عطا فرمایا خطاب کا بیٹا یا ہشام کا بیٹا جو تجھ کو پسند ہو۔ اللہ نے کہا میرے حبیب یہ تو میں جانتا ہوں کہ قیمتی متاع، قابل فخر، جواہرات کا خزینہ، انوارات سے بھرپور جس کا سینہ ہے وہ کون ہے بس وہ خطاب کا بیٹا ہے۔ اب دعا مانگ کر چہرے پر ہاتھ پھیرنا تیرا کام ہے اور اس کے دل میں ایمان کی محبت ڈال کر مسلمان بنانا میرا کام ہے۔ خلیل اللہ کی جھولی میں محمد کو ڈال دیا اور محمد کی جھولی میں عمرؓ کو ڈال دیا۔ اللہ نے کہا خلیل میرے خزانہ میں ایک ہی محمد ﷺ ہے وہ میں

نے تجھے دیا۔ اور اللہ نے کہا اے محبوب محمد ﷺ میرے خزانہ میں ایک ہی عمرؓ ہے جو میں نے تجھے دے دیا۔ سب کہہ دو سبحان اللہ!

خلیل علیہ السلام کو محمد ﷺ ملا، محمد ﷺ کو عمرؓ ملا محمد ﷺ بھی خدا کے خزانہ میں ایک تھا اور عمرؓ بھی خدا کے خزانہ میں ایک تھا۔ مگر دعا کے نتیجہ میں فرق ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگا وہ پانچ ہزار سال بعد آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو دعا کا ثمرہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور جس کو محمد ﷺ مصطفیٰ نے مانگا وہ مقصود و مطلوب و دعاؤں کا ثمرہ ان کو زندگی میں ملا اور اس کو حضور ﷺ نے دیکھا۔ اور محمد کو ایسا مقصود ملا جو قیامت تک جدا نہ ہوا۔ آج مزار میں ساتھ ہے۔ کل جنت میں ساتھ ہوگا۔ پھر پیغمبر کی دعا کا نتیجہ ہے باقی صحابہؓ کرام اسلام میں خود آئے ہیں اور عمرؓ کو حضور ﷺ نے مانگا ہے جمعرات کی شام کو دعا مانگی تو صبح کو حضرت عمرؓ حضور کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا اس لئے حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں چونکہ حضرت عمرؓ کو حضور نے مانگا وہ رسول اللہ کی دعا کا ثمرہ اور نتیجہ ہوئے تو اس لئے تمام صحابہؓ مرید مصطفیٰ ہوئے اور حضرت عمرؓ مراد مصطفیٰ ہوئے تو جب حضرت عمرؓ اسلام لائے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

فَكَبَّرَ النَّبِيُّ وَاَهْلُ الْبَيْتِ تَكْبِيْرَةً.

حضور ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور دار ارقم میں جتنے صحابہؓ تھے انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اتنی بلند آواز سے کہ بیت اللہ میں اس آواز کو لوگوں نے سنا۔ یہاں تک کہ مکہ کے پہاڑوں میں آواز گونجنے لگی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فوراً

جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یا **يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَؓ** ۔ اے محمد ﷺ جس طرح فرش والے عمرؓ کے اسلام پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں اسی طرح آسمان والے بھی خوش ہو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ جب اسلام لائے تو کہنے لگے حضرت میرے اسلام لانے کے بعد اب نماز چھپ کر دار ارقم میں نہ پڑھیں۔ بلکہ اعلانیہ کعبہ میں پڑھیں۔ چنانچہ مکہ میں اعلانیہ نماز پڑھی گئی اور اعلانیہ برملا اسلام کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا اور کھلے بندوں کعبہ کا طواف ہونے لگا۔ حضور ﷺ نے بھی یہی دعا مانگی تھی یا اللہ عمرؓ کے اسلام لانے کے ساتھ اسلام کو عزت و غلبہ عطا فرما تو جیسے مانگا ویسے اللہ نے دعا قبول کی۔ عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان کمزور تھے، مظلوم تھے۔ اسلام کی دعوت کو ظاہر نہ کرتے تھے۔ نماز چھپ کر پڑھتے تھے طواف اعلانیہ نہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ آئے تو مسلمانوں کو قوت مل گئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کے بعد حضور ﷺ سے کہا کہ جب ہم حق پر ہیں تو پھر نماز خفیہ کیوں ہو۔ اللہ کی قسم ہم آپ کو دار ارقم سے باہر لے جائیں گے۔ ہم اعلانیہ مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ نماز پڑھیں گے۔ طواف کریں گے اور اسلام کو ظاہر کریں گے تو اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ تو فاروق ہے تیرے ذریعہ اللہ نے حق و باطل میں فرق کیا ہے۔ جب حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ **مَنْ سَمّٰی عُمَرَؓ الْفَارُوْقِ** کہ عمرؓ کا لقب فاروق کس نے رکھا تو حضرت عائشہؓ نے کہا **سَمَّاهُ النَّبِیُّ** حضور ﷺ نے ان کا لقب فاروق رکھا۔ حضرت علیؓ سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا

سَمَّاهُ اللّٰہُ الْفَارُوْقِ ۔اللہ نے عمرؓ کا لقب فاروق رکھا ہے۔حقیقت میں لقب اللہ نے دیا اور اعلان رسول اللہ نے کیا۔حضرت عمرؓ کے آنے سے اسلام کو تقویت ملی اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

كَانَ اِسْلَامُ عُمَرؓ فَتحاً وَكَانَ هِجرَتُهُ نَصراً وَكَانَ خِلَافَتُهُ رَحماً

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو فتح ہوئی اور آپ کی ہجرت کرنے سے اللہ کی مدد ہوئی۔اور آپ کی خلافت رحمت خداوندی تھی حضور نے فرمایا

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ جَهْرًا عُمَرؓ اَوَّلُ مَنْ فَتَحَ بَابَ الْكَعْبَةِ عُمَرؓ اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ عَلَانِيَةً عُمَرؓ۔

جو اعلانیہ اسلام لایا وہ عمرؓ تھا۔جس نے پہلے کعبہ کا دروازہ کھولا عمرؓ تھا۔جس نے علانیہ ہجرت کی وہ عمرؓ تھا،حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے ہجرت کی تو تلوار اور نیزہ سے مسلح ہو کر بیت اللہ گئے۔بڑے وقار اور سکون سے طواف کیا مقام ابراہیم پر نماز نفل پڑھی پھر قریش کی ایک جماعت وہاں بیٹھی تھی ان کے پاس گئے اور فرمایا آج عمرؓ محمد ﷺ کا غلام بن گیا ہے۔کسی میں جرات طاقت ہے تو میرا راستہ روک کر دکھائے۔جس نے اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی عورتوں کو بیوہ، اپنی اولاد کو یتیم کرنا ہے تو آج میرے مقابلہ میں آئے۔لیکن حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کی آواز کا دبدبہ اتنا تھا کہ سب مرعوب ہو گئے۔کسی نے آپ کا پیچھا نہ کیا اور حضرت عمرؓ اعلانیہ مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔چونکہ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ نے مانگا اس لئے اللہ

نے ان کی شان بڑھائی۔اگر حضرت عمرؓ کا جنتی ہونا معلوم کرنا ہے تو حضرت انسؓ کی روایت دیکھیں کہ حضور فرماتے ہیں کہ وَدَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ کہ میں نے خواب میں جنت میں ایک سونے کا محل دیکھا تو میں نے کہا لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرَ یہ محل کس کا ہے۔تو فرشتوں نے کہا یہ عمرؓ بن خطاب کا ہے۔حضور فرماتے ہیں عمرؓ میں تیری غیرت کی وجہ سے اس میں داخل نہیں ہوا تو حضرت عمرؓ نے روکر کہا یارسول اللہ آپ پر میں کس طرح غیرت کرتا اگر آپ حضرت عمرؓ کے دین وایمان میں کمال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَئَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَایَبْلُغُ الثَّدْیَ . میں نے خواب میں چندلوگوں کو دیکھا جنہوں نے قیص پہنی ہوئی تھی کسی کی قیص سینے تک تھی۔مِنْهَا مَا یَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِکَ کسی کی قیص اس سے نیچے وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُؓ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهٗ. لیکن عمرؓ کی قیص اتنی نیچی تھی کہ زمین پر گھسٹ رہی تھی تو صحابہؓ نے کہا فَمَا اَوَّلْتَ اسکی تعبیر کیا ہے فرمایا دین ہے یعنی اللہ نے حضرت عمرؓ کو دین کامل عطا فرمایا ہے۔اگر حضرت عمرؓ کے علم کا کمال معلوم کرنا ہے تو بخاری اور مسلم میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ وَاَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرُؓ ابْنَ الْخَطَّابِ میں نے اس دودھ سے پیا اور اس کا بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دیا تو صحابہؓ نے کہا فَمَا اَوَّلْتَهٗ! یَا رَسُوْلَ اللهِ حضرت اس کی تعبیر کیا ہے

تو حضور نے فرمایا علم ہے۔ حضرت عمرؓ کو اللہ نے پیغمبر کا علم عطا فرمایا۔ اگر حضرت عمرؓ کا حق بولنا معلوم کرنا ہے تو ابوداؤد میں حضرت ابوذرؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور نے فرمایا۔

اِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرؓ.

کہ اللہ نے حضرت عمرؓ کی زبان پر حق کو جاری کر دیا ہے کہ وہ ہمیشہ حق کہتا ہے۔

موافقات عمرؓ

اگر حضرت عمرؓ کی وحی خداوندی سے موافقت دیکھنی ہے تو حضرت ابن عمرؓ کی روایت پڑھیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

مَانَزَلَ بِالنَّاسِ اَمْرٌ قَطُّ فَسَاَلُوْا فِیْهِ وَقَالَ فِیْهِ عُمَرؓ اِلَّانَزَلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ عَلٰی نَحْوِ مَاقَالَ عُمَرؓ.

یعنی اگر انسانوں میں کوئی واقعہ پیش آیا اور انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا۔ اور اس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے اپنی رائے پیش کر دی تو اللہ نے اس کے موافق قرآن کو اتار دیا یہ حضرت عمرؓ کی شان تھی کہ جو فیصلہ عمرؓ کا زمین پر ہوا، وہی فیصلہ عرش پر ہوا۔ جو فیصلہ عمرؓ کا فرش پر ہوا اسے اللہ نے عرش سے قرآن بنا کر اتار دیا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ پچیس مقامات ایسے ہیں جہاں آیات قرآنی حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہیں۔ چھ مقامات سن لیں۔

پہلا مقام

ان میں سے ایک مقام حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے بیت اللہ کا

طواف کیا تو میں نے کہا کہ طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نماز پڑھنی چاہیے تو فوراً یہ آیت اتری۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ۔ تو اس دن سے حکم ہوا کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔

دوسرا مقام

پہلے قضاء حاجت کے لئے گھر میں جگہ نہیں ہوتی تھی۔ مرد وعورت باہر جنگل میں نکل جاتے تو ایک مرتبہ حضرت زینب ؓ جنگل کی طرف جارہی تھی تو کفار غلط اشارے کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد ﷺ کی بیوی جارہی ہے اور اس کا بڑا قد ہے ادھر حضرت عمر ؓ کی غیرت نے برداشت نہ کیا اور کہا میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ کافر میرے محمد ﷺ کی عزت پر اشارے کریں۔ آپ واپس لوٹ جائیں۔ حضرت عمر ؓ کی تمنا تھی کہ پردہ کا حکم نازل ہو تو ادھر عرش سے اللہ نے پردہ کا حکم اتار دیا۔ يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ. اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور تمام مومنین کی عورتوں سے کہہ دیں کہ پردہ کریں۔ بغیر پردہ باہر نہ نکلیں۔

تیسرا مقام

حضرت عمر ؓ نے دعا فرمائی یا اللہ شراب کے متعلق کافی وافی تفصیلی حکم صادر فرما تو اللہ نے شراب کی حرمت کا واضح حکم اتارا اور فرمایا۔

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

تو پھر سب شراب پینے سے رک گئے۔

چوتھا مقام

جب لوگوں نے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا جنازہ پڑھنے کے لئے حضور ﷺ کو کہا اور آپ تیار بھی ہو گئے تو میرے دل میں یہ بات آئی اور میں نے کہا کہ اس کا آپ جنازہ کیسے پڑھتے ہیں۔ جس نے مسلمانوں کے خلاف زندگی بھر سازشیں کی ہیں۔ کفر کی حمایت کرتا رہا تو اس پر آیت اتری۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔ کہ آپ ان مشرکین منافقین کا جنازہ نہ پڑھیں۔

پانچواں مقام

بدر کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں جو رائے حضرت عمرؓ کی تھی اس کے موافق قرآن اترا۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ دیا کہ قیدیوں کو قتل کر دیا جائے تو وحی اتری لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ.

چھٹا مقام

جب حضرت عائشہؓ پر بہتان لگا تو حضور ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کیا پھر حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت مجھے ایک سوال کا جواب دیں کہ عائشہ کے ساتھ نکاح آپ نے خود کیا ہے۔ یا اللہ نے کرایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

عمرؓ میرا نکاح کسی سے یا میری بیٹی کا نکاح کسی سے اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوا تو اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا جب نکاح اللہ نے کرایا ہے۔ تو یہ نہیں ہوسکتا کہ محمد ﷺ پاک ہوں اور بیوی ناپاک ہو۔ سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ یہ سراسر بہتان ہے تو اللہ نے کہا جبرئیل جو فیصلہ عمرؓ کا فرش پر ہے وہی فیصلہ رب اکبر کا عرش پر ہے۔ تو سورۃ نور کی سترہ آیات اتریں۔ جن میں حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اعلان ہوا اور اللہ نے فرمایا :سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ.

حضرت عمرؓ کی خلافت

حضرت عمرؓ ۱۳ھ کو تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق نے مہاجرین و انصار کے مشورہ سے آپ کو خلیفہ منتخب کیا۔ تمام صحابہؓ آپ کی خلافت پر راضی تھے۔ حضرت علیؓ نے بھی فرمایا کہ ہم بھی آپ کے خلیفہ ہونے پر راضی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

پھر ۲۳ھ میں آپ کی شہادت اور وفات ہے تو آپ کی خلافت کی مدت دس سال چھ مہینے پانچ دن ہے اس مدت میں حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کی پیروی کرتے ہوئے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے اور اسلامی عظمت کا جھنڈا لہرایا۔

حضرت عمرؓ کی عظمت کا اجمالی نقشہ

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کو اسلام کی سربلندی کے لئے رسول اللہ نے اللہ سے مانگا

اور اللہ نے اسلام کے غلبہ کے لئے عمرؓ کو اسلام کی دولت دے کر حضور ﷺ کے پاس بھیجا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے پر رسول اللہ ﷺ نے اور اصحاب رسول اللہ نے اور ملائکۃ اللہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے پر فرشیوں اور عرشیوں نے خوشی منائی

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے کے وقت کعبہ کا در کھلا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے اسلام لانے کے بعد کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھی گئی

حضرت عمرؓ وہ ہے جس پر اللہ کو بھی اعتماد تھا۔ رسول اللہ کو بھی اعتماد تھا۔ کیونکہ جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اسلام لاؤں اور پھر بھی نماز چھپ کر گھر میں ہو یہ نہیں ہوسکتا۔ نماز اعلانیہ کعبہ میں پڑھیں گے تو حضور ﷺ ساتھ گئے اور کعبہ میں نماز صحابہؓ کے ساتھ پڑھی اگر اللہ کو عمرؓ پر اعتماد نہ ہوتا تو اللہ اپنے رسول کو عمرؓ کے ساتھ نہ جانے دیتے اور اگر رسول کو عمرؓ پر اعتماد نہ ہوتا تو حضور ﷺ عمرؓ کے ساتھ نہ جاتے۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کو اللہ کی طرف سے فاروق کا لقب ملا اور رسول اللہ نے اعلان کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جن کو حضور نے کہا لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُؓ۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے پچیس مقامات پر جو فرش پر کہا اللہ نے اس کو عرش سے وحی بنا کر اتار دیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جنہوں نے باقاعدہ ۱۶ھ ربیع الاول میں حضرت علیؓ کے

مشورہ سے کاغذات میں۔سنہ ہجری لکھنے کی ابتداء کی۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جنہوں نے رمضان میں باجماعت تراویح کا اہتمام کیا

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے مساجد میں تراویح کی یہ کیفیت دیکھی اور مسجدوں کو روشن دیکھا تو فرمایا۔نَوَّرَ اللّٰهُ عَلٰى عُمَرَؓ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا نَوَّرَ عَلَيْنَا مَسَاجِدَنَا.

اللہ عمر کی قبر کو اس طرح روشن کرے جس طرح اس نے ہماری مساجد کو روشن کیا ہے۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس نے بائیس لاکھ مربع میل پر حکومت کی ہے۔اور بہت بڑی فتوحات ہوئیں۔کفر مغلوب ہوا،مسلمانوں کو غلبہ ہوا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے یہود و نصاریٰ و مشرکین و کفار کی سرکوبی کی قیصر و کسریٰ کا خاتمہ کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے ایشیاء و یورپ و افریقہ کے براعظموں میں اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے ایران،عراق،مصر،شام کے ایک ہزار چھتیس شہر فتح کیے۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے نو سو جامع مسجدیں اور چار ہزار عام مسجدیں بنوائیں۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے باقاعدہ ملکوں کی مساجد میں معلمین وموذنین وامام تنخواہ پر مقرر فرمائے اور اس طرح تعلیم قرآن اور مساجد کی آبادی کا انتظام فرمایا

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے باقاعدہ بیت المال کا نظام قائم کیا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے باقاعدہ فوج کی چھاؤنیاں قائم کیں۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے مسجد نبوی کی توسیع کرائی۔

حضرت عمرؓ وہ ہے کہ جس نے خواب میں یہ اذان سنی پھر حضور ﷺ سے کہا پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال سے کہا بلال یہی اذان دو جو عمرؓ نے رات کو خواب میں سنی ہے۔ قیامت تک جو اذان ہورہی ہے یہ عمرؓ کا فیض ہے۔ حضرت عمرؓ وہ ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے بعد افضل الصحابہؓ ٹھہرے۔

عمرؓ وہ ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے بعد پیغمبر کے روضہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مزار میں پہنچے۔ اس لئے حضور ﷺ کو حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں پر اعتماد تھا جیسا کہ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک جگہ چرواہا بکریاں چرارہا تھا فَجَاءَ الذِّئْبُ فَاَخَذَ الشَّاةَ۔ بھیڑیئے نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے نے اس سے اپنی بکری چھڑوالی تو بھیڑیئے نے کہا کہ اس دن تو کیسے کرے گا جب ان کے لئے چرواہا میرے سوا کوئی اور نہ ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا کیسے بات کرتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اٰمَنْتُ بِذٰلِکَ اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍؓ وَعُمَرُؓ۔ کہ اس بات کی تصدیق میں کرتا ہوں اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تصدیق کرتے ہیں۔

حالانکہ وَمَا هُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمِئِذٍ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ حالانکہ ابو بکرؓ و عمرؓ اس وقت مجلس میں نہ تھے۔ معلوم ہوا حضور کو ابو بکرؓ و عمرؓ پر پورا اعتماد تھا۔

حضرت عمرؓ وہ ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا جو عمرؓ سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اور جو عمرؓ سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔

حضرت عمرؓ کی کرامت عناصر اربعہ پر

حضرت عمرؓ جس کو اللہ نے عظمت عطا فرمائی کہ آپ کی کرامت عناصر اربعہ یعنی ہوا، پانی، مٹی اور آگ میں نظر آتی ہے۔

پہلی کرامت ہوا میں نظر آتی ہے

روایات میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ساریہ کو فوج کا سالار بنایا اور بھیجا حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کو کشف سے معلوم ہوا کہ اس فوج پر پہاڑ کے پیچھے دشمن حملہ کرنے والا ہے تو آپ نے دوران خطبہ کہا يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو تو اللہ نے سینکڑوں میل پر تین مرتبہ حضرت عمرؓ کی آواز پہنچا دی تو واپسی پر لشکر نے بتایا کہ ایک مرتبہ ہم کو شکست ہو رہی تھی مگر ہم نے یہ آواز تین مرتبہ سنی تو پہاڑ کی طرف رخ کر لیا اور دشمن مرعوب ہو کر بھاگ نکلا۔ اور ہمیں فتح حاصل ہو گئی۔

دوسری کرامت پانی میں نظر آتی ہے

حضرت عمروؓ بن عاص نے مصر فتح کیا۔ تو ان لوگوں میں دریائے نیل کے

جاری کرنے کے لئے ایک رسم تھی کہ حسین وجمیل لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر چاند کی گیارہویں تاریخ کو دریائے نیل میں ڈالتے تھے۔اب دریا نیل خشک ہوگیا لوگوں نے حضرت عمروؓ بن عاص سے کہا کہ ہمارے ہاں پہلے یہ طریقہ ہوتا تھا مگر آپ نے کہا کہ اسلام میں یہ رسم جائز نہیں ہے۔اسلام تو ان رسموں کے مٹانے کے لئے آیا ہے تو آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ لوگوں میں یہ رسم تھی۔اب دریا خشک ہوگیا ہے بڑی پریشانی ہے تو حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا کہ یہ رسم غیر شرعی ہے اور میرا یہ خط دریا نیل میں ڈال دو۔خط میں یہ لکھا تھا مِنْ عَبْدِاللهِ عُمَرؓ اِلٰی بَحْرِ النِّیْلِ ۔اللہ کے بندے عمرؓ کی طرف سے دریا نیل کے نام۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا تَجْرِیْ مِنْ قَبْلِکَ مِنْ اَمْرِکَ فَلَا تَجْرِیْ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِیْکَ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَهُوَ الَّذِیْ یَجْرِیْکَ فَنَسْاَلُ اللهَ اَنْ یُّجْرِیْکَ.

اگر تو اپنے اختیار سے چلتا تھا تو نہ جاری ہو۔ہمیں تیری ضرورت نہیں ہے۔اور اگر تو اللہ کے حکم واختیار سے چلتا تھا تو اب بھی اللہ کے حکم سے جاری ہوجا۔میں اللہ سے مانگتا ہوں کہ وہ تجھ کو جاری کردے۔

پس محمد ﷺ کے غلام عمرؓ کا خط دریا نیل کو پہنچا تو فوراً جاری ہوگیا اور ایسا جاری ہوا کہ آج تک خشک نہیں ہوا اور لوگوں کی غیر شرعی رسم بھی ختم ہوگئی۔

تیسری کرامت آگ میں نظر آتی ہے

کہ ایک پہاڑ کے سوراخ سے آگ نکلی لوگ پریشان ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری چادر لے جاؤ اس سوراخ میں دے دو اور آگ کو میرا سلام دے دو اور کہہ دو کہ محمد کے غلام کا سلام ہے اور چادر ہے اور محمد ﷺ کے غلام نے کہا ہے کہ محمد ﷺ کے غلاموں کو جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔ تو تو کس طرح آ گئی اور پریشان کر رہی ہے۔ پس حضرت عمرؓ کی چادر کو ڈالا اور سلام کہا تو آگ اس سوراخ میں اس طرح چلی گئی جیسے سوراخوں سے نکلنے والے جانور اپنے سوراخ میں واپس جاتے ہیں۔

چوتھی کرامت زمین میں نظر آتی ہے

ایک مرتبہ زمین پر زلزلہ آنے لگا تو حضرت عمرؓ نے ایک درہ زمین پر مار کر فرمایا کہ کیا عمرؓ نے تجھ پر عدل وانصاف نہیں کیا کہ تو حرکت کر رہی ہے۔ بس درہ مارنا تھا کہ زمین کا زلزلہ ختم ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کی زندگی ہر مرحلہ پر ہماری راہنمائی کرتی ہے۔

حضرت عمرؓ کا عقیدہ

حضرت عمرؓ کا عقیدہ توحید اور شرک سے نفرت ملاحظہ ہو۔ جب آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا۔

اِنِّیْ اَعْلَمُ اِنَّکَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ.

اے حجر اسود تو پتھر ہے نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ یہ توحید کا عقیدہ واضح کیا کہ کہیں بوسہ دینے کی وجہ سے کوئی اس کو نفع نقصان کا مالک نہ سمجھ لے بلکہ اتباع سنت میں اس کو بوسہ دیا ہے۔ اسی طرح جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تو بعض لوگ اسکو تبرک سمجھنے لگے۔ اسکے قریب نمازیں پڑھنے لگے۔ پھر خطرہ ہوا کہ اس کی تعظیم اتنی حد سے نہ بڑھ جائے کہ کوئی اس کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنے لگے تو اس کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے اس درخت کو کٹوا دیا۔ جڑ سے اکھاڑ دیا تا کہ شرک کی بیخ کنی کی جائے۔

حضرت عمرؓ کا ذوق قرآن

حضرت عمرؓ کا تعلیم قرآن وسنت کا ذوق ملاحظہ ہو کہ تمام صوبوں کے گورنروں کو حکم بھیجا کہ اپنے اپنے صوبہ میں قرآن وحدیث کی تعلیم کا انتظام کریں اور ہر سال کی رپورٹ بھیجیں۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بصرہ سے ایک سال میں دس ہزار حفاظ کی فہرست بھیجی اور پھر تمام حکام کو لکھا کہ نماز سب سے زیادہ اہم ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اس نے دین کی حفاظت کی اور جس نے اس کو ضائع کر دیا اس نے دین کو ضائع کر دیا تو تمام حکام نے حکم دے دیا کہ دکان وہ کھولے گا جو دین کے ضروری مسائل حاصل کرے گا۔

حضرت عمرؓ کی عبادت

حضرت عمرؓ کی عبادت ملاحظہ ہو کہ ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے زہر آلود خنجر سے

آپ کو زخمی کر دیا۔ آپ بے ہوش ہو گئے لوگوں نے کہا نماز کا ذکر کرو اگر زندہ ہیں تو ہوش آ جائے گا۔ تو لوگوں نے کہا اَلصَّلٰوۃُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ تو آپ ہوش میں آ گئے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن کو کہا کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ آپ کو کس قدر نماز سے تعلق تھا۔ اسی طرح ایام منہیہ کے علاوہ اکثر آپ روزہ دار رہتے تھے۔ اسی طرح ہر سال حج کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا خوف خدا

حضرت عمرؓ کا خوف خدا ملاحظہ ہو فرماتے ہیں اگر دریا فرات کے کنارے کوئی کتا پیاسا مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اس کے بارے مجھ سے پوچھا جائے گا کبھی فرماتے کاش میں تنکا ہوتا، کاش مجھے ماں نہ جنتی، حساب و کتاب کا دن سخت ہے۔ جس میں اتنا خوف ہے جانوروں کی فکر ہے۔ رافضی اس کے متعلق کہتا ہے کہ وہ اہل بیت کا حق کھا گئے۔ اہل بیت کو ان کا حق نہیں دیا کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

حضرت عمرؓ کا عدل وانصاف

حضرت عمرؓ کا عدل وانصاف ملاحظہ ہو کہ جبلہ جو شام کا نصرانی رئیس سردار تھا مسلمان ہوا مکہ میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ کسی آدمی کا پاؤں اس کے جبہ پڑ آ گیا تو اس نے غصہ کی وجہ سے اس کو طمانچہ مارا تو اس غریب نے حضرت عمرؓ کے پاس شکایت کی تو حضرت عمرؓ نے اس کو بلایا اور کہا اسلام میں عدل ہے جیسے تو نے طمانچہ لگایا ہے۔ اسی طرح غریب تجھ کو مارے گا۔ کہنے لگا میں حاکم ہوں یہ ایک عام آدمی ہے۔ حضرت عمرؓ

نے کہا اسلام میں عدل ہے، کہا مجھے مہلت دو تو وہ رات ورات نکل گیا اور مرتد ہو گیا مگر عدل فاروقی نے فرق نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ سے حضور ﷺ کی شفقت

حضرت عمرؓ سے حضور ﷺ کا شفقت والا معاملہ ملاحظہ ہو۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ عمرہ پر جارہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اَشْرِکْنَا یَااُخَیَّ فِیْ دُعَآئِکَ وَلاَ تَنْسَنَا

اے میرے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں یاد رکھنا۔ حضور ﷺ نے کس طرح حضرت عمرؓ کو اپنا بھائی کہا پھر دعاء کے لئے کہا۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ حضور کے اس جملہ کے بدلے مجھے ساری دنیا ل جائے تو مجھے اتنی پسند نہیں جتنا یہ جملہ مجھے محبوب ہے

حضرت عمرؓ کی اہل بیت سے محبت

حضرت عمرؓ کا اہل بیت سے محبت کا معاملہ ملاحظہ ہو، جب مدائن کا مال بطور فتح حاصل ہوا تو آپ نے مسجد میں اس کو تقسیم کیا۔ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ہزار ہزار درہم دیئے اور حضرت ابن عمرؓ کو پانچ سو درہم دیئے تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا اے امیر المومنین میں تلوار لے کر کفار کے مقابلہ میں لڑتا تھا اور یہ اس وقت بچے مدینہ کی گلیوں میں کھیلتے تھے آپ نے ان کو ہزار ہزار درہم دیا اور مجھے پانچ سو درہم دیئے۔ فرمایا بیٹا تو اپنا باپ ان کے باپ جیسا لا تو اپنی ماں ان کی ماں جیسی لا تو اپنا نانا اُن کے نانا جیسا لا، ان کا باپ علی المرتضیٰ ہے، ان کی ماں فاطمۃ الزہراء ہے، ان کا نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

حضرت عمرؓ کا حب رسول ﷺ

حضرت عمرؓ کا حب رسول کا معاملہ ملاحظہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی جان کے سوا تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ سوچ لے ایمان کامل ہوتا ہے جب میں انسان کو جان سے بھی زیادہ پیارا ہوں تو حضرت عمرؓ نے کہا وَاللهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ ۔اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آپ کے سامنے نہ دنیا کو نہ جان کو ترجیح دوں گا۔

حضرت عمرؓ کا خلق خدا کے ساتھ شفقت والا معاملہ

جب آپ کسی کو اہم عہدہ پر متعین کرتے تو فرماتے ضرورت مند لوگوں کے لئے اپنا دروازہ بند نہ کرنا۔ لوگوں پر ظلم نہ کرنا عدل و انصاف کرنا، یہاں تک کہ اگر کوئی حاکم بیماروں کی طبع پرسی نہ کرتا ان کے علاج معالجہ کا انتظام نہ کرتا تو اس کو معزول کردیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا زہد

ایک مرتبہ ایک داماد نے کہا کہ مجھے بیت المال سے مال دیں تو آپ نے اس کو جھڑکا اور فرمایا تو چاہتا ہے کہ میں خائن بادشاہ ہو کر اللہ سے ملوں پھر اس کو اپنے مال سے دیا۔ ایک مرتبہ عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ ایک بہترین چادر بچ گئی تو کسی نے کہا امیر المومنین یہ آپ اپنی بیوی ام کلثوم کو دے دیں جو حضور ﷺ کی نواسی ہے تو حضرت عمرؓ نے

کہا نہیں بلکہ ام سلیط جو انصاریہ عورت ہے جو احد میں زخمیوں کو پانی پلاتی تھی وہ زیادہ حقدار ہے پھر وہ چادر اس کو دے دی یعنی دنیا کی حرص نہ تھی، اقرباء پروری نہ تھی بلکہ آخرت کی طرف رغبت تھی۔

حضرت عمرؓ کی اہلبیتؓ سے رشتہ داری

حضرت عمرؓ کا حضور ﷺ اور اہلبیتؓ سے رشتہ داری کا تعلق ملاحظہ ہو حضرت عمرؓ نے اپنی لڑکی حضرت حفصہؓ کا نکاح حضور ﷺ کے ساتھ کیا۔ اور خود حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جو حضور ﷺ کی نواسی تھی۔ اور حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی تھی۔

حضرت عمرؓ کی سادگی

حضرت عمرؓ کی سادگی و جفاکشی و عاجزی ملاحظہ ہو۔ کھانے کا معیار یہ تھا کہ لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے اور جب قحط پڑا تو لوگوں کا احساس کرتے ہوئے پورا قحط کا زمانہ ایک سال نہ گوشت استعمال کیا، نہ گھی اور قسم کھائی کہ جب تک لوگ خوشحال نہ ہونگے میں نے گوشت نہیں کھانا آپ کی غذا بھی سادہ تھی۔

حضرت عمرؓ کے لباس کا معیار

لباس کا معیار یہ تھا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں آپ کے قمیص پر چار پیوند اور چادر پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ آج ہم نے عزت کا معیار مختلف قسم کے کھانے

پر تکلف کھانے اور پر تکلف لباس کو بنا رکھا ہے کہ بکسوں میں کئی جوڑے سوٹ بوٹ کے ہوں مگر حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔

اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ۔ اللہ نے ہمیں عزت اسلام کے ساتھ دی ہے۔

حضرت عمرؓ کی مساوات

حضرت عمرؓ کی مساوات ملاحظہ ہو۔ کہ سفر میں غلام ساتھ ہے آدھا سفر آپ سوار ہوئے۔ غلام نے مہار تھامی پھر باقی آدھا تو غلام کو کہا کہ تم سوار ہو جاؤ میں مہار پکڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے مہار کو لیا اور چل رہے ہیں جب منزل پر پہنچے تو پوچھنے والوں نے پوچھا کہ امیر المومنین وہ ہے جو سوار ہے۔ فرمایا نہیں۔ امیر المومنین وہ ہے جس کے کندھے پر مہار ہے۔ یہ عدل فاروقی تھا کہ آقا و غلام میں بھی انصاف کا منظر نظر آئے۔

حضرت عمرؓ کا رعب و دبدبہ

حضرت عمرؓ کی ہیبت ملاحظہ ہو کہ آپ کے درہ کا رعب کفار پر سخت تھا۔ کافر آپ سے ڈرتے تھے اور آپ کی ہیبت شیطانوں پر بھی ہے کہ آپ سے شیاطین بھی ڈرتے تھے۔ اس لئے بزرگوں نے تجربات میں لکھا کہ جس کو گندے اور شیطانی خواب آتے ہوں تو وہ سوتے وقت انگلی سے اپنے سینہ پر عمرؓ کا نام لکھ دے انشاء اللہ برے خواب نہیں آئیں گے۔

حضرت عمرؓ کی رعایا کی خبر گیری

حضرت عمرؓ کی رعایا کی خبر گیری کے حالات ملاحظہ ہوں۔ امیر المومنین اور صدر ایسا ہو جو اپنی رعایا کے دکھ سکھ کا حال معلوم کرے اور ان کی ضروریات کا انتظام کرے اس کے لئے تین واقعات ذکر کرتا ہوں۔

پہلا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رات کو گشت کر رہے تھے تو جھونپڑی کے اندر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے کان لگایا تو بچے ماں کو کہہ رہے تھے امی بھوک لگی ہے۔ کھانا دے، پانی دے، ہمیں بھوک نے ہلاک کر دیا تو حضرت عمرؓ نے دروازہ پر آواز دی دروازہ کھلا تو دیکھا کہ عورت نے ہانڈی چولہے پر رکھی ہے کہا یہ کیا ہے؟ کہنے لگی ہم غریب ہیں۔ گھر میں کچھ نہیں اپنے بچوں کو بہلانے کے لئے خالی ہانڈی جس میں پتھر ہیں آگ پر چڑھا رکھی ہے۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ کیفیت دیکھی کہ بچے بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ تو عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے کہا بیت المال میں جاؤ اور یہ حال بتاؤ اور وہاں سے وظیفہ لو کہنے لگی جو امیر المومنین ہے خود اس کا حق ہے کہ وہ رعایا کی دیکھ بھال کرے۔ پھر کہنے لگی کہ قیامت کا دن ہوگا میرا دوپٹہ ہوگا۔ عمرؓ کی گردن ہوگی۔ خدا کی عدالت ہوگی۔ رب قہار کا فیصلہ ہوگا عمرؓ کو جواب دینا ہوگا اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً بیت المال گئے ایک تھیلا آٹے، کھجور، گھی سے بھرا اور اپنے غلام سے کہا کہ یہ مجھے اٹھوا دے۔ اس نے

کہا حضرت آپ تکلیف نہ کریں میں ساتھ چلتا ہوں اس کو اٹھاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا عورت کی بات بڑی سخت تھی۔ قیامت میں میں جواب دوں گا مجھ سے یہ پوچھا جائے گا اس لئے یہ بوجھ میں خود اٹھاتا ہوں۔ رات کو گئے دروازہ کھٹکھٹایا کہا میں رعایا کا خادم ہوں۔ خود آگ جلائی اور پکایا اور روتے بچوں کو کھلایا۔ جب دھواں داڑھی میں جانے لگا تو داڑھی کو پکڑ کر کہا کہ عمرؓ آج کا دھواں برداشت کر لے تاکہ قیامت کے دن کی آگ کے دھویں سے بچ جائے پھر اس عورت سے کہا میں وہی عمرؓ ہوں جس کے متعلق بات کر رہی تھی کہ میرا دوپٹہ اس کی گردن میں ہوگا۔ اور خدا کی عدالت ہوگی اور رب کا فیصلہ ہوگا۔ فرمایا مجھے قیامت کے دن شرمسار نہ کرنا اٹھو خود بھی کھاؤ، بچوں کو بھی کھلاؤ۔ عورت نے رونا شروع کر دیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ آپ تو ہمارے والد ہیں، اجڑے گھر کو رات کے اندھیرے میں آباد کیا۔ یتیموں کی خبر گیری کی، قیامت کے دن گواہی دوں گی۔ یا اللہ عمرؓ وہ امیر المومنین تھا جو رات کی تاریکی میں یتیموں کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ عمرؓ کو جنت عطا فرما۔

دوسرا واقعہ

آپ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر سے آواز آئی کہ اے بیٹی دودھ میں پانی ملا دے۔ دودھ بڑھ جائے گا۔ کچھ رقم زیادہ مل جائے گی۔ گھر کے ضروریات کی چیزیں لیں گے۔ کیونکہ گھر میں اتنے پیسے نہیں ہیں تو بیٹی نے کہا امی حضرت عمرؓ رات کو گشت کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے سن لیا تو ان کا درہ سخت ہے۔ پھر وہ سزا دیں

گے۔ ماں نے کہا بیٹی عمرؓ تو اس وقت نہیں دیکھ رہے کوئی فکر نہ کر۔ بیٹی نے ایک جملہ کہا کہ اماں اگر عمرؓ نہیں دیکھ رہا تو عمرؓ کا خدا تو دیکھ رہا ہے۔ بس حضرت عمرؓ نے اس کمال والی بچی کا یہ جملہ سنا اور تڑپ گئے اور اللہ سے مانگنا شروع کر دیا یا اللہ ایسی بچی عطا فرما۔ جو آدھی رات میں تجھ سے ڈر رہی ہے تیرا حیا کر رہی ہے۔ صبح کو حضرت عمرؓ نے اس گھر کے دروازہ کو کھٹکھٹایا عورت باہر نکلی کہا اس بچی کی زیارت کراؤ جس نے رات کو یہ کہا تو۔ عورت ڈر گئی۔ کہ رات کی بات کی سزا ملے گی عمرؓ آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اماں آج سزا نہیں دیتا۔ اس بچی کی برکت کی وجہ سے تجھ کو معاف کرتا ہوں۔ بدلہ نہیں لیتا صرف اس کی زیارت کرا دو۔ بچی باہر آئی حضرت عمرؓ نے کہا وہ جملہ پھر زبان سے ادا کرو تو اس نے کہا کہ عمرؓ تو نہیں دیکھ رہا لیکن اس کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمرؓ جھوم گئے اور اس عورت سے کہا کہ اس کا رشتہ میرے لڑکے عاصم سے کر دے۔ اس نے نکاح کر دیا۔ جب وہ بچی حضرت عاصمؓ کے گھر آئی تو حضرت عمرؓ جب صبح کو عدالت جاتے تو اس بچی سے کہتے کہ وہ جملہ کہہ جو رات کو گھر میں کہا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ رونا شروع کر تے اور فرماتے بچی کے اس جملہ نے عمرؓ کو عدالت کا سبق سکھا دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اسی لڑکی کی نسل سے ہوئے۔

تیسرا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ گشت کر رہے تھے کہ ایک شخص پریشان نظر آیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میری بیوی کو وضع حمل کی تکلیف ہے اور کوئی دائی

نہیں ہے۔ اور میں یہ کام نہیں جانتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بھائی فکر نہ کرو انتظام ہو جائے گا۔ گھر تشریف لائے تو حضرت ام کلثوم کو کہا جلدی کرو۔ ایک مسافر پریشان تھا اور اس کی بیوی کو زچگی کی تکلیف تھی۔ نبی کی نواسی، نبی کی امت کی خدمت کرو تو آپ ام کلثوم کو لے آئے۔ اور گھر بھیج دیا۔ اور خود اس اعرابی کے ساتھ بیٹھ گئے اور کہا بتا عمرؓ امیر المومنین کیسا ہے اس نے کہا بڑا سخت ہے۔ مگر امیر المومنین وہ ہو جو رعایا کا حال معلوم کرے اتنے میں اندر سے آواز آئی۔ اے امیر المومنین! اپنے بھائی کو خوشخبری سنادو کہ اللہ نے اس کے گھر بچہ دیا ہے۔ بس امیر المومنین کا لفظ سنا تو بدو پریشان ہونے لگا کہنے لگا آپ امیر المومنین ہیں۔ فرمایا جب تو نے کہا کہ امیر المومنین وہ ہو جو رعایا کی دیکھ بھال، خلق خدا کی خدمت کرے تو میں نے یہ خدمت کی ہے کہ اللہ اس کی وجہ سے رحمت فرمادے۔ یہ حضرت عمرؓ ہیں جو رات کی تاریکی میں خلق خدا کی دیکھ بھال اور خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ ملک کا صدر ایسا ہو تو ملک پر رحمت برستی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی یاد تازہ کردی جو عمرؓ اس قدر یتیموں، بیواؤں، مسکینوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ ایسا عدل کرتا ہے کیا وہ اہل بیت کا حق کھا سکتا ہے۔ رافضی کا جھوٹ ہے کہ باغ فدک کا حصہ نہ دیا۔ خلافت علیؓ سے چھین لی۔ اللہ ان کو ہدایت دے۔

دعائے عمرؓ اور شہادت عمرؓ

حضرت عمرؓ کو جیسے حضور ﷺ سے محبت تھی ویسے حضور ﷺ کے شہر سے بھی محبت

تھی۔اس لئے اکثر یہ دعا فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

یا اللہ مجھے موت شہادت کی عطا فرما مجھے موت مدینہ کی عطا فرما۔

آپ کی دونوں دعائیں منظور ہوئیں۔

۲۔ ذوالحجہ ۲۳ھ کو فجر کی نماز میں ابولؤلؤ فیروز مجوسی نے جو حضرت مغیرہ کا غلام تھا زہر آلود خنجر کے ساتھ کئی وار کئے جس سے یکم محرم کو آپ کی شہادت ہوئی۔ دوسری دعا بھی منظور ہوئی کہ آپ کو دفن مدینہ میں حضور ﷺ کے روضہ میں ملا۔حضرت عمرؓ نے آخر میں ابن عمرؓ کو بھیجا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ میرا اسلام کہو۔اور کہو عمرؓ درخواست کرتا ہے کہ مجھے اپنے صاحبین یعنی حضور ﷺ وابوبکرؓ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دی جائے۔فرمایا امیر المومنین نہ کہنا کہ آج میں امیر المومنین نہیں ہوں حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضری دی اور پیغام پہنچایا تو حضرت عائشہؓ نے کہا ارادہ تو میرا اپنا تھا مگر میں عمرؓ کا احسان نہیں بھول سکتی۔کہ جب مجھ پر بہتان باندھا گیا اور حضور ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا مگر ایک عمرؓ تھے جنہوں نے کہا۔سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ ۔اور اس کے مطابق قرآن اترا۔اس لئے آج اجازت دیتی ہوں جب ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ اجازت مل گئی تو فرمایا یہ کام بہت اہم تھا جو ہو گیا لیکن فرمایا جب مر جاؤں تو میرا

جنازہ عائشہ کے حجرہ پر لے جانا اور کہنا تو حجرہ کی مالکہ حجرہ تیرا ہے تیرا بیٹا اپنی اماں سے اجازت طلب کرتا ہے۔ اور پھر اجازت مانگنا اگر اجازت دیں تو دفن کرنا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر جنات روئے تھے مالک بن دینار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر پہاڑوں سے رونے کی آواز آئی۔ آپ کی وفات پر حضرت علیؓ نے کہا اے عمرؓ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو اس وقت روئے زمین پر آپ سے بہتر کسی کا نامہ اعمال نہیں۔ دوسری روایت میں ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کا جنازہ رکھا ہوا تھا کہ حضرت علیؓ آئے اور فرمایا عمرؓ اللہ تجھ پر رحم کرے میں یہی امید رکھتا تھا کہ اللہ آپ کو حضور ﷺ وابوبکرؓ کے ساتھ کرے گا کیونکہ میں حضور ﷺ سے اکثر سنتا تھا آپ فرماتے تھے۔

كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ اِنْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ دَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ خَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ.

آپ کی وفات پر حضرت سعیدؓ بن زید رونے لگے کسی نے وجہ پوچھی فرمایا اَبْكِي عَلَى الْاِسْلَام ۔ میں اسلام پر روتا ہوں کہ عمرؓ کے جانے سے اسلام کو دھچکا لگا ہے۔ اس لئے مؤرخین فرماتے ہیں کہ عمرؓ نہیں زخمی ہوا اسلام زخمی ہوا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ تیری وفات پر اسلام روئے گا۔

حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے کہ عمرؓ کی وفات پر اسلام روئے گا۔ آپ کی وفات پر بیواؤں، یتیم بچوں،

مسکینوں کے رونے کی آوازیں آئیں۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تین سو سے زائد ایسے یتیم مسکین گھروں سے باہر آ گئے جو کہتے تھے۔ مَاتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَاتَ اَبُوْنَا امیر المومنین کی وفات نہیں ہوئی ہمارے باپ کی وفات ہوئی۔ آج ہمارا پہرہ کون دے گا۔ آج ہمارے جانوروں کا دودھ کون نکالے گا۔ آج یتیموں کے ضروریات کا انتظام کون کرے گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالثَّوْبُ الْخَلَقِ۔

نیکی کا حکم کرنا برائی سے روکنا اور بوسیدہ کپڑے پہننا۔ حضرت عمرؓ کی زندگی سے ہمیں صحیح عقائد صحیح اعمال، صحیح اخلاق کا درس ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہؓ کے نقش قدم پر چلائے۔

وظیفہ

آخر میں ایک وظیفہ سن لیں ہر نماز کے بعد حضرت عمرؓ والی دعا پڑھ لیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

اس کے پڑھنے سے شہادت کا ذوق بھی ہوگا اور مدینہ منورہ کی محبت بڑھے گی اور دین کے کام کرنے کا جذبہ بڑھے گا اور حضور ﷺ کی غلامی کا شوق بڑھے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ربِ الْعَالَمِیْنَ.

شان حضرت عثمان غنیؓ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشینؒ

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن** صاحب **درخواستی** نور اللہ مرقدہ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی بجامعہ عبداللہ بن

شان امیر المؤمنین خلیفہ سوم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ.

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحاً قَرِیْباً ○ وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزاً حَکِیْماً. (سورۃ فتح آیت نمبر ۱۸،۱۹)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَکَّۃَ فَبَایَعَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِعُثْمَانَ خَیْراً مِنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ (رواہ الترمذی)

حُبُّ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِہٖ نُوْرٌ بِبُرْھَانٍ

فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللهَ خَالِقَهُ

فَلَا يَرْمِيَنَّ اَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٍ

وَلَا اَبَا حَفْصَ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهُ

وَلَا الْخَلِيْفَةُ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانِ

اَمَّا عَلِىٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهُ

وَالْبَيْتُ لَايَسْتَوِىْ اِلَّا بِاَرْكَانِ

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ

فَمُنْكِرُهُمْ زِنْدِيْقٌ جَهُوْلٌ

محمدؐ از تو میخواھم خدارا

خدایا از تو عشق مصطفیؐ را

محمدؐ را خدا داد لشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ

اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے

اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
ابوبکرؓ وعمرؓ عثمانؓ وحیدرؓ باغبان جب ہوں
تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰ میں بہار آئے
یَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فَصَلُّوْا عَلَیْهِ کَثِیْراً کَثِیْراً

تمہید

محترم سامعین!

مکرم بزرگو، نوجوان ساتھیو، میری معززہ موقرہ دینی ماؤ بہنو، بیٹیو!

آج کے خطبہ کا موضوع حضرت عثمانؓ کے فضائل ومناقب کا تذکرہ ہے اس مناسبت سے دو آیتیں اور ایک حدیث پڑھی ہے۔ پہلے اس کا مختصر مفہوم ومطلب

سمجھ لیں۔ پھر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

آیات کا مطلب

یہ آیات چھبیسویں پارے کی ہیں۔ سورۃ فتح کی اٹھارویں اور انیسویں آیت ہے سورۃ فتح کا شان نزول یہ ہے۔

ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور صلح حدیبیہ ہوچکی تھی جو ظاہراً مظلومانہ صلح نظر آتی تھی جس وجہ سے صحابہؓ پر طبعی طور پر غم و اضطراب کی کیفیت تھی تو اللہ نے دوران سفر یہ سورۃ فتح نازل فرمائی۔ جس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورۃ نازل ہوئی ہے کہ وہ مجھے دنیا و مافیھا سے زیادہ محبوب ہے اور وہ سورۃ فتح ہے جس میں صلح حدیبیہ کو فتح کہا گیا ہے کیونکہ یہ صلح فتح خیبر و فتح مکہ و دیگر فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ پھر ان تلاوت کردہ آیات میں بیعت الرضوان کا ذکر ہے جو حدیبیہ میں ہوئی تفصیل اس طرح ہے۔

حضور ﷺ کا شان والا خواب کہ حضور ﷺ نے ۶ ھ کی ابتداء میں مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ ہم امن و امان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں اور وہاں پہنچ کر عمرہ ادا کیا ہے۔ بعض نے حلق کیا یعنی سر کے بال منڈوائے ہیں اور بعض نے قصر کیا ہے یعنی سر کے بال کم کرائے ہیں اور کٹوائے ہیں۔ حضور ﷺ نے یہ خواب صحابہ کرام کو بتلایا صحابہؓ نے شدت شوق کی وجہ سے یہ سمجھا کہ اس سال عمرہ کریں گے اور مکہ

مکرمہ جائیں گے۔کعبہ کا منظر دیکھیں گے، پرانی یادیں تازہ کریں گے۔طواف کریں گے، حجر اسود کو بوسہ دیں گے اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دوگانہ پڑھیں گے۔حضور ﷺ نے وقت کا تعین نہیں فرمایا تھا البتہ آپ نے عمرہ کا ارادہ کرلیا اور ٦ھ ذوالقعدۃ پندرہ سو صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے جب عسفان کی جگہ پہنچے تو بشر بن سفیان نے آپ کو خبر دی کہ قریش چیتے کی کھالیں پہن کر ذی طویٰ کی جگہ آ گئے ہیں اور وہ طے کر چکے ہیں کہ آپ کو مکہ میں نہ آنے دیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کعبہ کے وارث کو کیسے روک سکتے ہیں۔فرمایا فَوَاللّٰہِ لَا اَزَالُ اُجَاھِدُ عَلَی الَّذِیْ بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ حَتّٰی یُظْھِرَہُ اللّٰہُ اَوْ تَنْفِرَ مَاھٰذِہٖ السَّالِفَۃُ اللہ کی قسم جس مقصد کے لئے اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس کے لئے جہاد کروں گا یہاں تک کہ اللہ اس اسلام کو غالب کرے یا میری گردن بدن سے جدا ہو جائے۔

حضور ﷺ جب حدیبیہ پہنچے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔صحابہ نے حل حل کہا اٹھانے کی بڑی کوشش کی مگر اونٹنی اٹھتی نہیں۔صحابہ نے کہا خَلَاَتِ الْقَصْوٰی خَلَاَتِ الْقَصْوٰی کہ آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔حضور ﷺ نے فرمایا مَا خَلَاَتِ الْقَصْوٰی وَمَا ذَاکَ لَھَا بِخُلُقٍ. یہ اس کی عادت نہیں ہے بلکہ حَبَسَھَا حَابِسُ الْفِیْلِ۔جس ذات نے ہاتھیوں کو روکا تھا اسی نے اسکو روک دیا ہے۔یعنی یہ خود نہیں بیٹھی بلکہ اس کو اللہ نے روک دیا ہے۔معلوم ہوا حضور ﷺ کی سواری اللہ کے حکم کے تابع ہے۔وہ اللہ کے حکم کے مطابق چلے گی۔جس طرح پیغمبر کی شان نرالی ہے اس طرح پیغمبر کی سواری

کا شان بھی نرالا ہے۔سب کہہ دو سبحان اللہ!

پھر حضور ﷺ نے اونٹنی کو اٹھایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر آپ نے حدیبیہ کے کنویں کے قریب قیام فرمایا۔

حضور ﷺ کا معجزہ

بخاری شریف میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ۔حدیبیہ کے دن لوگ پیاس کی تنگی میں تھے کیونکہ کنویں کا پانی ختم ہوگیا اب نہ پینے کے لئے پانی ہے نہ جانوروں کے پلانے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے پانی ہے،وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ رَكْوَةٌ یَتَوَضَّا۔حضور ﷺ کے آگے صرف ایک برتن ہے جس سے آپ وضو کر رہے ہیں۔ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ۔ تو لوگ حضور ﷺ کی طرف دوڑنے لگے آپ نے فرمایا مَالَكُمْ کیا بات ہے کس لئے پریشان ہو کہنے لگے لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَیْنَ یَدَیْكَ ۔حضرت پانی نہیں ہے۔نہ پینے کے لئے نہ وضو کرنے کے لئے صرف یہی پانی ہے جو آپ کے پاس ہے۔

حدیث میں آتا ہے فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الرَّكْوَةِ حضور ﷺ نے رحمت والا ہاتھ اس برتن میں رکھا فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ ۔جس طرح پانی کے چشمے بہتے ہیں۔اسی طرح حضور ﷺ کی انگلیوں مبارک سے پانی نکل رہا تھا۔صحابہؓ فرماتے ہیں۔فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّانَا ۔ہم نے پانی سیر ہو کر پیا اور وضو بھی کیا

جب پوچھا گیا کہ تم کتنی تعداد میں تھے کہنے لگے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہو جاتا مگر اس وقت ہم پندرہ سو صحابہؓ تھے اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا تیر دیا اور فرمایا اس کو کنویں میں گاڑ دو۔ صحابہؓ فرماتے ہیں جب تیر کنویں میں گاڑا گیا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ صحابہؓ نے جانوروں کو پانی پلایا خود بھی پانی پیا، وضو بھی کیا۔

قریش کا ظلم

اب حضور ﷺ کو خبر دے دی گئی کہ قریش آپ کو مکہ نہیں آنے دیں گے کیونکہ انہوں نے جمع ہو کر فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اگر چہ وہ حج وعمرہ کے لئے اپنے دشمن کو بھی نہ روکتے تھے لیکن ادھر یہ پروگرام بنا لیا جس سے حضور ﷺ سمجھ گئے کہ اب وہ کچھ باتیں منوائیں گے۔ تب آنے دیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرما دیا کہ قریش اگر کچھ اپنے مطالبات رکھیں گے تو ہم ضرور مانیں گے۔ مگر اس شرط پر کہ وہ شعائر اللہ کی بے حرمتی نہ کریں۔ شعائر اللہ کی تعظیم باقی رکھیں۔

حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا

جب حضور ﷺ نے دیکھ لیا کہ قریش مرنے مارنے پر قتال پر تل آئے ہیں تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے کفار مکہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا اور دو پیغام دیئے ایک پیغام قریشیوں کے نام دوسرا مظلوم مسلمانوں کے نام قریشیوں کو کہو کہ ہم لڑنے کے ارادے سے نہیں آئے بلکہ ہمارا ارادہ صرف عمرہ کرنا

ہے۔ہم عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے۔اس لئے ان کو اس بات پر آمادہ کریں تاکہ وہ ہمیں عمرہ کرنے کی اجازت دے دیں اوراس کے ساتھ ساتھ جو وہاں مظلوم مسلمان مرد اور عورتیں ہیں ان کو بھی بشارت وخوشخبری سنانا کہ عنقریب مکہ مکرمہ فتح ہوگا۔اسلام کوغلبہ ہوگا۔اب حضرت عثمانؓ روانہ ہوئے۔حضرت عثمانؓ مکہ مکرمہ میں اپنے تعلق دار ابان بن سعید کی امان میں مکہ مکرمہ پہنچے اور قریشیوں کے سردار ابوسفیان سے ملاقات کی۔اور حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا کہ حضور ﷺ اور مسلمانوں کا ارادہ صرف عمرہ کرنے کا ہے۔اس لئے تم رکاوٹ نہ بنو۔اجازت دے دو۔

حضرت عثمانؓ کی رسول اللہ ﷺ سے عقیدت ومحبت

ابوسفیان نے کہا اے عثمان اگر تو طواف کرے تو تجھ کو اجازت ہے مگر ہم محمد ﷺ کو اجازت نہیں دیں گے۔حضرت عثمانؓ نے کہا وہ مقتدی کیا جو بغیر امام کے طواف کرے۔وہ محب کیا جو بغیر محبوب کے طواف کرے،وہ عبادت کیسی جو بغیر حضور ﷺ کی رضا ومنشا ہو۔لہٰذا عثمان کٹ تو سکتا ہے مگر حضور ﷺ کے بغیر طواف نہیں کرسکتا یہ عثمانؓ ہے جو حضور ﷺ کی منشاء پر جان دے رہا ہے۔عثمانؓ حضور ﷺ کی منشاء کے خلاف کیسے کرسکتا ہے اگر حضور ﷺ کی منشاء حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل تھی تو حضرت عثمانؓ،حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر کیسے بیعت کرتے۔عثمان کا یہ عمل بتلا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی منشاء حضرت ابوبکرؓ کی خلافت بلافصل تھی اس لئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔حضرت عثمانؓ کو اس انکار پر ابوسفیان اور رؤساء مکہ نے قید کردیا۔اس لئے

آپ کو واپسی میں دیر ہوگئی۔ فروع کافی ج ۳ ص ۱۵۱ پر بھی اسی طرح لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ نے طواف کرلیا ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا تو جب عثمانؓ واپس ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تو عثمانؓ نے کہا۔ مَا کُنْتُ لِاَطُوْفَ بِالْبَیْتِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ لَمْ یَطُفْ ۔ یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ حضور ﷺ طواف نہ کریں اور میں طواف کروں میری غیرت یہ کیسے برداشت کرسکتی تھی۔

بیعت رضوان

اب حضور ﷺ کی حضرت عثمانؓ سے محبت ملاحظہ فرمائیں۔

جب حضرت عثمانؓ کے آنے میں دیر ہوئی تو غلط خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان کو قتل کردیا گیا ہے۔ آپ کو شہید کردیا گیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے پندرہ سو صحابہ کو ایک کیکر کے درخت کے نیچے جمع کیا اور فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میرا سفیر حضرت عثمانؓ شہید کردیا گیا ہے۔ پہلے ہمارا ارادہ لڑائی کا نہ تھا صرف عمرہ کا تھا اب اگر وہ لڑیں گے تو میں حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لوں گا۔ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے بیعت علی الموت لی جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے۔ فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ لام تاکید کی ہے قد تحقیق کا ہے رضی ماضی کا صیغہ ہے۔ فرمایا پکی بات ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے صحابہؓ سے راضی ہوچکا ہے۔ یہ رضاء کا سرٹیفکیٹ کس وقت ملا فرمایا اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ۔ جبکہ وہ صحابہ کیکر کے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے۔ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِهِمْ ۔ اللہ

نے ان کے اخلاص نیت کو جان لیا اور ان پر جو ظاہری غم تھا وہ بھی جان لیا۔ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ تو اللہ نے ان پر اطمینان کو اتارا وَاَثَابَهُمْ فَتْحاً قَرِيْباً اور ان کو نزدیک کی فتح عطا فرمائی۔ اس میں فتح خیبر بھی ہے فتح مکہ بھی ہے۔ وَمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا. مزید تسلی کے لئے فرمایا کہ دیگر فتوحات بھی ہوتی رہیں گی کیونکہ صلح حدیبیہ سے فتوحات کے دروازے کھل گئے تھے باقی ہم کمزور ہیں۔ یہ فتوحات کیسے ہوں گی تو فرمایا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً۔ اللہ غالب ہے وہ فتح دے گا۔ باقی صلح حدیبیہ میں جو شرائط رکھی گئی ہیں وہ اللہ کے حکم سے ہیں۔ وہ حکیم ہے اس میں بھی حکمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی اس وسعت ظرفی کو دیکھ کر کافی لوگ اسلام میں داخل ہوئے پھر خیبر کی فتح ہوئی۔ پھر دو سال کی مدت میں حضور ﷺ کی جماعت دس ہزار کو پہنچی۔ اور آپ نے ان کو لے کر مکہ کو فتح کیا تو اللہ حکمت والا ہے۔ جب چاہے فتح عطا کرے۔ اب اس آیت میں حضرت عثمانؓ کی منقبت وفضیلت پر نگاہ ڈالیں۔

پہلی فضیلت

حضرت عثمانؓ کا خون کتنا قیمتی تھا کہ جس کے بدلہ لینے کے لئے حضور ﷺ نے پندرہ سو صحابہ کو کہا جن میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ بھی ہیں کہ اے صحابہؓ جان دے دینا مگر عثمانؓ کے خون کا بدلہ ضرور لینا۔

دوسری فضیلت

جن صحابہ نے حضرت عثمانؓ کی اس عظمت پر جان دینے کا فیصلہ کیا۔ اور

حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ نے قرآن مجید میں ان کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔

تیسری فضیلت

حدیث میں ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے صحابہؓ سے بیعت لی تو اس وقت حضرت عثمانؓ موجود نہ تھے تو آپ نے فرمایا حضرت عثمانؓ تو اللہ و رسول کے پیغام کو پہنچانے گئے ہیں اس لئے ان کی طرف سے میں خود بیعت کرتا ہوں فرمایا۔ هٰذَا يَدِیْ وَهٰذَا يَدُ عُثْمَانَ. یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ عثمان کا ہے۔ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی۔ اس لئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے حضور ﷺ کا ہاتھ افضل ہے جس کو آپ نے عثمانؓ کا ہاتھ کہا اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ کہا ہے۔

صحابہؓ کی عظمت

اب ذرا اصحابہؓ کی عظمت ملاحظہ ہو کہ اس جگہ ہے اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ اور دوسری جگہ ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کہ اے پیغمبر جو تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے اوپر ہے اب صحابہؓ کی شان دیکھیں کہ نیچے رسول اللہ کا ہاتھ اوپر اللہ کا ہاتھ ہے درمیان میں اصحاب رسول اللہ کا ہاتھ ہے۔ تو ان کی شان کو کون مٹا سکتا ہے جب

تک اللہ ورسول کی عظمت کا اعلان رہے گا تب تک صحابہ کی عظمت کا اعلان رہے گا یہ کیوں نہ ہو کہ وہ کیکر کا درخت جس کے نیچے حضور ﷺ نے بیٹھ کر صحابہؓ سے بیعت لی اللہ نے اس کا ذکر بھی قرآن میں کردیا اور اشارہ کیا کہ جس کی نسبت رسول اللہ سے ہوگی اس کا شان بڑھے گا۔

پیغمبر کے پیدائش کی جگہ مکہ تھی نسبت ہوئی مکرمہ ہوگیا۔ حضور ﷺ کی ہجرت کی جگہ مدینہ تھی نسبت ہوئی تو منورہ ہوگیا۔ حضور ﷺ کے دفن کی جگہ حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا نسبت ہوئی تو روضہ مطہرہ ہوگیا۔ براق کی نسبت حضور ﷺ سے ہوئی تو سب سواریوں سے بڑھ گئی تو جن صحابہؓ کی نسبت حضور ﷺ سے ہوگئی۔ وہ بھی شان والے بن گئے جب تک مساجد میں، مدارس میں، منبر پر، محراب میں، زمین پر قرآن پڑھا جائے گا تو صحابہؓ کی شان کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔ ان کے لئے اللہ کی رضا کا اعلان ہوتا رہے گا۔ رافضی خارجی مرتا رہے جلتا رہے مگر صحابہؓ کی عظمت کا ڈنکا بجتا رہے گا۔ اب اس آیت نے عقیدہ توحید کو بھی اجاگر کردیا۔ کہ عالم الغیب یعنی پوشیدہ چیزوں کے جاننے والا اور حاضر و ناظر یعنی ہر جگہ موجود ہونا ہر ایک کا حال دیکھنا اور مختار کل یعنی تمام چیزوں پر اختیار و تصرف و قبضہ رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ حضور ﷺ کا شان مانتے ہیں مگر اللہ کی صفات میں ان کو شریک نہیں کرتے۔ حضور ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو آپ کو پتا ہوتا کہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے۔ پھر صحابہ سے بیعت رضوان کیوں لیتے اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے ہر جگہ موجود ہوتے تو

آپ مکہ میں بھی ہوتے اور دیکھ رہے ہوتے کہ عثمانؓ قتل نہیں ہوئے۔ پھر بیعت کیوں لیتے اگر آپ مختار کل تھے تو عثمان قید کیوں ہوتے۔ اگر آپ کو کلی اختیار تھا تو پھر کفار کا قبضہ مکہ سے ختم کر کے خود مکہ کا کنٹرول سنبھال لیتے۔ مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی آپ کو ہجرت نہ کرنی پڑتی پھر مکہ میں عمرہ کے لئے طواف کے لئے کفار سے کیوں اجازت طلب کرتے۔ حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر پیغام کیوں بھیجتے۔ معلوم ہوا عالم الغیب صرف اللہ ہے۔ حاضر و ناظر صرف اللہ ہے۔ مختار کل صرف اللہ ہے جب چاہے حکومت عطا کرے فتح عطا کرے۔

صلح حدیبیہ

اب عمائدین ورؤساء مکہ کی آمد شروع ہوئی۔

جب کفار مکہ کو اس بیعت کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو رہا کر دیا اور اب صلح کی فکر ان کو دامن گیر ہوئی کہ اگر لڑائی ہوئی تو ہمیں نقصان ہوگا۔ کسی طرح صلح ہونی چاہئے۔ چنانچہ پہلے نمبر پر بدیل بن ورقاء کو سفیر بنا کر بھیجا وہ آیا تو حضور ﷺ نے اس سے کہا کہ قریشیوں کو جا کر کہو میں صرف عمرہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میرا ارادہ لڑنے کا نہیں ہے۔ اگر عمرہ کرنے دیں تو بہتر ہے اور اگر وہ صلح کرنا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں ورنہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے پھر میں ان سے جہاد کروں گا۔ اگر چہ میری گردن ہی کیوں نہ جدا ہو جائے۔ بدیل نے مکہ مکرمہ جا کر اپنے ساتھیوں کو تمام حال سنایا تو ان میں جذباتی جوان تھے وہ کہنے لگے

کہ ہم ہرگز صلح نہیں کریں گے تو پھر دوسرے نمبر پر عروہ بن مسعود ثقفی سفیر بن کر آیا عروہ بن مسعود ان کا سردار تھا۔ اس نے کہا کہ مجھ پر تم کو اعتماد ہے کہنے لگے ہاں تو اس نے کہا میں خود جاتا ہوں اور مذاکرات کرتا ہوں۔ شاید کوئی راستہ نکل آئے تو عروہ آیا تو حضور ﷺ نے اس کو وہی کہا جو بدیل کو کہا تھا اس پر عروہ کا اطمینان نہ ہوا تو حضور ﷺ کو کہنے لگا کہ اے محمد ﷺ اگر لڑائی ہوئی تو جو تیرے ارد گرد مختلف قبائل کے لوگ ہیں یہ سب بھاگ جائیں گے۔ تو عروہ کی اس گفتگو کا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سختی سے جواب دیا کہ اے عروہ تو یہ کیسی بات کر رہا ہے۔ ہم تو حضور ﷺ کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اس پر عروہ خاموش ہو گیا پھر عرب کے دستور کے موافق وہ بات کرتے وقت اپنا ہاتھ حضور ﷺ کی داڑھی مبارک پر رکھتا تو حضرت مغیرہؓ نے اس کے ہاتھ کو ہٹایا اور کہا تیرا ہاتھ ناپاک ہے اور میرے محمد ﷺ کا چہرہ و داڑھی مبارک پاک ہے۔ اس لئے آئندہ پھر تیرا ہاتھ آگے نہ بڑھے ورنہ اس ہاتھ کی خیر نہ ہوگی عروہ نے حالات کا جائزہ لیا۔ صحابہؓ کی حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا اندازہ لگایا تو عروہ جب مکہ واپس گیا تو قریشیوں سے کہا کہ میں پیغمبر کے وفاداروں، جانثاروں، خدمت گزاروں، وفا شعاروں کا جو عقیدت و محبت کا جذبہ دیکھ کر آیا ہوں اس کے پیش نظر تم سے کہتا ہوں کہ ان سے نہ لڑو۔ ان کو کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ کیونکہ میں نے دوسرے بادشاہوں کے خادموں کو دیکھا ہے وہ اپنے بادشاہ کی اتنی عزت نہیں کرتے جتنے ا اب یہ رسول اس پیغمبر کی عزت کرتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ اپنی تھوک

مبارک ڈالیں تو صحابہؓ اس کو ہاتھوں پر لے کر اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں اور اس تھوک مبارک کے لینے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔ اگر آپ وضو کرتے ہیں تو بچے ہوئے پانی سے برکت حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں وہ پانی پیتے ہیں، چہروں پر، سینوں پر لگاتے ہیں۔ اس لئے جب وہ پیغمبر لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے تو تم بھی لڑائی نہ کرو۔ بلکہ صلح کی صورت اختیار کرو۔

اب تیسرے نمبر پر سہیل بن عمرو سفیر بن کر آیا جب کفار مکہ کو معلوم ہو گیا کہ صحابہؓ اس قدر پیغمبر کے جان نثار ہیں اور حضور ﷺ ان سے بیعت علے الموت لے چکے ہیں تو وہ سمجھ گئے کہ لڑائی میں ہمیں نقصان ہوگا۔ تو اب قریش کے خطیب سہیل کو بھیجا جب حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اب ہمارے لئے سہولت وآسانی ہوگئی۔ کیونکہ یہ سمجھدار تھا معاملہ سمجھنے والا تھا امید ہوگئی کہ بات بن جائے گی۔

اب مذاکرات کے بعد صلح کی بات طے ہوگئی۔

چنانچہ صلح نامہ لکھنے کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو مقرر کیا حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے صلح نامہ کا آغاز کرو پہلے بسم اللہ لکھو تو سہیل نے کہا میں نہیں جانتا کہ رحمان ورحیم کیا ہے۔ عرب کے پہلے دستور کے موافق بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ لکھو۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جیسے یہ کہتا ہے ویسے لکھو حضرت علیؓ نے لکھ دیا۔ پھر حضور ﷺ نے کہا لکھو ھٰذامَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے تو سہیل بگڑ گیا کہنے لگا اگر ہم تجھ

کورسول اللہ مانتے تو مَا صَدَدْنَاکَ عَنِ الْبَیْتِ وَلَا قَاتَلْنَاکَ نہ ہم تم کو بیت اللہ کے طواف سے روکتے نہ لڑائی لڑتے۔سارا جھگڑا تو اسی پر ہے۔لہٰذا لکھو محمد بن عبداللہ تو حضور ﷺ نے فرمایا وَاللہِ اِنِّیْ لَرَسُوْلُ اللہِ وَاِنْ کَذَّبْتُمُوْنِیْ ۔اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگر چہ تم میری نبوت کا انکار کرتے ہو۔میں محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہوں میں محمد ﷺ بن عبداللہ بھی ہوں۔حضرت علیؓ سے کہا کہ محمد رسول اللہ مٹا دو اور محمد بن عبداللہ لکھ دو۔حضرت علیؓ نے کہا کہ حضرت یہ عشق نبوت کے خلاف ہے۔میرا عشق اس کی اجازت نہیں دیتا کہ میں رسول اللہ کا لفظ مٹا دوں، نہ میرا قلم چلتا ہے، نہ میری انگلی۔تو حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ نے صلح نامہ لیا اور خود محمد بن عبداللہ لکھ دیا اور یہ آپ کا معجزہ تھا۔

اس واقعہ نے رافضی کی بھی تردید کردی جو کہتا پھرتا ہے کہ وفات کے وقت حضور ﷺ نے کہا قلم دوات لے آؤ میں تم کو لکھ دوں تا کہ بعد میں خلافت کا جھگڑا نہ ہو مگر حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی۔حکم عدولی کی اور کہا حَسْبُنَا کِتَابُ اللہِ

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ بھی تو موجود تھے پھر وہ قلم دوات کیوں نہ لائے۔اگر ان کے نہ لانے پر اعتراض نہیں تو حضرت عمرؓ پر کیوں اعتراض ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس صلح نامہ میں حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا اُمْحُ یہ لفظ مٹا دے تو پھر حضرت علیؓ نے کہا میں نہیں مٹا سکتا۔تو اب رافضی بتائے کہ کیا حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی تھی اگر یہ نافرمانی نہیں تو واقعہ قرطاس

میں حضرت عمرؓ کا حسبنا کتاب اللہ کہنا بھی نافرمانی نہیں ہے۔ بلکہ اصل چیز عشق رسولؐ ہے، ادب رسولؐ ہے، حب رسولؐ ہے۔ حضرت علیؓ کو بھی حضور ﷺ سے عقیدت ومحبت کا جذبہ تھا جس بناء پر وہ رسول اللہ کا لفظ نہ مٹانا چاہتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ میں بھی عقیدت ومحبت رسول کا جذبہ تھا کہ وہ وقت تکلیف کا تھا اور حضور ﷺ جس مقصد کے لئے فرمارہے تھے وہ مقصد یہی تھا کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو نہ چھوڑنا تو حضرت عمرؓ جو مزاج شناس نبوت تھے سمجھ گئے اور فرمایا حَسْبُنَا کِتَابُ اللہِ حضور ﷺ کا مقصد یہی ہے اس لئے مزید تکلیف نہ دو اور اگر کوئی دوسری بات ضروری لکھوانی تھی تو حضور ﷺ ضرور فرماتے کہ قلم دوات لے آؤ۔ مگر حضرت عمرؓ کے اس جملہ کے بعد آپ نے کچھ نہ کہا معلوم ہوا یہ پیغمبر کی نافرمانی نہ تھی۔ اس لئے اہلسنت والجماعت حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ دونوں کو اپنی آنکھوں کا نور دل کا سرور سمجھتے ہیں۔ نہ ہم رافضی ہیں کہ حضرت عمرؓ کی تنقیص کریں اور نہ ہم خارجی ہیں کہ حضرت علیؓ کی تنقیص کریں۔

ہم اہلسنت ہیں ہم دونوں کو حضور کا صحابی اور جنتی مانتے ہیں۔

صلح نامہ کا مضمون

اب اس معاہدہ میں چند چیزیں صحابہؓ پر بھاری تھیں مگر جو بات حضور ﷺ فرماتے گئے صحابہ لبیک کہتے گئے مثلاً ایک شرط یہ تھی کہ اگر مکہ سے کوئی شخص آپ کے پاس مدینہ آئے گا۔ تو اس کو واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ آیا تو اس کو واپس نہ کیا جائے گا۔ یہ شرط ابھی لکھی جارہی تھی کہ سہیل کا بیٹا ابوجندل آگیا

ہاتھوں میں ہتھکڑی پاؤں میں جولان، بدن پر زخموں کے نشان اس مظلومانہ کیفیت کو دیکھ کر مسلمان جوش میں آ گئے۔ سہیل نے کہا اس کو واپس کر دو۔ حضور ﷺ نے کہا ابھی تو صلح نامہ مکمل نہیں ہوا اس نے کہا کہ اگر اس کو واپس نہ کرو گے تو صلح نہ ہو گی مسلمانوں میں ولولہ جذبہ ابھرا کہ ان قریشیوں کو ختم کر دیا جائے۔ اس مسلمان بھائی کو واپس نہ بھیجا جائے۔ مگر پیغمبر نے اس جگہ بھی وسعت ظرفی اور تحمل و بردباری کا ثبوت دیا اور اس کو واپس کر دیا۔ باپ سہیل کفر کا نمائندہ بن کر آیا ہے اور بیٹا ابو جندل محمد ﷺ کا غلام بنا ہوا ہے۔ مار کھائی، جسم زخمی کرایا، تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ اٹھائے مگر رسول اللہ کا دامن نہیں چھوڑا۔ عقیدہ توحید سے رخ نہیں موڑا۔ اللہ ہمیں بھی ایسا عشق رسول نصیب فرمائے اور عقیدہ توحید پر قائم رہنے کا ایسا جذبہ نصیب فرمائے جب صلح نامہ مکمل ہوا تو حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا۔ تو حضور ﷺ اور صحابہؓ نے قربانی کے جانور ذبح کئے اور سر کے بالوں کو حلق اور قصر کیا اور احرام کھول دیا اور واپس مدینہ تشریف لائے۔ واپسی کے سفر میں سورۃ فتح نازل ہوئی۔ جس میں صحابہؓ کو بشارت دی گئی اور تسلی دی گئی کہ صلح حدیبیہ دیگر فتوحات کا ذریعہ ہو گی اس لئے سن سات ہجری کی ابتداء میں خیبر فتح ہوا اور ذوالقعدہ سن سات ہجری میں آپ نے عمرۃ القضاء کیا پھر آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا

حضرت عثمانؓ کے حالات کا اجمالی جائزہ

اب آپ حضرت عثمانؓ کے احوال کا اجمالی جائزہ لیں۔ جس سے حضرت

عثمانؓ کے فضائل نکھر کر ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی پیدائش عام الفیل کے چھ سال بعد یعنی ۵۷۷ء میں ہوئی اور آپ کی وفات ۳۵ھ ۱۸ ذوالحجہ جمعہ کو آپ کی شہادت ہے۔ حضرت عمرؓ نے عشرہ مبشرہ سے چھ صحابہؓ کی کمیٹی بنائی۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص جس کو یہ خلیفہ منتخب کریں تو سب نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو فیصلہ کا اختیار دیا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ گویا حضرت عثمانؓ کی خلافت یہ عشرہ مبشرہ میں سے چھ افراد کا انتخاب تھا۔

۲۴ھ میں حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد تیسرے دن آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ بارہ دن کم بارہ سال آپ کی خلافت کی مدت ہے جس میں آپ نے ۴۴ لاکھ مربع میل کے وسیع خطے پر اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرایا اور پہلے چھ سال میں وہ فتوحات ہوئیں کہ جس پر تاریخ اسلامی فخر کرتی رہے گی۔ خلافت اسلامیہ کے اس تیسرے تاجدار خلیفہ سوم کے زمانہ میں قبرص، فرانس، یورپ، ہندوستان، خراسان، افریقی ممالک سندھ میں اسلام کی شمعیں روشن ہوئیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

نسبی فضیلت

آپ کا نام عثمان ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت پر حضور ﷺ سے ملتا ہے کیونکہ آپ کا نسب عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف ہے

حضرت عثمانؓ کی نانی کا نام ام حکیمؓ البیضاء بنت عبدالمطلب ہے جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہے اور حضور کے والد عبداللہ کی جڑواں بہن تھی۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اروٰی بنت کریز ہے جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن کی بیٹی ہے تو حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کی پھوپھی کے نواسے ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کی کنیت جاہلیت کے زمانہ میں ابوعمر تھی اسلام لانے کے بعد ابوعبداللہ تھی۔

حضرت عثمانؓ کے چار لقب ہیں

(۱) پہلا لقب ذوالنورین دونور والا کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کے ساتھ اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کا نکاح کیا جب وہ فوت ہو گئیں تو دوسری لڑکی حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی ان سے کیا۔ اسلئے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عثمان یہ تو دو لڑکیاں تھیں اگر چالیس لڑکیاں ہوتیں اور فوت ہوتی چلی جاتیں تو یکے بعد دیگرے وہ لڑکیاں محمد ﷺ تیرے نکاح میں دیتا جاتا اور ایک روایت میں سو لڑکیوں کا ذکر بھی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک کوئی ایسا شخص نہیں آیا جس کے حصہ میں کسی نبی کی دو نور نظر لخت جگر نکاح میں آئی ہوں ایک حضرت عثمانؓ ہیں جن کو یہ مقام ملا ہے کہ حضور ﷺ کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئی ہیں۔ نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۸۵ پر ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے عثمان تجھ کو حضور ﷺ سے قرابت کا سلسلہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ سے بھی زیادہ ہے کیونکہ تیرے نکاح میں حضور ﷺ کی دو بیٹیاں ہیں۔

(۲)　دوسرا لقب ذوالھجرتین ہے۔ دو ہجرت والا کیونکہ آپ نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی تھی پھر دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

(۳)　تیسرا لقب ذوالبیعتین ہے دو بیعت والا۔ ایک بیعت آپ نے حضور ﷺ کے ساتھ اپنی موجودگی میں کی اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے ہاتھ پر رکھا اور بیعت کی دوسری بیعت جبکہ حضرت عثمانؓ موجود نہ تھے اور حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت کی کیونکہ حضور ﷺ کو حضرت عثمانؓ پر اعتماد تھا۔

(۴)　چوتھا لقب ذوالبشارتین ہے۔ دو بشارت والا کیونکہ حضور ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت عثمانؓ نے دو مرتبہ جنت کو خریدا ہے ایک مرتبہ بیر رومہ خرید کر جب مسلمانوں کیلئے وقف کیا۔ دوسری مرتبہ غزوہ تبوک میں تین سو اونٹ مع ساز و سامان اور ایک ہزار دینار دے کر۔

حضرت عثمانؓ کا اسلام لانا

آپ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دعوت وتبلیغ پر اسلام میں داخل ہوئے۔ عمر چھتیس سال کی تھی جب اسلام لائے تو آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو قید کر دیا۔ زنجیروں سے جکڑا پکڑا باندھا دھوپ پر ڈال دیا اور علیحدہ مکان میں بند کر دیا اور کہا اسلام سے بیزار ہو جاؤ۔ حضرت عثمانؓ نے کہا جان دے دوں گا قربان ہو جاؤں گا۔ مگر اب رسول اللہ ﷺ کا دامن نبوت نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت عثمانؓ کے اس

استقلال کو دیکھ کر بالآخر چچا نے آپ کو چھوڑ دیا۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل

حضرت عثمانؓ کے فضائل پر کتب واحادیث کا ذخیرہ بھرا پڑا ہے۔

حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ اور فرشتوں کا شرم کرنا

مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی چادر پنڈلی سے ہٹی ہوئی تھی تو پہلے نمبر پر حضرت ابوبکرؓ آئے اور اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے اجازت دی آپ نے اسی حال میں ان سے باتیں کیں وہ چلے گئے۔ دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ آئے اجازت طلب کی آپ نے اجازت دی ان سے بھی اسی حال میں باتیں کرتے رہے پھر تیسرے نمبر پر حضرت عثمانؓ آئے فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ حضور ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا درست کیا تو میں نے کہا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آئے آپ لیٹے رہے پنڈلی کھلی رہی جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھے اور کپڑا بھی درست کیا آپؐ نے ارشاد فرمایا اَلَا اَسْتَحْيِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ۔ کہ جس سے اللہ کے فرشتے عرش پر شرم وحیا کرتے ہیں محمد ﷺ اس سے فرش پر کیوں نہ شرم وحیا کرے

حضرت عثمانؓ کو حضور ﷺ نے اپنا رفیق کہا

ترمذی میں حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ

فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُؓ۔ ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا اور میرا ساتھی جنت میں عثمانؓ ہوگا۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت

ترمذی میں حضرت عبد الرحمٰن بن خبابؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں شَھِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ ھُوَ یَحُثُّ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَۃِ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صحابہؓ کو غزوہ تبوک کے لئے ترغیب دے رہے تھے جس میں تیس ہزار صحابہؓ کا اڑھائی لاکھ رومی عیسائیوں سے مقابلہ تھا تو حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے کہنے لگے۔ عَلَیَّ مِائَۃُ بَعِیْرٍ بِاَ حْلَا سِھَا وَ اَقْتَا بِھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. ایک سو اونٹ دوں گا مع ساز و سامان دوں گا۔ غلہ سے لدے ہوئے ہونگے۔ آپ نے دوسری مرتبہ ترغیب دی تو پھر حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے فرمایا۔ عَلَیَّ مِاَتَا بَعِیْرٍ بِاَ حْلَا سِھَا وَاَقْتَا بِھَا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ. حضرت دو سو اونٹ دوں گا مع ساز و سامان دوں گا۔ حضور ﷺ نے پھر تیسری مرتبہ ترغیب دی تو پھر حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ عَلَیَّ ثَلَاثُ مِائَۃِ بَعِیْرٍ بِاَ حْلَا سِھَا وَ اَقْتَا بِھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تین سو اونٹ غلہ سے لدے ہوئے دوں گا۔ تو حضرت عبد الرحمٰن کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ممبر سے نیچے اترے اور فرمایا مَاعَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ . آج کے بعد اگر عثمان سے خطا اجتہادی ہوئی تو یہ عمل اس کے لئے بھی کفارہ ہوگا۔ حضرت عثمانؓ کی سخاوت کے اس عمل سے رسول اللہ بھی راضی ہے اور اللہ بھی راضی ہے۔

حضرت عثمانؓ کا ذوق

آپ فرماتے ہیں حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلاثٌ مجھے دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔تِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ وَکِسْوَۃُ الْعُرْیَانِ وَاِشْبَاعُ الْجِیْعَانِ

پہلی چیز:۔قرآن کی تلاوت کرنا میری زبان ہو اللہ کا قرآن ہو سننے والا مسلمان ہو پھر راضی رب رحمان ہو اس لئے روایات میں آتا ہے کہ روزانہ حضرت عثمانؓ دو رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

دوسری چیز:۔ جو ضرورت مند ہیں ان کو کپڑے پہنانا،لباس دینا ابوداؤد شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ. جس نے کسی کے بدن کو ڈھانکا اور اس کی ضرورت پوری کی لباس پہنایا تو قیامت کے دن اللہ اس کو جنت کی سبز پوشاک عطا فرمائیں گے۔

تیسری چیز۔بھوکے کو کھانا کھلانا۔اسی روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایاوَ اَیُّمَا مُسْلِمٍ سَقَا مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَاءٍ سَقَاہُ اللہ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ. جس نے کسی پیاسے کو پانی پلایا قیامت کے دن اللہ اس کو جنت کی خالص شراب کا پانی پلائیں گے۔حقیقت میں حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔تو آپ کی سخاوت کا عکس حضرت عثمانؓ پر تھا۔

حضرت عثمانؓ کے عظیم کارنامے

ا۔آپ نے تمام مصاحف کو ختم کیا اور قراۃ قریش پر ایک مصحف لکھوایا اور تمام

مسلمانوں کو ایک قرات پر مجتمع کیا تاکہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو اس لئے آپ کو جامع قرآن کہا جاتا ہے۔

۲۔آپ نے جمعہ کے دن کی پہلی آذان کا حکم فرمایا۔

۳۔آپ نے موذنوں کی تنخواہیں مقرر فرمائی۔

۴۔آپ نے مختلف زمینیں خرید کر مسجد حرام میں شامل کر کے مسجد حرام کی توسیع کرائی۔

۵ آپ نے مسجد نبوی کی توسیع کرائی۔ستون پتھر کے اور چھت ساگوان کی لکڑی کی بنوائی اور بھی بہت کارنامے ہیں۔

روایت حدیث کا ذوق

روایت حدیث کا ذوق یہ تھا۔کہ حضرت عثمانؓ سے ایک سو چھیالیس احادیث مروی ہیں۔آپ کی انگوٹھی پر آمَنتُ بِالَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی کندہ تھا تاکہ ایمان تازہ ہوتا رہے اور اللہ کی خالقیت کا تصور سامنے رہے اور خالق کی یاد سے غفلت نہ ہو۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت

ساڑھے سات سو بلوائی بغاوت کا پروگرام بنا کر مدینہ منورہ پہنچے اور وقت وہ طے کیا کہ جب لوگ حج کے لئے چلے جائیں۔بلوائیوں کا مقصد یہ تھا۔کہ حضرت عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور ہم من مانی کریں۔اسلام کی مرکزیت کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔باغیوں نے چالیس دن تک حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا نہ کھانا پہنچانے دیتے نہ پانی پہنچنے دیتے۔کھانا بند پانی بند غلہ بند۔باغیوں کو سمجھایا گیا مگر وہ اپنی ہٹ

دھرمی سے باز نہ آئے۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں آئے کہ آپ امیر المؤمنین ہیں اور اس وقت یہ مصائب آپ کے سامنے ہیں۔
اس لئے میرے تین مشورے ہیں۔

پہلا مشورہ:۔ کہ آپ کے ساتھ عوام ہیں آپ ان باغیوں کے مقابلہ میں نکلیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ فتح ہماری ہوگی۔ ہم حق پر ہیں۔ ہمارے دشمن باطل پر ہیں

دوسرا مشورہ:۔ کہ ایک دروازہ پر دشمن اکٹھے اور مسلح کھڑے ہیں ہم دوسری طرف سے دروازہ بنا دیتے ہیں آپ اس سے نکل کر مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں حرم کی وجہ سے وہاں یہ خون ریزی نہ کرسکیں گے۔

تیسرا مشورہ:۔ آپ شام کو چلے جائیں۔ وہاں حضرت معاویہؓ موجود ہیں ادھر حضرت معاویہؓ نے کہلا بھیجا کہ آپ حکم دیں تو میں شام سے فوج لیکر آجاؤں۔ حضرت زیدؓ بن ثابت نے پیغام بھیجا کہ اجازت ہو تو انصار کی فوج لے کر حاضر ہو جاؤں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے پیغام بھیجا کہ ہماری فوج کی تعداد بہت ہے۔ آپ اجازت دیں تاکہ باغیوں کا مقابلہ کیا جائے۔ ہم ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت عثمانؓ کا صبر و تحمل

حضرت عثمان نے سب کو جواب میں کہا کہ میں رسول اللہ کے شہر مدینہ کی عظمت کے پیش نظر حرم نبوی میں خون ریزی برداشت نہیں کرسکتا میں نہیں چاہتا کہ حضور ﷺ کے شہر میں خون کی ندیاں بہہ جائیں۔ مجھے اس سے مدینہ کی عظمت مانع ہے۔ اور میں مکہ بھی نہیں جاتا

اگر مکہ قتال گاہ بن گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس نے حرم مکہ میں خون ریزی کی اس پر سخت عذاب ہوگا اس لئے میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے حرم مکہ میں خون ریزی ہو اور میں شام کو بھی نہیں جاتا کیونکہ مدینہ دارالہجرت ہے۔ شام تو دارالہجرت نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کے محبوب شہر کو اور رسول اللہ کی ہمسائیگی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اور میں محبوب شہر کو نہیں چھوڑ سکتا میں چاہتا ہوں جو شہر میرا دارالہجرت ہے۔ وہی میرا مدفن ہو کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا جس کی موت مدینہ میں آئی۔ کَانَ فِیْ جِوَارِیْ وہ میرا ہمسایہ ہوگا۔ کُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا وَّشَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرونگا۔ اور اس کے ایمان کی گواہی دونگا۔ اس لئے میں مدینہ سے باہر نہ جاؤنگا۔ اور صبر کرونگا۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ صَبَرَ عَلٰى لَاْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ . جو مدینہ کی تکالیف پر صبر کریگا اس کے لئے جنت ہے۔

حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ سے محبت

جب حضرت علیؓ کو یہ علم ہوا کہ بلوائی حضرت عثمانؓ کے قتل کے درپے ہو چکے ہیں تو حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادگان حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کو بلایا فرمایا تلواریں لیکر حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر پہرہ دو تا کہ کوئی باغی گھر کے اندر نہ داخل ہو سکے

حضرت عثمانؓ کی عظمت

جب حضرت عثمانؓ قید تھے۔ تو حضور ﷺ نے چودہ سو صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا حضرت عثمانؓ کی جان قیمتی ہے اس لئے ان کے خون کے بدلہ لینے کے لئے تم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرو۔ ادھر جب حضرت عثمان محاصرہ میں تھے۔ تو حضرت علیؓ نے حسنؓ وحسینؓ سے کہا کہ عثمانؓ کی جان قیمتی ہے ان کے تحفظ کے لئے تم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرو سب کہد و سبحان اللہ

... حضرت عثمانؓ کے لئے اصحابِ رسول اور نواسۂ رسول نے بھی قربانی دی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا میں خلافت سے دستبردار نہ ہونگا کیونکہ ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یَا عُثْمَانُ اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہَ یُقَمِّصُکَ قَمِیْصًا فَاِنْ اَرَادُوْکَ عَلٰی خَلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ لَہُمْ۔ اے عثمان اللہ تجھ کو خلافت کی قمیص پہنائیگا۔ بلوائی، منافقین اگر اس کے اتارنے کی کوشش کریں تو اس کو نہ اتارنا۔ اس لئے حضرت ابی سھلہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے محاصرہ کے دن فرمایا۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ عَہِدَ اِلَیَّ عَہْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَیْہِ۔ حضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی اور مجھ سے عہد لیا تھا۔ اس لئے میں اس پر قائم رہونگا۔

حضرت عثمانؓ کا خطبہ اور اپنے پندرہ فضائل کا تذکرہ

جب باغیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا۔ تو حضرت عثمانؓ مکان کی چھت پر چڑھ آئے اور باغیوں کو خطاب کیا اور سمجھایا جس میں پندرہ چیزیں ذکر کیں فرمایا اے باغیو! میری پندرہ خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کے پاس محفوظ ہیں مگر تم کو ان کا لحاظ نہیں ہے

پہلی فضیلت۔ کہ میں چوتھے نمبر پر اسلام لایا ہوں۔

دوسری فضیلت۔ حضور ﷺ نے میرے نکاح میں اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ دی۔

تیسری فضیلت۔ جب وہ فوت ہوگئی تو آپ نے دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ میرے نکاح میں دی۔

چوتھی فضیلت۔ میں نے پوری زندگی میں کبھی گانا بجانا نہ سنا نہ اسکی مجلس میں شریک ہوا

پانچویں فضیلت۔ میں نے کبھی برائی کی تمنا وخواہش نہیں کی۔

چھٹی فضیلت۔ میں نے کبھی چوری نہیں کی۔

ساتویں فضیلت۔ میں نے کبھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔

آٹھویں فضیلت۔ اسلام لانے کے بعد ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرتا تھا۔

اگر کسی جمعہ نہ ہوتا تو بعد میں غلام کو آزاد کرتا۔

نویں فضیلت۔ میں نے حضور ﷺ کے عہد کے موافق پورا قرآن کریم جمع کرایا۔

دسویں فضیلت۔ جس ہاتھ سے میں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی آج تک اس ہاتھ کو نجاست کی جگہ سے دور رکھا۔

گیارہویں فضیلت۔ میں نے کبھی غسل خانہ میں ننگے ہو کر غسل نہیں کیا۔

بارھویں فضیلت۔ فرمایا اے باغیو کیا تم جانتے ہو کہ جب حضور ﷺ مدینہ میں آئے اور پینے کے لئے میٹھا پانی نہ تھا۔ صرف بیر رومہ کا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ يَشْتَرِىْ بِيْرِ رُوْمَةَ وَيَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. جو بیر رومہ کو خریدیگا اور مسلمانوں پر وقف کریگا۔ اس کے لئے جنت ہے تو میں نے بیر رومہ خریدا اور وقف کیا آج تم عثمانؓ کو اس سے پانی بھی نہیں پینے دیتے۔ بلکہ محاصرہ کے دوران حضرت عثمانؓ نے بالا خانہ کے اوپر کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت علیؓ سے جا کر کہہ دو کہ پانی بھیجیں تو حضرت علیؓ نے تین مشکیزے آپ کے گھر بھیجے مگر باغیوں نے مزاحمت کی۔ بنو امیہ، بنو ہاشم کے کئی غلام بھی زخمی ہوئے۔ پانی اندر گھر میں پہنچ گیا

جب حضرت حسینؓ نے پانی مانگا تو پلانے والے عباسؓ تھے جب حضرت عثمانؓ نے مانگا تو پلانے والے حضرت علیؓ تھے وہاں بھی مزاحمت ہوئی یہاں بھی مزاحمت ہوئی یہ صحابہؓ واہل بیت کا پیار ومحبت تھا۔

تیرھویں فضیلت۔فرمایا اے باغیو کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی تنگ تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ يَّشْتَرِىْ بُقْعَةَ الِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِى الْمَسْجِدِ فَلَهُ الْجَنَّةُ. جو زمین خرید کر کے مسجد نبوی میں توسیع کریگا اس کے لئے جنت ہے۔تو میں نے اپنی گرہ سے اپنے مال سے زمین خریدی۔مسجد نبوی کو وسیع کیا۔آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔

چودھویں فضیلت۔فرمایا اے باغیو! کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ يُّجَهِّزُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ جس نے غزوہ تبوک کے لئے سامان فراہم کیا اس کے لئے جنت ہے تو میں نے سامان فراہم کیا۔آج تم غلہ کا ایک دانہ بھی مجھ تک نہیں پہنچنے دیتے۔

پندرھویں فضیلت۔کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ مکہ کے پہاڑ پر تھے۔حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے تو وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔یہاں تک کہ ایک پتھر بھی گر گیا۔تو حضور ﷺ نے فرمایا اُسْكُنْ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِىٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ اے پہاڑ حرکت کرنے سے رک جا کیونکہ آج تیرے اوپر نبیؐ ہے اور صدیقؓ ہے اور دو شہید ہیں۔ایک حضرت عمرؓ دوسرے حضرت عثمان حضور ﷺ نے مجھے

جنت کی کئی مرتبہ بشارت دی ان خصائل و بشارات کو جانتے بھی ہو پھر بھی باز نہیں آتے

حضرت عثمانؓ کی شہادت

باغیوں کے دل سیاہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ کی عظمت کو نہ پہچانا بالآخر انہوں نے آپ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کی تدبیر سوچی چونکہ دروازہ پر حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عبداللہؓ بن زبیر، حضرت عبداللہؓ بن مسلمہ پہرہ دے رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے دوسری طرف سے دیوار پھاند کر حملہ کیا۔ یہ تین آدمی تھے جو اندر گئے ایک محمد بن ابی بکر دوسرا کنانہ بن بشر تیسرا حمار نامی شخص تھا یا عمرو بن احمق تھا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ پہلے محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑا۔ حضرت عثمان نے کہا بھتیجا اگر تیرا باپ ابوبکرؓ زندہ ہوتا تو تجھ کو یہ جرات نہ ہوتی تو اس پر اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور اس نے ہاتھ ہٹا لیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اتنے میں دوسرا شخص کنانہ بڑھا اور اس نے لوہے کی سلاخ آپ کی پیشانی پر ماری جس سے آپ کا خون بہنے لگا۔ اور قرآن کی آیت **فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** . پر خون کا پہلا قطرہ گرا کیونکہ اس دن حضرت عثمانؓ نے خواب میں دیکھا حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ بھی ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عثمان تجھ پر امتحان آنے والا ہے۔ صبر کرنا روزہ کی نیت کی ہے تو افطار ہمارے پاس آ کر کرنا۔ اس لئے حضرت عثمانؓ نے بیوی سے کہہ دیا کہ مجھے پاجامہ

دے دو کہیں ننگا نہ ہو جاؤں۔ اور آج میں خوش ہوں کہ اپنے محبوب سے جا کر ملوں گا اس دن بیس غلام آزاد کئے۔ اور پھر قرآن کھول کر پڑھنے لگ گئے۔ حضرت عثمانؓ بھی قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت حسینؓ بھی قرآن پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے بھی صبر کیا۔ حضرت حسینؓ نے بھی صبر کیا۔ اسلام میں صبر کا حکم ہے۔ ماتم ونوحہ کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے جب لوہے کی سلاخ لگی تو حضرت عثمانؓ نے بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ پڑھا اللہ تو ہی مددگار ہے۔ تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ سے کسی نے کہا کہ اتنے دن پانی کھانا بند رہا تو کیا آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی تھی تو فرمایا جب بھوک پیاس کا غلبہ ہوتا تو قرآن کو دیکھتا، تلاوت کرتا تو میری بھوک پیاس ختم ہو جاتی۔

اب تیسرا شخص بڑھا اور اس نے خنجر سے تقریباً سترہ زخم کئے۔ حضرت عثمانؓ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے رہے اور اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ کہتے رہے۔ حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت نائلہ حائل ہونے لگی تو ظالم نے ان پر بھی وار کر دیا۔ جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ حضرت عثمانؓ کی بیوی مکان کی چھت پر چڑھ گئی اور کہا مدینہ والو حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے ہیں۔ جب یہ اطلاع دروازہ کے پہرہ داروں کو ملی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ ادھر حضرت علیؓ تشریف لائے تو حسنؓ وحسینؓ وغیرہ سے کہا کہ تمہارے ہوتے ہوئے یہ کیا ہوا انہوں نے کہا کہ ہم دروازہ کی جانب تھے بلوائی دوسری طرف سے دیوار پھاند کر گئے ہیں۔ ہمیں علم نہیں ہو سکا اب کیا تھا مدینہ

میں کہرام تھا۔ کہ نبی کے خلیفہ سوم اور دوہرے داماد کے ساتھ باغیوں نے ظلم کیا مسجد نبوی میں خطبہ نہ دینے دیا۔ بلکہ عصاء کے سہارے خطبہ دے رہے تھے اس کو مسجد نبوی میں توڑ دیا۔ پھر مسجد نبوی میں نماز کے لئے نہ آنے دیا۔ پھر چالیس دن گھر میں بند کر دیا۔ اور کھانا پینا بند کر دیا پھر الںاک، دردناک شہادت ہوئی پھر تین دن تک جنازہ نہ پڑھنے دیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی حرم حضرت سلمہؓ نے باغیوں کو پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بیٹے عثمانؓ کا جنازہ نہیں پڑھنے دیتے تو پھر میں پردہ سے باہر آؤنگی اور خود آ کر کفن دوں گی۔ پھر تم پر خدا کا عذاب اترے گا جس کو کوئی بھی نہ ہٹا سکے گا۔ تب جا کر باغیوں نے اجازت دی چونکہ حضرت عثمانؓ کی وصیت تھی اس لئے آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیرؓ نے پڑھائی اور دفن بھی کیا اور صرف سترہ آدمیوں نے جنازہ پڑھا۔ ۱۸ ذوالحج بروز جمعہ ۳۵ھ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت اور صحابہؓ کا غم

جنھوں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ ظلم کیا اللہ نے ان سے خود بدلہ لیا جس نے آپ کے عصا کو توڑا۔ اللہ نے اس کے گھٹنے میں پھوڑا کر دیا جس سے اس کے پاؤں میں بیماری پیدا ہوگئی۔ اور وہ ذلیل ہوا اور جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک ہوئے وہ دیوانے ہو گئے ان کو ذلت کی موت آئی۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو حضرت علیؓ نے کہا یا اللہ میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل سے

بیزار ہوں نہ میں ان کے قتل پہ راضی تھا اور نہ میں نے قاتلین کی کوئی مدد کی ہے۔ بلکہ میں نے تو ان کو قتل سے روکا تھا اور حسنؓ اور حسینؓ کو ان کی حفاظت کے لئے پہرہ پر مقرر کیا تھا۔ اور جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا انہوں نے اسلام کے مضبوط قلعہ کو نقصان پہنچایا اور باغیو اب تم پر ہمیشہ تباہی ہوگی۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا مدینہ والو! آج کے بعد تمہارا آپس کا اتفاق ختم ہوگیا ہے

حضرت عبداللہؓ بن سلام نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ آج قوم لوط کی طرح آسمان سے پتھروں کا عذاب نہ آئے۔

حضرت عائشہؓ اپنی جگہ غمزدہ ہیں اور کہا باغیو تم نے اس عثمانؓ کو قتل کیا جو سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے اور اللہ کا خوف رکھنے والے تھے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عثمانؓ جب قبر پر جاتے اتنا روتے کہ حَتّٰی تَبُلَّ لِحْیَتَہٗ۔ آپ کی داڑھی مبارک آنسو سے تر ہو جاتی۔ کسی نے کہا اے عثمان آپ کے سامنے جنت وجہنم کا ذکر ہوتا ہے۔ آپ اتنا نہیں روتے اور قبر کے منظر کو دیکھ کر اتنا روتے ہیں تو فرمایا اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْاٰخِرَۃِ۔ قبر آخرت کی منزلوں سے پہلی منزل ہے جو اس جگہ بچ گیا تو وہ بچ گیا۔ اور جو اس جگہ پکڑا گیا وہ ہلاک ہوگیا۔

حضرت حسنؓ نے خواب دیکھا کہ ایک شاندار تخت ہے حضور ﷺ اس کے پائے پکڑ کر کھڑے ہیں اور بڑے پریشان ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ ہیں۔ ادھر حضرت عثمانؓ آگئے اور کہنے لگے اے محبوب کملی والے تیرے

بعد تیری امت نے میرے ساتھ یہ دردناک معاملہ کیا اور آپ کی داڑھی سے خون بہہ رہا ہے تو حضور ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا وہاں سے خون کا فوارہ بہہ پڑا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمانؓ تیرے خون کا بدلہ اللہ ہی لے گا۔ حضرت حسنؓ نے یہ خواب حضرت علیؓ سے بیان کیا تو حضرت علیؓ نے کہا واقعی اس کا بدلہ اللہ لے گا۔ پھر آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ ہم حضرت حسینؓ کو بھی مانتے ہیں ان کو بھی اللہ نے عظمت دی ہے۔ وہ بھی شہید مگر فرق ضرور ہے حسینؓ ایسا شہید ہے کہ اس کی شہادت پر کربلا کا میدان گواہی دے گا اور حضرت عثمانؓ وہ شہید ہے کہ جس کی شہادت پر خود خدا کا قرآن گواہی دے گا۔ حضرت حسینؓ پر تین دن پانی بند رہا اور حضرت عثمانؓ پر چالیس دن کھانا پانی بند رہا۔

حضرت عثمانؓ سخاوت میں، صبر میں، استقلال میں، علم میں، حلم میں، عمل میں رسول اللہ کے اقوال وافعال کے اتباع کا جذبہ رکھنے والے تھے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہؓ کرام کا سچا غلام بنائے۔ حضور ﷺ کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے ساری زندگی صحابہؓ کے مشن پر چلائے۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ المرتضیٰ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن** صاحب **درخواستی** نور اللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خان پور

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی رحمہ اللہ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

Web. www.shaikhdarkhwasti.org Mob. 0300 0939448

شانِ امیر المؤمنین خلیفہ چہارم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ، وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (پ ۱۱ ع ۱)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (رواہ البخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ (رواہ الترمذی)

عَنْ عَلِیٍّؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ حَسَنٍ وَحُسَیْنٍ

فَقَالَ مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِی فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (رواه الترمذی)

حُبُّ النَّبِیِّ رَسُوْلُ اللهِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِهٖ نُوْرٌ بِبُرْهَانٍ
فَمَنْ کَانَ یَعْلَمُ اَنَّ اللهَ خَالِقَهٗ
فَلَا یَرْمِیَنَّ اَبَابَکْرٍ بِبُهْتَانٍ
وَلَا اَبَا حَفْصَ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهٗ
وَلَا الْخَلِیْفَةَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانٍ
اَمَّا عَلِیٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهٗ
وَالْبَیْتُ لَا یَسْتَوِیْ اِلَّا بِاَرْکَانٍ
اَلصَّحَابَةُ کُلُّهُمْ عُدُوْلٌ
فَمُنْکِرُهُمْ زِنْدِیْقٌ جَهُوْلٌ

محمدؐ از تو میخواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیٰؐ را
محمدؐ را خدا داد لشکر
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے

ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں
تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰؐ میں بہار آئے

یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

تمہید

محترم بزرگو، عزیز نوجوانو، ذی قدر سامعین معززہ وموقرہ خواتین ودینی ماؤ بہنو، بیٹیو۔

آج کے خطبہ کا موضوع امیر المومنین خلیفہ چہارم داماد رسول زوج بتول حضرت علیؓ کے فضائل کا تذکرہ ہے۔ پہلے نمبر پر تلاوت کردہ آیت واحادیث کا مختصر مطلب سمجھ لیں۔

آیت کا مطلب

یہ آیت سورۃ توبہ کی ہے اس آیت میں صحابہ کرام کی فضیلت کا ذکر ہے۔ کہ مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اسلام قبول کرنے میں اور ہجرت کرنے میں اور نصرت و مدد کرنے میں سبقت کرنے والے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ ان سابقین اولین کی اتباع وپیروی کی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلے ہیں تو ان صحابہؓ وتابعینؒ کے لئے تین نتیجے ذکر کیے ہیں۔

اتباع صحابہؓ کے نتائج

پہلا نتیجہ

ان سے اللہ راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہوئے کیونکہ اللہ نے ان کی نیکی کو قبول کرلیا ہے یہ اللہ کی رضا ہے اور یہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر خوش ہیں تو یہ ان کی رضا ہے

دوسرا نتیجہ

اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کیے ہیں کہ جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

تیسرا نتیجہ

یہ انعامات چندروزہ نہ ہوں گے بلکہ ہمیشہ کے لئے ان باغات میں لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ پھر فرمایا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔ یہ بڑی کامیابی ہے کہ اللہ کی رضا بھی حاصل ہو جائے اور ہمیشہ کے لئے باغات کا داخلہ مل جائے۔ اب اس آیت میں سابقین اولین کا ذکر ہے۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ سابقین اولین وہ ہیں جو اسلام میں ہجرت میں نصرت میں سابق ہیں۔ اس میں جس طرح حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ داخل ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ بھی داخل ہیں۔ تو اس آیت سے حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ آپ سابقین اولین سے ہیں اور اللہ نے ان کے لئے اپنی رضاء اور مغفرت اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت علیؓ بچپن میں اسلام لائے۔ حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سوموار کے دن تاج نبوت پہنا اور اپنی نبوت کا اعلان کیا تو منگل کے دن میں اسلام لایا۔ اس وقت میری عمر دس سال کی تھی تو بچوں میں سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علیؓ تھے۔ اس لئے سابقین اولین میں سے ہوئے۔

پہلی حدیث

اب پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت سعدؓ کی ہے جس میں حضرت علیؓ کی فضیلت ہے جب حضور ﷺ غزوہ تبوک کے لئے جارہے تھے تو آپ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ تم مدینہ میں رہو، نگرانی کرو تو حضرت علی نے کہا حضرت مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جارہے ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تو مجھ سے ایسے ہے۔ جیسے حضرت ہارون، حضرت موسیٰ سے یعنی جس طرح حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے اور اپنی عدم موجودگی میں حضرت ہارون کو نائب مقرر کیا تو اسی طرح میں بھی اپنی عدم موجودگی میں تجھ کو اپنا نائب بنا کر جارہا ہوں۔ اس حدیث سے شیعہ کا استدلال حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر غلط ہے۔ کیونکہ یہ صرف غزوہ تبوک کی غیبوبت کے وقت کے لئے کہا نہ کہ مطلقاً کہا البتہ اس میں حضرت علیؓ کی فضیلت ضرور ہے لیکن منکرین ختم نبوت کہہ سکتے تھے کہ جیسے موسیٰ کے بعد ہارون نبی تھے تو اسی طرح حضرت علیؓ بھی ہوں تو حضور ﷺ نے ان کی تردید کردی فرمایا نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہے۔ میرے بعد نبی کوئی نہ ہوگا البتہ حضرت علیؓ کو امور کی نگرانی کے لئے چھوڑ کر جارہا ہوں۔

دوسری حدیث

ترمذی میں حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے علی تجھ سے محبت وہ رکھے گا جو مومن ہوگا اور تجھ سے بغض وہ رکھے گا جو منافق ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی محبت ایمان واخلاص کی دلیل ہے اور حضرت علیؓ سے بغض

نفاق کی علامت ہے مگر محبت میں بھی غلو نہ ہو چنانچہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کہ حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا تیری مثال حضرت عیسیٰؑ کی طرح ہے اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ۔ یہود نے ان سے دشمنی کی ان کی والدہ پر بہتان باندھا۔ نعوذ باللہ آپ کو ولد الزنا کہا اور نصاریٰ نے محبت میں غلو کیا اور آپ کو وہ مقام دیا جس پر وہ نہ تھے۔ کسی نے خدا کہا، کسی نے خدا کا بیٹا کہا تو دونوں ہلاک ہوئے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے بارے میں بھی اسی طرح دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ محبِّ مفرط۔ میری محبت میں غلو کرنے والا جو محبت میں حضرت علیؓ کو خدا کہے حاجات غائبہ میں مشکل کشا کہے اور دوسرا گروہ مبغض مفتر مجھ سے بغض رکھنے والا مجھ پر بہتان باندھنے والا رافضی آپ کی محبت میں غلو کرتا ہے۔ خارجی آپ سے بغض رکھتا ہے۔ بحمد اللہ اہلسنت والجماعت حضرت علیؓ سے سچی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں نہ خدا کی کرسی پر بٹھاتے ہیں نہ دشمنی کرتے ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی پیغمبر کا شان والا چوتھا خلیفہ مانتے ہیں۔

تیسری حدیث

ترمذی میں روایت ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جو مجھ سے اور حسنؓ وحسینؓ سے اور ان کے باپ علیؓ سے اور ان کی ماں فاطمہؓ سے محبت رکھے گا۔ وہ قیامت کے دن جنت میں

میرے ساتھ ہوگا۔ اس میں بھی حضرت علیؓ کی فضیلت ہے۔ کہ علیؓ کی محبت رسول اللہ کے ساتھ جنت کی ضمانت ہے۔

اب اجمالاً حضرت علیؓ کے احوال کا مطالعہ کریں جو حضرت علیؓ کے فضائل پر گواہ ہیں۔ حضرت علیؓ کی پیدائش حضور ﷺ کی ولادت کے تیس سال بعد شعب بنو ہاشم میں ہوئی۔ بعض نے کہا کہ آپ کی پیدائش کعبہ میں ہوئی۔ مولود کعبہ آپ کو کہا انہوں نے سمجھا کہ یہ حضرت علیؓ کی عظمت کی وجہ ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی عظمت کی وجہ نہیں ہے کیونکہ بعض نے کہا کہ حضرت خدیجہؓ کے بھانجے حکیم بن حزام کی ولادت بھی کعبہ میں ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی حدیث میں ولادت کعبہ کو عظمت کا سبب نہیں کہا گیا

تیسری بات یہ ہے کہ یہ روایات ضعیف ہیں۔

چوتھی بات کہ کعبہ عبادت خانہ تھا، کوئی مولود خانہ، ولادت خانہ تو نہ تھا

پانچویں بات اس وقت کعبہ میں بت تھے تو کیا علیؓ کی پیدائش بتوں میں ہوئی

چھٹی بات جہاں لوگ ہر وقت طواف کرتے ہیں تو کیا بی بی فاطمہ بنت اسد نے گھر کو چھوڑ کر یہاں آ کر جنم دیا اگر خود تم میں حیا نہیں تو بی بی کا حیا کیوں خراب کرتے ہو کہ بی بی کو ان لوگوں سے بھی شرم نہ آئی اور وہ اس جگہ بچہ جننے کے لئے آ گئی۔

ساتویں بات، حضور ﷺ کی ولادت کعبہ سے باہر ہے پھر کیا کہو گے کہ علیؓ کی شان نبی سے زیادہ ہے، بہر حال یہ ضعیف قول ہے۔

اور وفات ۴۰ھ ۲۱ رمضان کو ہوئی۔ کوفہ کے نزدیک مقام نجف میں دفن کیئے گیے

حضرت علیؓ کے فضائل

پہلی فضیلت۔ خلافت کی فضیلت

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد دوسرے دن صحابہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کی

دوسری فضیلت۔ حکومت کی وسعت

حضرت علیؓ نے ساڑھے پانچ سال تک ۲۲ لاکھ مربع میل کے وسیع احاطہ پر اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرایا۔ آپ کے اس دور میں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لئے جنگ جمل اور جنگ صفین کے دردناک حالات واقعات بھی رونما ہوئے مگر آپ کی اسلامی حکومت خلفاء ثلاثہ کے طریق پر قائم رہی۔ حضرت علیؓ نے تو فوج کو رعایا کو عدل وانصاف ومساوات کی ہدایات دیں مگر بلوائیوں نے باغیوں نے، کوفیوں نے، مسلمانوں میں بھی اختلافات پیدا کیے اور نقصان پہنچایا۔ لیکن پھر بھی حضرت علیؓ کے دور میں خلافت مصطفیٰ کی عادلانہ روح باقی رہی۔ صحابہؓ کے مشاجرات اور جنگوں کے بارے میں انسان اپنی زبان نہ کھولے، لب کشائی نہ کرے، کسی کی تنقیص نہ کرے، نص صریح ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ اس لئے تاریخی حوالہ سے صحابہؓ کے متعلق کچھ نہ کہے ورنہ خطرہ ہے کہ ایمان کی دولت کو ضائع نہ کر بیٹھے۔ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر صحابہؓ کا بیعت کرنا اور حضرت علیؓ کا اتنے وسیع خطہ پر

اسلام کی اشاعت کرنا آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

تیسری فضیلت۔نسبی فضیلت

آپ کے والد ابوطالب اور حضور ﷺ کے والد عبداللہ دونوں حقیقی بھائی تھے تو حضرت علیؓ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہوئے۔آپ کا نسب یہ ہے علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔جب ان کی وفات ہوئی تو حضور ﷺ نے کفن کے لئے اپنی قمیص دی، جنازہ خود پڑھایا۔اس کے کفن دفن کا انتظام فرمایا اور دفن کے لئے خود قبر میں داخل ہوئے تاکہ میری برکت سے حضرت علیؓ کی والدہ کو تکلیف نہ ہو۔

یہ رب کی تقسیم ہے کہ بیٹا علی مسلمان ہے محمد ﷺ کا غلام ہے اور ماں بھی مسلمان ہوگئی۔مگر باپ ابوطالب مسلمان نہ ہوئے۔حضرت علیؓ نے اپنے اسلام لانے کے وقت ان کو بھی ترغیب دی مگر وہ اسلام نہ لا سکے۔

آپ کا نام والدہ نے اسد رکھا اور والد نے علی رکھا۔آپ کا لقب اسداللہ بھی ہے،حیدر بھی ہے،مرتضیٰ بھی ہے،آپ کی کنیت ابوتراب ہے۔ایک مرتبہ کسی وجہ سے خفا ہوکر گھر سے باہر چلے گئے اور مسجد نبوی میں جا کر سو گئے۔حضور ﷺ گھر تشریف لائے پوچھا اَیْنَ عَلِیٌّ حضرت علی کہاں ہیں تو حضرت فاطمہؓ نے کہا حضرت کچھ بات

ہوگئی جس طرح کبھی خاوند بیوی میں ہو جاتی ہے۔تو وہ باہر چلے گئے ہیں۔حضور ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ علی کو تلاش کرو۔کہاں ہیں ایک صحابی نے آپ کو اطلاع دی کہ حضرت علیؓ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔تو حضور ﷺ تشریف لے گئے۔حضرت علیؓ کی پیٹھ پر پہلو پر مٹی لگی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا قُمْ یَا اَبَاتُرَابِ ۔اٹھ اے مٹی کے باپ میں محمد تجھے جگانے منانے آیا ہوں۔تو پھر حضرت علی فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے جو مجھے ابا تراب کی کنیت دی ہے۔یہ دنیا و مافیہا سے مجھے بہتر لگتی ہے۔

چوتھی فضیلت۔تربیتی فضیلت

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد ابو طالب کثیر العیال تھے تو حضور ﷺ نے ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے مجھے اپنی کفالت میں لے لیا۔حضرت علی دو سال کے تھے حضور ﷺ کے گھر آئے اور جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۲۹ سال کی تھی تو اتنی مدت حضرت علیؓ کی تربیت رسول اللہ کے گھر میں ہوئی۔

عبادت کا طریقہ ریاضت کا سلیقہ،شجاعت کا ڈھنگ،سخاوت کا جذبہ جہاد کا شوق،نمازوں کا ذوق تمام عقائد و اعمال و اخلاق کی تربیت علیؓ کو حضور ﷺ سے بچپن میں ہوئی اور جوانی میں بھی ہوئی۔

پانچویں فضیلت۔ہجرت کی فضیلت

حضرت علیؓ کو ہجرت کی رات حضور ﷺ نے اپنے بستر پر سلایا تا کہ لوگوں کی امانتیں صبح کو ان کو واپس کر دیں۔یہ زندگی کا مشکل مرحلہ تھا کفار نے گھر کا محاصرہ کیا

ہوا تھا۔ نو سو ننگی تلواریں لے کر کافر باہر کھڑے تھے۔ ایسے وقت میں حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر آرام کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے جان کی قربانی دے دی مگر رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔ علیؓ نے کہا تلواروں کے سائے میں سوؤں گا کفار کا مقابلہ کروں گا مگر محبوب تیرا دامن نہ چھوڑوں گا۔

حضور ﷺ کو حضرت علیؓ پر اعتماد تھا۔ اس لئے ان کو اپنا بستر دیا اور لوگوں کی امانتیں سپرد کیں۔ اور پھر جب صبح ہوئی تو کفار نے حضرت علیؓ سے پوچھا اَیْنَ رَسُوْلُ اللہِ تو فرمایا لاَ عِلْمَ لِیْ. آپ نے کہا جان دے سکتا ہوں مگر محمد ﷺ کا راز نہیں بتلا سکتا جیسے حضرت علیؓ پر اعتماد تھا تو اسی طرح حضرت ابوبکرؓ پر بھی اعتماد تھا۔ اس لئے ان کو ایسے مشکل وقت میں ساتھ لے گئے۔

چھٹی فضیلت۔ مواخات کی فضیلت

جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ کے درمیان مواخاۃ قائم کی تا کہ مہاجرین و انصار میں ایک ربط و تعلق پیدا ہو جائے۔ یعنی بھائی بندی برادری قائم کی۔ یہ مواخاۃ کا عمل دو دو کے درمیان تھا یعنی ایک انصاری کو ایک مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ پھر وہ انصاری مہاجر کو لے جاتا کھلاتا پلاتا، رہائش کا انتظام کرتا۔ ترمذی میں روایت ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے صحابہؓ میں یہ مواخاۃ قائم کی تو حضرت علیؓ روتے ہوئے تشریف لائے فرمایا۔ یَا رَسُوْلَ اللہِ آخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِکَ وَلَمْ تُوَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ۔ آپ نے صحابہ میں بھائی

بندی کردی لیکن میرے لئے تو کسی کو بھائی مقرر نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا
اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اے علیؓ پریشان کیوں ہوتا ہے تو میرا دنیا میں بھی
بھائی ہے اور آخرت میں بھی بھائی ہے۔ اس میں بھی حضرت علیؓ کی فضیلت واضح ہوتی
ہے کہ حضور ﷺ کو علی سے کس قدر محبت تھی۔

ساتویں فضیلت۔ شرف دامادی والی فضیلت

حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ بڑی پیاری تھیں۔ جس کی آمد پر حضور ﷺ کھڑے
ہوجاتے۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے جس کو آپ نے سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فرمایا جس
کے متعلق فرمایا۔ مَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ آذَانِیْ۔ جس کے متعلق فرمایا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ
کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے۔ فرمایا فاطمہ میرے وجود کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو
تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ ایسی لاڈلی چہیتی بیٹی کا نکاح مہینہ رجب ۲ھ میں
حضرت علیؓ سے کردیا اور یہ نکاح اللہ کے حکم سے ہوا کیونکہ ابوسعیدؓ خدری کی روایت
ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مَا تَزَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ نِسَآئِیْ وَلَا زَوَّجْتُ شَيْئًا مِنْ
بَنَاتِیْ اِلَّا بِوَحْیٍ۔ کہ میں نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ کسی اپنی بیٹی کا نکاح
کیا ہے۔ مگر اللہ کے حکم سے جبرئیل رب کا حکم لایا ہے کہ اس سے تم نکاح کرواور اپنی
اس لڑکی کا اس سے نکاج کردو تب میں نے تعمیل کی ہے تو حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہؓ
سے نکاح اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔

صحابہؓ واہلبیتؓ کا آپس میں پیار ومحبت

اس نکاح کا مشورہ حضرت ابوبکرؓ نے دیا کہ حضور ﷺ کے پاس رشتہ ہے اور تم آپ کے چچا زاد بھائی ہو آپ سے رشتہ کی بات کرلو۔ اب آپ بتلائیں رشتہ کا مشورہ اس طرح دشمن دے سکتا ہے۔ معلوم ہوا حضرت ابوبکرؓ وحضرت علیؓ میں محبت و پیار تھا تکرار نہ تھا۔ پھر نکاح کے لئے حق مہر چار سو مثقال تھی۔ حضرت علیؓ نے حق مہر کے لئے پہلے اونٹ بیچنے کا ارادہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہیں جہاد کے لئے سواری کے لئے چارہ اٹھانے کے لئے، کام آئے گا۔ اس کو نہ فروخت کرو تو پھر حضرت علیؓ نے زرہ کو اٹھایا کہ اس کو بیچ کر حق مہر بناؤں گا۔ راستہ میں حضرت عثمانؓ مل گئے فرمایا کدھر جارہے ہو کہنے لگے حضور ﷺ کے ہاں رشتہ ہو رہا ہے۔ زرہ بیچ کر حق مہر کا انتظام کروں گا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کتنی قیمت ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا چار سو مثقال تو حضرت عثمانؓ گھر گئے وہ رقم لائے۔ زرہ خریدی پھر وہ زرہ بھی واپس کردی۔ فرمایا علیؓ نکاح تم کرو حق مہر کی رقم میں ادا کرتا ہوں تو جو حق مہر کی رقم دیتا ہے کیا وہ دشمن ہوتا ہے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ میں بھی محبت تھی۔

پھر جب جہیز لینے کا وقت آیا تو اس سامان کی قیمت حضرت ابوبکرؓ نے دی تو کیا جہیز دشمن لے کر دیتے ہیں یا دوست۔ معلوم ہوا ابوبکرؓ و علیؓ میں دوستی تھی۔

پھر جب نکاح ہونے لگا تو ایجاب وقبول کے گواہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ تھے اس پر اہلسنت وشیعہ دونوں کی کتابیں گواہ ہیں۔ اب بتلاؤ جو گواہوں پر جرح کرتا ہے وہ

اہلبیت کی تقریب نکاح پر اعتراض کرتا ہے۔ گواہ دوست ہوتے ہیں دشمن نہیں ہوتے۔

پھر جب حضرت فاطمہؓ کو سرمہ خوشبو عطر مہندی لگانے کا وقت آیا تو یہ خدمت حضرت ابوبکرؓ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے کی تو کیا شادی کی تیاری دشمن گھرانہ کراتا ہے یا دوست گھرانہ۔

پھر ولیمہ کا وقت آیا تو ولیمہ کا سامان لانے والے حضرت ابوبکرؓ تھے۔

پھر رہائش کے لئے مکان کی ضرورت ہوئی تو مکان دینے والے حارثہؓ بن نعمان تھے جس کو حضور ﷺ نے قبول فرما کر دعا بھی دی کہ بارک اللہ فیک

پھر جب رخصتی کا وقت آیا تو مکان کی صفائی کا انتظام اور رخصتی کی تیاری میں حضرت عائشہؓ و حضرت ام سلمہؓ نے معاونت کی۔ خدا اس رافضی کو ہدایت دے جو صحابہؓ و اہلبیتؓ میں دشمنی کا اظہار کرتا ہے اور اہلسنت سے خواہ مخواہ تکرار کرتا ہے۔

واقعات بتلاتے ہیں کہ صحابہؓ و اہلبیت میں محبت تھی۔

آٹھویں فضیلت۔ شجاعت والی فضیلت

بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت سہلؓ بن سعد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا: لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ کہ صبح میں ایسے شخص کو یہ جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ خیبر کو فتح کرائیں گے۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔ یعنی وہ اللہ و

رسول کا محب بھی ہوگا اور اللہ ورسول کا محبوب بھی ہوگا تو ساری رات صحابہؓ میں تذکرہ ہوتا رہا اور ہر شخص تمنا بھی رکھتا تھا کہ یہ فضیلت اس کو مل جائے مگر صبح کو حضور ﷺ نے فرمایا اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ۔حضرت علیؓ کہاں ہیں صحابہؓ نے کہا اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔وہ بیمار ہیں آپ نے کہا کسی کو بھیجوان کو بلاؤ تو حضرت علیؓ آ گئے۔تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا ہے کہا عَیْنِیْ رَمَدٌ ۔حضرت میری آنکھوں میں درد اور تکلیف ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا قریب ہو جاؤ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ عَیْنَیْہِ وَدَعَا لَہٗ فَبَرأَ ۔حضور ﷺ نے اپنی لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر لگائی تو شفا ہوگئی تکلیف ختم ہوگئی۔فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ ۔حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا دے دیا۔خیبر کے دس قلعے تھے آخری قلعہ قموص تھا جس کے لئے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کا انتخاب کیا

اب ذرا اپنے عقائد کی اصلاح کریں مشکل کشا صرف اللہ ہے، نہ پیغمبر ہے، نہ فرشتہ ہے، نہ صحابی ہے، نہ ولی ہے، نہ علی ہے، دیکھئے حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں تیری تکلیف کو ختم کر دیتا ہوں بلکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَیْنَیْ عَلِیٍّ کہا کہ یا اللہ علی کی آنکھوں کو شفا عطا فرما۔شفاء کی دعا مانگنے والا محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کے لئے دعا مانگی وہ علی مرتضیٰ ہے۔جس سے مانگا وہ خود اللہ ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی لعاب کی اتنی برکت تھی کہ اس کے بعد میری بینائی میں اتنی تیزی اور برکت ہوگئی کہ مجھے تین سو میل سے شام کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں

پھر حضور ﷺ نے جھنڈا دیا اور تلوار دی اور میرے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی اس دعا کے بعد مجھے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد دو تین نظر آتے تھے۔ سینہ میں شجاعت و بہادری کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی خیبر کے میدان میں ایک شخص مرحب نامی حضرت علی کے مقابلہ میں آیا۔ بڑا جنگجو طاقتور مانا ہوا پہلوان تھا حضرت علیؓ نے اس کو کشتی میں پچھاڑ دیا جب مرحب نیچے گر گیا ۔تو کہنے لگا۔

یہ شکست فاش مجھ کو پہلی بار ہے
معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی حیدر کرار ہے

مرحب نے دوبارہ حضرت علیؓ کو فخر کرتے ہوئے مقابلہ کیلئے للکارا اور کہنے لگا

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبٌ
شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ

خیبر کا میدان اور اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔
ہتھیار سے مسلح بہادر اور تجربہ کار ہوں۔تو حضرت علیؓ نے جواب دیا۔

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَهْ
لَيْثُ غَابَاتٍ كَرِيْهُ الْمَنْظَرَهْ

کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے یعنی شیر ہوں۔جس طرح جنگل کے شیر میں ہیبت ہوتی ہے بس اب حضرت علی نے تلوار کا وار کیا اور اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیے۔حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا اس لئے آپ کا لقب فاتح خیبر ہوا۔

مگر فتح دینے والا مشکل کشا اللہ ہے۔ حضرت علیؓ مشکل کشا نہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ يَفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ ۔ کہ فتح اللہ دے گا ظاہراً ہاتھ اور تلوار حضرت علیؓ کی ہوگی۔ رافضی عقل سے کورا تھا تو اس نے علی کو مشکل کشا کہہ دیا۔ کہ فتح علی نے دی ہے مگر اہلسنت عقل سلیم رکھتے ہیں۔ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ مشکل کشا ہے اللہ نے فتح دی ہے۔ حضورؐ کی لعاب میں برکت تھی شفاء اللہ نے دی اسی طرح حضرت علیؓ کے ہاتھ میں برکت تھی فتح اللہ نے دی نبی کا معجزہ برحق ولی کی کرامت برحق مگر معجزہ ہو یا کرامت ہو۔ ہاتھ نبی کا علی کا ولی کا ہوگا۔ اختیار وتصرف وقدرت و طاقت اللہ کی ہوگی۔ حضرت علیؓ کی شجاعت برحق ہے۔ آپ نے غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے جس کو دشمن بھی تسلیم کرتا ہے۔

نویں فضیلت۔ حضور ﷺ کو غسل دینے کی فضیلت

حضرت علیؓ کو حضور ﷺ کے غسل دینے کی فضیلت بھی حاصل ہوئی۔ حضرت عامرؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو حضرت علیؓ اور حضرت فضل ابن عباسؓ اور حضرت اسامہؓ بن زید نے غسل دیا۔ حضرت علیؓ جب غسل دے رہے تھے تو فرما رہے تھے بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ طِبْتَ مَيِّتًا وَحَيًّا ۔ اے محبوب میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ تیری موت بھی پاک ہے اور تیری زندگی بھی پاک ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے۔ کہ پیغمبر کے جسم کو غسل دیا۔

دسویں فضیلت۔شہادت والی فضیلت

حضرت علیؓ کو شہادت والی فضیلت بھی حاصل ہوئی۔خوارج میں سے تین خارجیوں نے مکہ میں یہ معاہدہ کرلیا کہ تین عظیم اسلامی شخصیات کو شہید کرنا ہے عبدالرحمٰن بن ملجم کے ذمہ حضرت علیؓ کو شہید کرنا تھا اور برک بن عبداللہ تمیمی کے ذمہ حضرت معاویہؓ کو شہید کرنا تھا، اور عمرو بن ابی بکر تمیمی کے ذمہ حضرت عمروؓ ابن العاص کو شہید کرنا تھا۔یہ خوارج کی سازش تھی چنانچہ آپ ۱۷ رمضان کو فجر کی نماز کے لئے جارہے تھے کہ راستہ میں ابن ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا جس سے آپ شہید ہوگئے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ خارجیوں کے قبیلہ میں ایک عورت قسطام بنت شجنہ تھی جس کے حسن و جمال پر ابن ملجم فریفتہ ہوگیا تو اس عورت نے ابن ملجم سے کہا کہ میری ایک شرط اگر پوری کردو تو تیری میرے ساتھ شادی ہوسکتی ہے۔وہ شرط یہ ہے تین ہزار درہم اور حضرت علیؓ کا قتل یہ عورت کے عشق کا فتنہ تھا۔جس وجہ سے ابن ملجم حضرت علیؓ کے قتل پر تیار ہوگیا۔بدکار عورت انسان کو فتنہ میں ڈال دیتی ہے۔یہ جمعہ کا دن تھا فجر کی نماز کا وقت تھا۔حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ نماز کی طرف جانے سے پہلے سحری کے وقت۔حضرت علیؓ نے فرمایا اے بیٹا رات کو نیند آ گئی تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔تو میں نے کہا اے محبوب آپ کی امت نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے۔جس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے دعا کرو۔کہ اللہ تم کو ان سے

چھٹکارا دے۔ چنانچہ میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے ان لوگوں سے نکال کر اچھے لوگوں میں شامل کردے۔ تو اتنے میں ابن نباح مؤذن نے اذان دی اور کہا نماز نماز اتنے میں آپ اٹھے میں نے آپ کو سہارا دیا اور آپ نے لوگوں کو اٹھانے کے لئے کہا الصّلوٰۃ الصّلوٰۃ نماز نماز جیسا کہ آپ کا معمول تھا تو ابن ملجم نے تلوار کے وار سے آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت علیؓ کا ذوق ملاحظہ کریں کہ آخر میں نماز کی فکر ہے مسجد کی طرف رخ ہے جو حضرت علیؓ کا محب ہوگا وہ مساجد سے تعلق رکھے گا۔ نماز کا شوق رکھے گا تلواروں کے سائے میں بھی نماز پڑھے گا۔

نہ مسجد میں نہ مندر میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

جب حضرت علیؓ کو تلوار لگی تو فوراً کہا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں جو میرا مقصود تھا وہ شہادت مجھ کو مل گئی۔ آپ کو گھر لایا گیا آپ نے قاتل یعنی ابن ملجم کو بلوایا اور کہا میرے تجھ پر احسانات ہیں۔ پھر تو نے ایسا کیوں کیا کہنے لگا میں نے چالیس دنوں سے تلوار کو تیز کیا اور خدا سے دعا کی کہ اس سے اپنی بدترین مخلوق قتل کرائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں وہ بدترین مخلوق تو ہوگا جس کو اس تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ مگر حضرت علیؓ کا حلم وحوصلہ دیکھیں فرمایا میں اپنا معاملہ اللہ کے حوالہ کرتا ہوں میں اللہ کی عدالت میں اس سے جواب طلب کروں گا اس وقت یہ قیدی ہے اس کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔ اچھا کھانا، نرم بچھونا دو اگر میں

زندہ رہا تو خون کا میں مالک ہوں، قصاص لوں گا یا معاف کردوں گا اور اگر مرگیا تو اس کو میرے پیچھے روانہ کردینا۔ اللہ کے ہاں اس سے جواب طلب کروں گا حضرت علیؓ کے قاتلو، خارجیو، باغیو، جب حضرت علیؓ نے اللہ کی دربار میں مقدمہ دائر کیا تو یقیناً تم کو سزا ملے گی۔ کیونکہ تم نے حضرت علیؓ کو قتل کر کے اسلام کو اسلامی قانون کو علم کو عمل کو صداقت کو عدالت کو نقصان پہنچایا ہے۔ پھر فرمایا خیال کرنا اگر تم قصاص لو تو میرے بعد خون ریزی نہ کرنا صرف میرے قاتل کو قتل کرنا۔ پھر آپ نے اپنے بیٹوں حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محمد بن حنفیہؓ کو وصیت کی کہ دنیا کے طالب نہ بننا۔ تقویٰ کو اختیار کرنا، یتیموں، بے کسوں سے تعاون کرنا، صلہ رحمی کرنا، پھر فرمایا نبیؐ کے صحابہ کا خیال رکھنا۔ کتاب اللہ پر عمل کرنا، تمہارا مرنا تمہارا جینا اسلام کے لئے ہو، پھر فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ بس یہ پڑھا اور آپ ۲۱ رمضان کو دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت علیؓ کا عمل دیکھو جو علیؓ سے محبت رکھتا ہے وہ صحابہؓ سے بھی محبت رکھتا ہوگا کیونکہ حضرت علیؓ نے آخری وصیت یہی فرمائی۔

حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا پیار

حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ سے محبت تھی۔ اس لئے تو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جیسا کہ احتجاج طبرسی ص ۵۲ پر ہے اور کتب احادیث میں ہے

کہ فرمایا جس کو رسول اللہ نے اپنے مصلی پر کھڑا کیا ہے اس کو ہم کیسے پیچھے کر سکتے ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کا پیار

حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ سے بھی محبت تھی۔ غزوہ روم میں جانے کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا آپ بنفس نفیس نہ جائیں اگر حضرت علیؓ میں حضرت عمرؓ کے لئے بغض ہوتا تو فرماتے آپ ضرور جائیں مگر آپ کو حضرت عمرؓ کی جان پیاری تھی جیسا کہ نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۲۵ پر ہے۔

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا پیار

حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ سے محبت تھی اس لئے تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کو پہرہ کے لئے بھیجا تاکہ حضرت عثمانؓ کی حفاظت ہو جو حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے دشمن ہیں وہی حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ کے دشمن ہیں۔ یہ سب سبائی خارجی ایرانی کوفی تھے۔ جنہوں نے نبی کے خلفاء کو شہید کیا۔ نبی کے نواسہ کو شہید کیا۔ ورنہ صحابہؓ اہلبیت میں پیار تھا۔ حضرت علیؓ نے آٹھ نکاح کیے۔ آپ کے اٹھارہ بیٹے تیرہ بیٹیاں تھیں۔ ان بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان تھے اسی طرح حضرت حسنؓ کے بیٹے اسی طرح حضرت حسین کے بیٹے ان کے بھی یہی نام تھے۔ اپنی اولاد کے نام دوستوں کے نام پر رکھے جاتے ہیں معلوم ہوا ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ میں محبت و پیار تھا۔ اللہ ہمیں صحیح عقیدہ عطا فرمائے۔

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا پیار

حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ کی محبت دیکھیں۔ تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ جب حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ میں کچھ اختلاف ہوا تو رومی عیسائی بادشاہ نے موقعہ جان کر مدینہ منورہ پر حملہ کی حضرت علیؓ کو دھمکی دی تو جب حضرت معاویہؓ نے یہ خبر سنی تو فوراً اس رومی کو خط لکھا۔ کہ رومی کتے تو ہمارے اختلاف سے فائدہ نہ اٹھا تو جس وقت مدینہ کی طرف رخ کرے گا تو خدا کی قسم تیری سرکوبی کے لئے حضرت علیؓ کا پہلا سپاہی معاویہؓ بن ابی سفیان ہوگا۔ تو اس سے عیسائی بادشاہ کا حوصلہ پست ہوگیا۔ دوسری طرف حضرت علیؓ بھی فرماتے تھے کہ حضرت معاویہؓ بہت بڑے محدث اور فقیہ ہیں اور حضرت علیؓ نے کہا کہ اختلاف خون عثمانؓ کے بارے میں ہوا ہے۔ ورنہ اِنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِیُّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَةٌ۔ ہمارا رب ایک ہے نبی ایک ہے اسلام کی دعوت ایک ہے۔ ہمارا معاملہ ایک ہے۔

حضرت علیؓ کا ذوق حدیث

حضرت علیؓ کا ذوق حدیث دیکھیں۔ پانچ سو احادیث آپ سے مروی ہیں

حضرت علیؓ کا علمی مقام

حضور ﷺ نے فرمایا اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا میں علم کا شہر ہوں میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے معلوم ہوا حضرت علیؓ کو

علم حضور ﷺ کے گھر در سے ملا ہے۔

حضرت علیؓ کا علمی ذوق

ایک مرتبہ دس آدمی آئے تو کہنے لگے کہ ہمارا سوال تو ایک ہے مگر آدمی دس ہیں۔اس لئے ہر ایک سوال کا الگ جواب چاہتا ہے۔سوال یہ ہے کہ علم افضل و بہتر ہے یا مال تو آپ نے اس کے جواب میں علم کی فضیلت پر دس وجوہ ذکر کیں ہر ایک کے لئے جواب ایک ایک وجہ الگ تھی فرمایا علم مال سے بہتر ہے۔

پہلی وجہ مال کی تم حفاظت کرتے ہو مگر علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

دوسری وجہ مال فرعون وہامان کا ترکہ ہے علم انبیاء کا ورثہ ہے۔

تیسری وجہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے لیکن مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔

چوتھی وجہ علم باقی رہنے والی چیز ہے قبر میں بھی ساتھ جاتا ہے۔مال فانی ہے۔

پانچویں وجہ مال کے چوری ہو جانے کا خطرہ ہے علم کے لئے یہ خطرہ نہیں ہے۔

چھٹی وجہ مال والا کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے مگر علم والا کریم کہلاتا ہے۔

ساتویں وجہ علم سے دل کو جلاء اور روشنی ملتی ہے۔مال دل میں ظلمت واندھیرا کرتا ہے۔

آٹھویں وجہ مال کی کثرت انسان کو خراب کر دیتی ہے جیسے فرعون نے کثرت مال کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کر دیا۔مگر علم کی کثرت سے انسان کا رحمان سے تعلق جڑتا ہے جیسے حضور ﷺ نے کثرت علم کی وجہ سے یہاں تک فرمادیا کہ

مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ۔اے اللہ ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

نویں وجہ مال سے بہت دشمن بنتے ہیں مگر علم سے انسان ہر دلعزیز بنتا ہے۔

دسویں وجہ قیامت کے دن مال کا حساب ہوگا مگر علم پر حساب نہ ہوگا۔

لیکن یہ علم وہی ہے جس سے اللہ کی معرفت و پہچان حاصل ہو۔

انسان رحمان کا متواضع بندہ بن جائے۔

حضرت علیؓ کا دینی ذوق

حضرت علیؓ فرماتے ہیں حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ۔

کہ مجھے دنیا سے تین چیزیں محبوب و پسندیدہ ہیں۔

پہلی چیز اَلضَّرْبُ بِالسَّیْفِ اللہ ورسول کا جو باغی کافر ہے۔ اس کا سر ہو میری تلوار ہو تلوار سے اس کا سر قلم کردوں یہ جہاد فی سبیل اللہ کا شوق تھا۔

دوسری چیز وَالصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ گرمی کی موسم ہو اور میں روزہ رکھوں اپنے رب کو راضی کروں یہ مجاہدہ کا جذبہ تھا

تیسری چیز وَالْخِدْمَۃُ لِلضَّیْفِ گھر میں مہمان آئے تو اس کی خدمت کروں یہ مہمان نوازی کا جذبہ تھا۔

ہم حضرت علیؓ کو نبی کا داماد مانتے ہیں نبی کا صحابی مانتے ہیں۔ نبی کا محبوب مانتے ہیں فاتح خیبر مانتے ہیں۔ امام الائمہ مانتے ہیں۔ امام الاولیاء مانتے ہیں۔ شیر جرار مانتے ہیں۔ صاحب ذوالفقار مانتے ہیں۔ حیدر کرار مانتے ہیں۔ نبی کا خلیفہ چہارم مانتے ہیں۔ حضرت علیؓ کا شان بڑھے۔ اہلسنت کا ایمان بڑھے مگر حضرت علیؓ کو

نبی کی کرسی پرنہیں بٹھاتے۔حضرت علیؓ کو خدا کے تخت پرنہیں بٹھاتے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ جبرئیل بھول گیا وحی تو حضرت علیؓ پر لانی تھی بھول کر وحی حضور ﷺ پر لے آیا یہ غلط ہے قرآن کا واضح اعلان ہے۔اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتَابَ وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡآنَ کہ جس کی طرف سے وحی آئی وہ رب رحمان ہے اور جس پر وحی بھیجی وہ نبی آخر الزمان ہے۔بعض کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ مختار کل ہے یہ عقیدہ غلط ہے مختار کل صرف ایک اللہ ہے اگر حضرت علیؓ مختار کل ومشکل کشا ومتصرف تھے تو خود کیوں شہید ہوگئے۔معلوم ہوا حیات وموت عزت وذلت نفع ونقصان کا مالک صرف ایک اللہ ہے۔ہم اہلسنت والجماعت ہیں نہ رافضی ہیں نہ خارجی ہمارا عقیدہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے اور پیغمبر کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے۔(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شانِ حضرت معاویہؓ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشینؒ
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن صاحب درخواستی** نوراللہ مرقدہٗ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
Web www.shaikedarkhwasti.org Mob 0300 6939448

شانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَلَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَھْدَہٗ اما بعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰئِکَ مِنْکُمْ (انفال ع ۱۰)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمِیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیاً مَّھْدِیاً وَاھْدِبِہٖ (رواہ الترمذی)

نبی کے یاروں پہ ہوئی دوزخ حرام
ارشاد نبوت سے ملا اہل اسلام کو یہ پیام
معاویہ ہیں کاتب وحی رشتہ میں ہیں معظم
بحری بیڑے کے موجد ہیں واجب الاحترام
سہارا لیتے ہیں جو تاریخ کا چھوڑ کے قرآن
سمجھے جو چراغ کو سورج ہوئے وہ ناکام

تمہید۔

محترم سامعین مکرم بزرگو عزیز نوجوانو اور میری معززہ وموقرہ ماؤ بہنو بیٹیو۔

آج کے خطبہ کا موضوع صحابی رسول کاتب وحی سیدنا امیر معاویہ ﷛ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ ہے۔ پہلے مذکورہ آیت وحدیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں پھر حضرت معاویہ ﷛ کے تفصیلی احوال پر نظر کریں گے۔

آیت کا مفہوم

میں نے یہ آیت سورۃ انفال کے دسویں رکوع سے تلاوت کی ہے جس میں حضرت معاویہ ﷛ کی فضیلت پر کھلی شہادت ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام ﷛ کے تین طبقات اور تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) مہاجرین جو اللہ کی رضا کے لئے ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا جیسے حضرت ابوبکرؓ ،حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ،حضرت علیؓ وغیرہ

(۲) انصار جو اللہ کی رضاء کے لئے ایمان لائے اور مہاجرین کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کی نصرت وخدمت کی جیسے حضرت سعد بن عبادہؓ وحضرت ابوایوب انصاریؓ وغیرہ۔

(۳) وہ لوگ جو ان کے بعد ایمان لائے جبکہ نصرت وامداد کی ضرورت نہ رہی تھی مگر انہوں نے حضور ﷺ وصحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر جہاد وہجرت کی تو اللہ نے ان کے متعلق کہا کہ یہ بھی تم میں سے ہیں۔ جیسے حضرت عمرو بن العاصؓ ،حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت معاویہؓ وغیرہ۔ تو یہ وہ لوگ ہوئے کہ حضور ﷺ کی زندگی میں جب اسلام کو خوب تقویت حاصل ہو چکی تھی تو یہ اسلام لائے

ان تینوں جماعتوں کیلئے اللہ نے تین نتائج ذکر کیے۔

پہلا نتیجہ: دنیوی ذکر کیا کہ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کہ یہ سب یقینی طور پر مومن ہیں۔

دوسرا نتیجہ: اخروی ہے کہ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ کہ اللہ نے ان کے لئے مغفرت کا اعلان کردیا ہے۔

تیسرا نتیجہ: اخروی ہے کہ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ کہ اللہ نے ان کے لئے عزت والی روزی کا اعلان کردیا ہے تو اس آیت سے حضرت معاویہ ؓ کا مومن ومتقی ومجاہد فی سبیل اللہ ومہاجر فی سبیل اللہ وجنتی ہونا ثابت ہوگیا اور یہ ان کی بہت بڑی عظمت ہے کہ ان کی عظمت پر رحمان نے اور قرآن نے گواہی دی۔

قربان جاؤں امیر معاویہ تیری عظمت پر تیری عظمت کا اعلان اللہ نے قرآن میں کیا اب ذرا غور کریں دماغ کو متوجہ کریں

جب آسمان کی بلندی نہ تھی یہ اعلان تھا۔
جب زمین کی پستی نہ تھی یہ اعلان تھا۔
جب سورج کی چمک نہ تھی یہ اعلان تھا۔
جب چاند کی چاندنی نہ تھی یہ اعلان تھا۔
جب ستاروں کی تابانی نہ تھی یہ اعلان تھا۔
جب ہواؤں کے جھونکے نہ تھے یہ اعلان تھا۔
جب دریاؤں کی روانی نہ تھی یہ اعلان تھا۔
جب انسان وجن نہ تھے یہ اعلان تھا۔

جب کچھ نہ تھا اور صرف رحمٰن تھا تو اس کا یہ اعلان بھی تھا۔

حضرت معاویہؓ کے دشمن مٹ جائیں گے لیکن معاویہؓ کی عظمت کا اعلان کل بھی تھا آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

یہ اعلان مسجد کے منبر ومحراب میں ہوگا

دینی مدرسہ کے درودیوار میں ہوگا۔

سکول اور کالج کے ماحول میں ہوگا

ہر ایک گھر میں ہوگا حضر وسفر میں ہوگا۔

جہاں جہاں قرآن کی تلاوت ہوگی معاویہؓ کی عظمت بیان ہوتی رہے گی

حدیث کا مفہوم

حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں تین دعائیں فرمائی ہیں۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیاً: یااللہ معاویہؓ کو ہادی بنا کہ یہ لوگوں کو اسلام کا راستہ دکھلانے والا ہو عقائد صحیح کا راستہ بتانے والا ہو اعمال صالحہ کی طرف دعوت دینے والا ہو صداقت دیانت امانت شجاعت کی رہنمائی کرنے والا ہو۔

(۲) مَهْدِیاً یعنی اس کو ہدایت یافتہ بنا حضرت معاویہؓ رحمان کا ہدایت یافتہ ہوا قرآن کا ہدایت یافتہ ہوا نبی آخر الزمان کا ہدایت یافتہ ہوا۔

(۳) وَاهْدِبِهٖ کہ اس کو دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنا کہ دنیا اس کے عدل کو سیاست کو تقویٰ کو دیکھ کر عقیدہ توحید کو اپنائے عقیدہ ختم نبوت کو اپنائے قرآن کی حقانیت کو تسلیم

کرے دین اسلام کا اقرار کرے۔

جب کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ سے حضرت معاویہؓ کی شان واضح ہوگئی تو اب کسی مسلمان کو ان کی تنقید وتنقیص میں کسی مؤرخ کی غلط تاریخ یا کسی مؤلف ومصنف صاحب قلم وصاحب تحریر کی غلط تحریر یا کسی مقرر کی غلط تقریر کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمارے لئے اب رب العالمین اور رحمۃ للعالمین' خدا اور مصطفیٰ' قرآن اور نبی کا فرمان کافی ہے اس لئے ہم مرتے دم تک اس کی شان بیان کریں گے جس کی عظمت اللہ ورسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہے۔

آیت وحدیث کے اجمالی مطلب معلوم کرنے کے بعد اب حضرت معاویہؓ کے تفصیلی حالات کا جائزہ لیں گے۔

حضرت معاویہؓ کی پیدائش

علامہ برہان الدین حلبیؒ نے سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ آپ حضور ﷺ سے چونتیس سال چھوٹے تھے تو اس بنا پر آپ حضور ﷺ کی ولادت سے ۳۴ سال بعد پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ مشہور یہ ہے کہ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے ہوئی پھر بعض نے کہا بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے بعض نے کہا سات سال پہلے اور بعض نے کہا تیرہ سال پہلے ہوئی تو جب سال کی تعیین ظنی ہوئی تو مہینہ یا دن کی تعیین یقینی نہیں ہوسکتی۔

حضرت معاویہؓ کا نام' لقب وکنیت

آپ کا نام معاویہؓ ہے' آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے' آپ کا لقب خال المؤمنین ہے۔ کیونکہ آپ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں تھیں تو اس رشتہ کی وجہ سے آپ کو احتراماً خال المومنین کہا جاتا ہے دوسرا لقب کاتب وحی تھا آپ کا نسب معاویہؓ بن ابی سفیانؓ بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف چوتھی پشت پر آپ کا نسب حضور ﷺ سے ملتا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا نکاح وشادی

حضرت معاویہؓ نے ویسے تو متعدد شادیاں کی تھیں مگر اولاد صرف دو بیویوں سے ہوئی تھیں۔

(۱) میسون بنت بحدل یہ قبیلہ بنوکلب کے سردار بحدل کی صاحبزادی تھی آپ نے شام کی گورنری کے دور میں نرینہ اولاد کی خاطر اس سے نکاح کیا تھا اس سے ایک لڑکا یزید پیدا ہوا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے نام پر اس کا نام رکھا تھا اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں ایک امتہ المشارق یہ بچپن میں فوت ہوگئی' دوسری رملہ تھی اس کا نکاح حضرت عثمانؓ بن عفان کے صاحبزادے عمروؓ بن عثمان سے ہوا جس سے ایک لڑکا زید پیدا ہوا جس کا نکاح حضرت حسینؓ بن علی کی صاحبزادی حضرت سکینہ سے ہوا۔

(۲) دوسری بیوی فاختہ بنت قرظ تھی اس سے دو لڑکے ہوئے ایک عبدالرحمٰن جو بچپن

میں فوت ہو گئے۔ دوسرے عبداللہ جو حضرت معاویہؓ کی وفات تک زندہ رہے۔

حضرت معاویہؓ کے فضائل

پیغمبر کے ارشادات کی روشنی میں

حدیث (۱): بخاری شریف جس میں حضرت معاویہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت ہے

بخاری میں کتاب الجہاد باب قتال الروم میں حضرت ام حرام کی روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری جہاد کرے گا ان کے لئے جنت واجب ہو گی۔ اور اس پر تاریخ شاہد ہے کہ سب سے پہلے جس بحری لشکر نے ۲۸ ہجری میں قبرص کو فتح کیا اس کی قیادت حضرت معاویہؓ نے کی تھی اس کی مزید تفصیل باب غزو المراۃ فی البحر میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبادہؓ بن صامت کے گھر کھانا کھایا پھر کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہیں آرام فرمایا اور حضرت عبادہ کی اہلیہ ام حرام بنت ملحان فرماتی ہیں آپ کو نیند آ گئی کچھ دیر کے بعد آپ نیند سے بیدار ہوئے تو چہرہ پر مسکراہٹ تھی ام حرام کہتی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں تو فرمایا نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے ارادے سے سوار ہیں تو ام حرام کہتی ہے میں نے کہا اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ کہ اے اللہ کے رسول میرے لئے بھی دعا کریں کہ میں بھی ان

میں شامل ہوجاؤں حضور ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا مِنْھُمْ پھر حضور ﷺ سو گئے تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو پھر آپ نے دوسری جماعت کا ذکر کیا ام حرام نے ان میں شریک ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ کہ تو پہلی جماعت میں شریک ہوگی چنانچہ ام حرام بھی حضرت معاویہؓ کے اس بحری لشکر میں شریک تھیں اور واپسی میں سواری سے گر گئیں اور انتقال فرما گئیں تو حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔

حدیث (۲) جس میں حضرت معاویہؓ کے لئے حضور ﷺ کی خصوصی شفقت کا ذکر ہے مسند احمد میں حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے متعلق تین دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَةَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ۔

پہلی دُعا۔ یا اللہ: معاویہؓ کو کتاب اللہ کا علم عطا فرما یہ دعا قبول ہوئی جس کے نتیجہ میں حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں قرآن وسنت کی بالادستی قائم رہی۔

دوسری دعا۔ یا اللہ: معاویہؓ کو حساب کا علم عطا فرما یہ دعا بھی قبول ہوئی جس کے نتیجہ میں آپ کو حکمرانی ملی کیونکہ نظام حکومت وہی سنبھال سکتا ہے جس کو حساب کے نظم کا بھی علم ہو۔

تیسری دعا۔ یا اللہ: معاویہؓ کو عذاب جہنم سے محفوظ فرما یہ دعا بھی قبول ہوئی جس کے نتیجہ میں آپ نے حضرت معاویہؓ کو جنتی ہونے کی بشارت دی۔

حدیث (۳): جس میں حضرت معاویہؓ کے لئے خلافت وحکومت کی پیشینگوئی ہے

مسند احمد میں ہے حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کو وضو کرا رہا تھا تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا یَا مُعَاوِیَة اِنْ وُلِّیْتَ اَمراً فَاتَّقِ اللّٰہ وَاَعْدِلْ اور دوسری روایت میں اِنْ وُلِّیْتَ فَاَحْسِنْ اے معاویہؓ اگر تجھے خلافت وحکومت سونپی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ان کلمات کی وجہ سے مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے حکومت ضرور ملے گی چنانچہ مجھے حکومت مل گئی اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت وحکومت حضور ﷺ کی دعا و پیشنگوئی کا نتیجہ تھا۔

حدیث (۴): جس میں حضرت معاویہؓ کی دنیوی ہمت وطاقت کا ذکر ہے کنز العمال ج ۷ میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّ مُعَاوِیَةَ لَا یُصَارِعُ اَحَداً اِلَّا صَرَعَهٗ مُعَاوِیَةَ کہ حضرت معاویہؓ سے جو بھی مقابلہ کرے گا حضرت معاویہؓ اس کو پچھاڑ دے گا۔

حدیث (۵): جس میں حضرت معاویہؓ کے لئے آخرت کے انعام کی خوشخبری ہے کنز العمال ج ۶ میں حضور ﷺ نے فرمایا یَبْعَثُ اللّٰہُ تَعَالٰی مُعَاوِیَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَعَلَیْهِ رِدَاءٌ مِنْ نُوْرِ الْاِیْمَان کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت معاویہؓ کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان پر نور ایمان کی خصوصی چادر ہوگی۔

حدیث (۶) جس میں حضرت معاویہؓ کے علم وحلم کا ذکر ہے امام بخاری نے تاریخ کبیر ج ۴ میں روایت ذکر کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ نے اپنی سواری پر پیچھے سوار کر لیا پھر فرمایا کہ اے معاویہؓ تیرے جسم کا کونسا حصہ میرے جسم سے چمٹا ہوا ہے تو میں نے کہا میرا پیٹ اور سینہ آپ کے جسم سے ملا ہوا ہے تو آپ نے

فرمایا اَللّٰھُمَّ اَمْلَاہُ عِلْماً اور دوسری روایت میں وَحِلْماً بھی ہے یا اللہ معاویہؓ کے دل کو علم اور حلم دونوں سے بھر دے۔

حضرت معاویہؓ کے فضائل صحابہؓ کرام وسلف صالحین کے ارشادات کی روشنی میں

(۱) اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل عرب کو مخاطب کر کے کہا تَذْکُرُوْنَ کِسْریٰ وَقَیْصَرَ وَدَھَاءَ ھُمَا وَعِنْدَکُمْ مُعَاوِیَۃُ تم قیصر وکسریٰ کی سیاست و تدبر کو یاد کرتے ہو حالانکہ تم میں معاویہؓ موجود ہیں اللہ نے آپ میں فطری طور پر تدبر وسیاست کی استعداد رکھی ہوئی تھی اسی وجہ سے آپ کے دور خلافت میں امن و امان رہا اور لشکر بھی فرمانبرداری کرتا تھا اور فتوحات بھی بہت ہوئیں۔

(۲) ترمذی ج ۲ میں ہے جب حضرت عمرؓ نے حمص کی گورنری سے حضرت عمیرؓ کو معزول کیا اور ان کی جگہ حضرت معاویہؓ کو گورنر بنایا تو بعض لوگوں نے حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت معاویہؓ پر تنقید کی تو انہوں نے کہا کہ معاویہؓ کو برا نہ کہو کیوں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا اے اللہ اس معاویہؓ کے ذریعہ دنیا کو ہدایت دے۔

(۳) البدایہ والنہایہ میں حضرت ابن عباسؓ کا قول مذکور ہے مَارَاَئِیْتُ لِلْمُلْكِ اَغْلیٰ بِنْ مُعَاوِیَۃ کہ حکومت کے لئے معاویہؓ سے زیادہ لائق کسی کو نہیں دیکھا۔

(۴) منہاج السنۃ میں حضرت ابو الدرداءؓ کا قول مذکور ہے کہ مَا رَأَیْتُ اَحَداً

أَشْبَهَ صَلٰوةً بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِمَامِكُمْ هٰذَا يَعْنِيْ مُعَاوِيَة کہ میں نے آپ کے امام امیر معاویہؓ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کی نماز حضور ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو۔

(۵) العواصم من القواصم میں حضرت مجاہد کا قول مذکورہ ہے کہ لَوْ أَدْرَكْتُمْ لَقُلْتُمْ هٰذَا الْمَهْدِيُّ اگر تم حضرت معاویہؓ کا زمانہ پاتے تو تم کہتے کہ یہ مہدی ہے۔

(۶) البدایہ والنہایہ میں حضرت یونس بن میسرۃؒ تابعی کا قول مذکور ہے جس میں انہوں نے حضرت معاویہؓ کی تواضع وسادگی کا تذکرہ کیا کہ حضرت معاویہؓ دمشق کی بازار میں چل پھر رہے تھے اور ان کی قمیص پر پیوند لگے ہوئے تھے۔

(۷) حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے سوال کیا گیا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ افضل ہیں یا حضرت معاویہؓ تو آپ نے فرمایا غُبَارٌ دَخَلَ فِيْ أَنْفِ فَرَسِ مُعَاوِيَة حِيْنَ غَزَا فِيْ رِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ کہ حضرت معاویہؓ نے غزوہ میں جس گھوڑے پر سواری کی ہے اس گھوڑے کی ناک میں جو غبار گئی ہے وہ غبار بھی عمر بن عبدالعزیزؒ سے افضل ہے کیونکہ حضرت معاویہؓ کی آنکھ وہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور حضرت معاویہؓ کو حضور ﷺ کی محبت ورفاقت حاصل ہوئی جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو میسر نہیں ہوئی۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جو گرد وغبار گھوڑے کی ناک میں بیٹھ گئی ہے ہزار عمر بن عبدالعزیزؒ ہوں یا اویس قرنیؒ ہوں یہ خاک ان سے بھی افضل ہے۔

(۸) مؤرخ علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ بلوچستان کے شہر قلات میں ایک راجہ تھا جب

اس کو کسی نے خبر دی کہ نبی آخر الزمان ﷺ دنیا میں تشریف لائے ہیں تو اس نے اپنا ایک وفد مدینہ منورہ بھیجا کہ تم مدینہ جا کر تحقیق کرو اگر واقعی آخری پیغمبر آ گیا ہے تو اس کو میرا اسلام کہنا تو پھر میں جاؤں گا اور اس کا کلمہ پڑھوں گا اور دو چیزیں تحفہ دیں جو عرب میں نہ تھیں ایک ساگوان کی لکڑی دوسری زنجبیل یعنی ادرک کا پھل۔ جب یہ وفد حضور ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ مسجد نبوی میں تھے وہ لکڑی اتاری گئی اور گھڑا بھی اتارا گیا کیونکہ وہ پھل پانی کے گھڑے میں رکھ دیا تا کہ تازہ رہے حضور ﷺ نے کہا کہ پھل بہت بیماریوں کا علاج ہے آپ نے کھایا اور صحابہؓ میں بھی تقسیم کیا اور ساگوان کی لکڑی سے اپنی چارپائی بنوائی اور ابوایوب انصاریؓ سے کہا کہ جہاں میرے بستر کی جگہ چٹائی ہے اس جگہ اس چارپائی کو رکھو اور اس پر چٹائی بچھا دو۔

حضور ﷺ اپنی چارپائی پر آرام فرماتے رہے اور جب جنازہ اٹھا تو اسی چارپائی سے اُٹھا حضرت ابوبکرؓ کا جنازہ بھی اسی چارپائی سے اُٹھا۔ حضرت عمرؓ کا جنازہ بھی اسی چارپائی سے اُٹھا پھر حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضور ﷺ کا سامان نیلام ہوا تو حضرت معاویہؓ نے اس چارپائی کو چند ہزار درہم میں خریدا اور ان کا جنازہ بھی اس پر اُٹھا۔ کیا یہ تھوڑی عظمت ہے کہ حضور ﷺ وابوبکرؓ وعمرؓ ومعاویہؓ کا جنازہ ایک ہی چارپائی سے اُٹھا۔

جب قرآن سے اور نبی کے فرمان سے اور صحابہ وصالحین کے ارشادات سے حضرت معاویہؓ کی عظمت وفضیلت سورج کی طرح روشن اور واضح ہوئی ہے تو کسی مؤرخ کی غلط تاریخ اور کسی مقرر کی غلط تقریر اور کسی صاحب تحریر کی غلط تحریر کا اعتبار نہیں ہوگا ہم صحابہ کو قرآن وسنت کے آئینہ میں دیکھیں گے اس لئے حضرت معاویہؓ کے

خلاف بولنے والی زبان یا لکھنے والے قلم کی تنقید کو بکواس کہیں گے اور بہتان کہیں گے حضرت معاویہؓ کی عظمت کا اعلان قیامت تک ہوتا رہے گا۔

حضرت معاویہؓ کے عظیم کارنامے

اگر چہ آپ کے انیس سالہ حکومت اسلامی کے دور کے کارنامے بہت ہیں مگر ان میں سے چند اہم کارناموں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کے زمانہ میں آپ کا اہم کارنامہ

آپ کاتب وحی تھے کیونکہ حضور ﷺ کو آپ پر اعتماد تھا اس لئے کتابت وحی کا عظیم منصب آپ کو بارگاہ رسالت سے ملا چنانچہ البدایہ والنہایہ میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے کاتب وحی ہونے کے بارے جبرائیلؑ سے مشورہ کیا تو جبرائیلؑ نے کہا اِسْتَکْتِبْہُ فَاِنَّہٗ اَمِیْنٌ ان کو کاتب بناؤ کیونکہ یہ امین ہے شیعہ مؤرخین نے بھی آپ کا کاتب وحی ہونا تسلیم کیا ہے جیسا کہ شیعہ مؤرخ نے اپنی کتاب ابن ابی الحدید میں اس کا ذکر کیا ہے۔ کَانَ مُعَاوِیَۃُ اَحَدُ کُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ

دور صدیقی میں ۱۲ھ ربیع الاول میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت کے خلاف جو جنگ یمامہ لڑی گئی جس کی قیادت حضرت خالدؓ بن ولید کر رہے تھے اس میں حضرت معاویہؓ بھی شریک تھے تو مسیلمہ

کذاب ملعون کو حضرت معاویہؓ نے قتل کیا تھا تاریخ بتاتی ہے کہ پہلے وحشی بن حرب نے جس نیزہ سے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا وہ نیزہ اس کو مارا پھر ابودجانہ نے اس کو تلوار ماری مگر بعد میں اس کو حضرت معاویہؓ نے قتل کیا جیسا کہ تاریخ الخمیس سیابدی لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ مسیلمہ کو میں نے قتل کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ

فتوح البلدان اور الاصابہ میں ہے کہ قیساریہ شہر کی مہم میں تقریباً سات سال لگ گئے کیونکہ حضرت عمرؓ نے پہلے ۱۷ھ ۱۸ھ میں جلیل القدر صحابہ کرام ابوعبیدہؓ ابن الجراح اور عمروؓ بن العاص اور یزیدؓ بن ابی سفیان کو اس کے محاصرہ کے لئے بھیجا مگر متعدد مرتبہ چڑھائی کے باوجود کامیابی نہ ہوئی پھر ۱۸ھ میں جبکہ یزیدؓ بن ابی سفیان کو سترہ ہزار فوج دے کر بھیجا تھا تو ان کی طبیعت ناساز ہوگئی وہ واپس آگئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو اس معرکے کے لئے مقرر کیا اور فرمایا اِنِّیْ قَدْ وَلَّیْتُكَ قَیْسَارِیَةَ فَسِرْ اِلَیْهَا وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہ میں تمہیں قیساریہ کے معرکہ کا امیر مقرر کرتا ہوں لہٰذا تم جاؤ اور استغفار کثرت سے کرو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی کثرت سے پڑھو تو حضرت معاویہؓ نے قیساریہ کا محاصرہ کیا۔ یہ اتنا بڑا شہر تھا کہ اس کے تین سو بازار تھے ایک لاکھ پولیس روزانہ اس میں گشت کرتی تھی تو محاصرہ کے دوران کسی مسلمان نے خفیہ راستہ کی نشاندہی کی جس سے مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے یہ اتوار کا دن تھا رومی لوگ سب اپنے کلیسا میں جمع تھے اور بے خبر بیٹھے تھے جب مسلمان داخل ہوئے اور یکبارگی بلند آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ

بلند کیا تو رومی ہوش وحواس کھو بیٹھے اور مسلمانوں کا دفاع نہ کر سکے اور مسلمان ان پر غالب آ گئے سات سال کی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور اس میں اسی ہزار رومی قتل ہوئے حضرت معاویہؓ نے اس فتح کی خوشخبری حضرت تمیمؓ بن ورقاء کے ذریعہ مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ کو پہنچائی جب حضرت عمرؓ کو اس فتح کی خبر دی گئی تو حضرت عمرؓ اور موجود صحابہؓ نے خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تو قیساریہ کی فتح حضرت معاویہؓ کی کوششوں کا نتیجہ تھا جس کو شیعہ مؤرخ یعقوبی نے بھی تسلیم کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ کا اہم کارنامہ

جس میں دو کارنامے سرانجام دیئے۔

ایک تو بحری بیڑہ کی تیاری اور مسلمانوں کی بحریہ فوج کا وجود میں آنا۔

دوسرا اشاعت قرآن کے ذریعہ انقلاب لانا۔

چنانچہ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ قبرص جو بحیرہ روم میں شام کے قریب سمندر کے کنارے ایک اہم علاقہ تھا دنیا کے اعتبار سے بھی وہ خوبصورت جزیرہ تھا اور دین کے اعتبار سے بھی اہم تھا کیونکہ اس کے فتح کرنے سے رومیوں کے حملہ کا خطرہ دور ہو سکتا تھا اور مسلمانوں کے لئے دیگر فتوحات و انقلابات کا دروازہ کھل سکتا تھا اس لئے حضرت معاویہؓ نے دور فاروقی میں بھی خط لکھ کر حضرت عمرؓ سے بحری بیڑہ بنانے اور اس کو سمندر میں اتارنے اور پھر رومیوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی تھی مگر حضرت عمرؓ نے دو وجہ سے اجازت نہ دی۔

پہلی وجہ۔ کہ ہم بری جنگوں میں مصروف ہیں اس لئے نیا محاذ بحری جنگ کا نہیں کھولنا چاہتے

دوسری وجہ۔ کہ اس وقت ہمارے پاس وسائل کم ہیں پھر جب حضرت عثمانؓ کا دور آیا تو ۲۸ھ میں حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کی طرف خط لکھ کر ان سے اجازت طلب کی کہ جب تک سمندر کا ناکہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں آتا اتنے تک رومیوں کے حملوں کے خطرات بدستور رہیں گے تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بحری جنگ زیادہ خوفناک ہے مسلمانوں کو اس کا زیادہ تجربہ نہیں ہے تو حضرت معاویہؓ نے اطمینان دلایا اور فرمایا یہ اس قدر خوفناک نہیں جیسے سمجھا جارہا ہے پھر حضرت عثمانؓ نے وسائل کی کمی کی بات کی اور فرمایا اگر آپ کا صوبہ اور شہر اخراجات کو برداشت کرسکتا ہے تو اجازت ہے مگر اس معرکہ میں وہ شریک ہو جو اپنی خوشی سے شرکت کرے تو اس پر حضرت معاویہؓ نے اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی سے مسکرائے پھر آپ نے شمالی افریقہ کے جنگلات کو کاٹنے کا حکم دیا چنانچہ چھ مہینہ میں چالیس ہزار فوجیوں نے تین سو میل کے ایریا میں جنگلات کو کاٹ کر بحری جہاز بنائے ایک بحری بیڑہ تیار ہوا جس میں پانچ سو جہاز تھے اور بعض مؤرخین نے ساڑھے سترہ سو جہاز کی تعداد لکھی ہے اس وقت قیصر روم کی سلطنت تھی اور امریکہ وفرانس پر بھی یہی حکمران تھا

چنانچہ ایک انگریز مؤرخ ایڈورڈ گبن جس نے صحابہؓ کی فتوحات پر بائیس جلدوں میں کتاب لکھی اور صرف حضرت معاویہؓ کی فتوحات پر سات جلدیں لکھی ہیں وہ لکھتا ہے جب امیر معاویہؓ کے بحری بیڑہ کا ذکر قیصر روم کے سامنے ہوا تو وہ لرزنے لگا اور کہا اے عیسائیو رومیو حضرت عمرؓ نے عرب سے عجم تک اسلام کو پہنچایا اور اگر معاویہؓ کا بحری بیڑہ سمندر کا سینہ چیر کر تم تک پہنچ گیا اور مسلمانوں کی فوج یہاں اتر آئی تو پھر اسلام کو یورپ کے اندر پہنچنے سے کوئی طاقت نہ روک سکے گی۔

اب اس میں حضرت معاویہؓ کا دوسرا انقلابی کارنامہ یہ تھا کہ حضرت معاویہؓ نے اعلان کر دیا کہ میرے دونوں صوبوں میں جو قرآن کے قاری ہیں وہ جمع ہو جائیں جب ان کے نام لسٹ میں درج ہوئے تو تعداد ساڑھے سات ہزار ہوئی تو فرمایا کہ تمہاری بیویوں اور بچوں کے وظائف مقرر کر دیئے گئے ہیں اب تم نے گھروں کو واپس نہیں جانا قاریوں نے کہا ہم نے گھر والوں کو بتلایا بھی نہیں فرمایا ان کو ہم قاصدوں کے ذریعہ اطلاع کر دیں گے یہ ساڑھے سترہ سو جہاز تیار کھڑے ہیں ان میں بیٹھ جاؤ ان میں سے کچھ جہاز مغرب کی طرف کچھ مشرق کی طرف کچھ شمال اور کچھ جنوب کی طرف روانہ کر دیئے فرمایا یہ جہاز سمندر میں اتریں گے اب تمہارا کام یہ ہے کہ جہاں کوئی جزیرہ کوئی بستی نظر آئے وہاں جہاز کو لنگر انداز کرواں جزیروں بستیوں میں داخل ہو جاؤ ہر مکان کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور ان کو اللہ کا قرآن سناؤ تا کہ قرآن سے انقلاب آئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ثمرقند بخارا میں انقلاب آیا طرابلس میں انقلاب آیا انڈونیشیا میں انقلاب آیا نیروبی کے جزائر میں انقلاب آیا ور حضرت معاویہؓ کے ان قاریوں نے ستر جزیروں میں پہنچ کر قرآنی انقلاب لا کر سمندروں کے ساحل میں جزیروں میں کلیساؤں میں صحراؤں میں آذانیں دیں اور اللہ کا نام بلند کیا۔

تھے ہمیں ایک تیرے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں آذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی

کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

حضرت امیر معاویہؓ نے نصف دنیا پر حکومت کی ہے کیونکہ جغرافیہ کے حساب سے پوری دنیا ایک کروڑ بیس لاکھ مربع میل ہے اور حضرت معاویہؓ نے چونسٹھ لاکھ مربع میل پر حکومت کی ہے۔

(۱) چین کی بستیوں میں حضرت معاویہؓ کی فوجیں پہنچیں اور اس کے علاقوں کو فتح کیا۔

(۲) روس کی سرحدات پر حضرت معاویہؓ کی فوجیں پہنچیں اور اس کی ۵۷ چوکیوں پر اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

(۳) آذربائیجان کو حضرت معاویہؓ کی فوجوں نے فتح کیا۔

(۴) ۴۵ھ میں حضرت معاویہؓ نے سبان بن مسلمہؓ صحابی کی قیادت میں بارہ ہزار کا لشکر افغانستان کے فتح کرنے کے لئے بھیجا فتوح البلدان والے نے لکھا ہے کہ کابل اور جلال آباد اور غزنی اور پشاور کے شہر حضرت معاویہؓ کی فوج نے فتح کیے پشاور میں بدھ مت کے حکمران کو قتل کیا اور اسلام کا جھنڈا لہرایا۔

(۵) اگرچہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے دور میں کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا لیکن ابوبکرؓ کے زمانہ میں معمولی قسم کا غلاف ہوتا اور عثمانؓ کے زمانہ میں قیمتی قسم کا غلاف ہوتا مگر معاویہؓ نے سب سے پہلے کعبہ پر ریشم کا غلاف چڑھایا اور خانہ کعبہ کی خدمت کے لئے متعدد خادم مقرر کیے۔

(۶) پھر رفاہی کام کیے چنانچہ مکہ و مدینہ کی ساڑھے سات لاکھ ایکڑ زمین کو سرسبز و شاداب کیا پانچ نہریں نکالیں اور عرب کے علاقے کی زمین کو قابل کاشت بنادیا۔

(۷) بچوں کے نام رجسٹر میں درج کرائے جاتے اور دودھ چھڑانے کے بعد ان کا

وظیفہ مقرر کیا جاتا۔

(۸) بیت المال سے رعایا کی ضروریات کا انتظام کیا جاتا خصوصاً اہلبیت کا زیادہ خیال رکھا جاتا چنانچہ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت عبداللہؓ بن جعفر طیار کے لئے دس دس لاکھ درہم سالانہ مقرر تھا۔ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو چالیس لاکھ درہم دیئے اور ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کو بیس بیس لاکھ درہم دیئے۔

(۹) البرید کے نام سے ڈاک کا خصوصی انتظام کیا بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر چوکیاں قائم کی تھیں۔

(۱۰) تمام شہروں میں نئی مساجد تعمیر کرائیں اور مساجد کے مینار بنوائے۔

حضرت معاویہؓ کا عشق رسول ﷺ

پہلا واقعہ: حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ بصرہ میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ حضور ﷺ کے چہرہ سے مشابہت رکھتا ہے تو آپ نے بصرہ کے گورنر کو لکھا کہ اس شخص کو بڑی عزت و احترام سے میرے پاس پہنچا دو جب وہ آیا تو آپ تخت سے نیچے اترے اس کا استقبال کیا اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس کو انعامات سے نوازا اور فرمایا مجھے تجھ سے اس لئے محبت ہے کہ تیرا چہرہ حضور ﷺ کے چہرہ سے مشابہ ہے۔

دوسرا واقعہ: جب حضرت معاویہؓ مدینہ جاتے تو حضرت عائشہؓ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے اور کہتے اماں حضور ﷺ کے کپڑے دکھاؤ جب وہ کپڑے لاتیں تو آپ ان کو آنکھوں سے لگاتے اور پانی میں بھگو کر وہ پانی نچوڑ کر اپنے پاس رکھ لیتے اور فرماتے

پیغمبر کے کپڑوں کو دیکھنا اور آنکھوں سے لگانا اور ان کا نچڑا ہوا پانی معاویہؓ کی نجات کے لئے کافی ہے۔

تیسرا واقعہ: حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت کعب بن زبیرؓ کے پاس حضور ﷺ کی چادر ہے جو حضور ﷺ نے حضرت کعبؓ سے ان کا قصیدہ سن کر ان کو دی تھی ان کو قاصد کے ذریعہ بلایا اور کہا کہ مجھ سے جتنی بڑی دولت لینی ہے لے لو اور پیغمبر کی چادر دے دو تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کو رقم کے بغیر ہدیہ میں مفت دے دی حضرت معاویہؓ فرماتے تھے پوری روئے زمین سے میرے پاس یہ بڑی دولت ہے۔

چوتھا واقعہ: حضور ﷺ کے کٹے ہوئے بال مبارک اور کٹے ہوئے ناخن مبارک اور چادر مبارک محفوظ کر رکھی تھی اور وصیت فرمائی تھی کہ اس چادر کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے اور بال و ناخن میرے ناک کان اور آنکھوں پر اور سجدے کی جگہ پر رکھ دیئے جائیں۔

حضرت معاویہؓ کے ناقدین کا اعتراض اور اس کا جواب

بعض غلط ذہنیت رکھنے والے لوگ اور رافضی حضرت معاویہؓ پر تنقید کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ سے اختلاف کیا جس کے نتیجہ میں جنگ صفین پیش آئی اس وجہ سے رافضی حضرت معاویہؓ پر سب و شتم کرتے ہیں اور ان کو برا کہتے ہیں۔

جواب ا: حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف یہ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ یہ اختلاف رائے تھا حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ اس وقت حالات سازگار نہیں اس لئے فی الحال قاتلان عثمانؓ کے بدلہ لینے کا معاملہ موقوف کرتے ہیں پھر لیں گے حضرت معاویہؓ فرماتے تھے کہ پہلے قاتلان عثمانؓ کا بدلہ لیں پھر میں بیعت کروں گا تو یہ ہر صحابی کا

اجتہادی معاملہ تھا اور ہر ایک کی رائے اپنی جگہ درست تھی مجتہد سے اجتہاد میں صواب و خطا کے دونوں احتمال ہوتے ہیں اگر خطا اجتہادی ہو پھر بھی اس کو ثواب ملے گا اگر چہ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی حق پر تھے مگر حضرت معاویہؓ سے خطا اجتہادی ہوئی اس لئے ان پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنا فرمان تمام شہروں میں جاری کر دیا اور فرمایا کہ جب ہمارا مقابلہ ہوا تو ہمارے سامنے شامی لوگ تھے اور ہم سب کا عقیدہ ایک تھا

اِنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ ہمارا رب ایک ہے وَنَبِیَّنَا وَاحِدٌ اور ہمارا نبی ایک ہے وَدَعْوَتُنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدٌ اور اسلام میں ہماری دعوت ایک ہے وَلَا نَسْتَزِیْدُھُمْ فِیْ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَالتَّصْدِیْقُ بِرَسُوْلِہٖ وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا اور ایمان باللہ و تصدیق بالرسول میں نہ ہم ان سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ ہمارا دین ایک ہے اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ ہمارا اختلاف صرف قاتلان عثمانؓ کے قصاص میں تھا وَنَحْنُ مِنْہُ بُرَآءٌ اور اس وقت ہم اس سے بری ہیں تو حضرت علیؓ کے اس فرمان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ مذہبی لڑائی نہ تھی محض اختلاف آراء تھا۔ جس سے حضرت معاویہؓ پر کسی کو تنقید کا حق نہیں ہے۔

جواب (۲): اگر مذہبی جنگ ہوتی تو حضرت معاویہؓ کے دل میں حضرت علیؓ کی محبت نہ ہوتی حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت معاویہؓ کے دل میں حضرت علیؓ کی قدر و محبت تھی۔

پہلی دلیل: جب بادشاہ روم نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا کہ میں نے سنا ہے حضرت

علیؓ تمہارے مقابلہ میں فوجیں لے کر آ رہے ہیں آپ مجھے حکم دیں میں علیؓ کا مقابلہ کروں اور فوج کشی کروں تو حضرت معاویہؓ نے بادشاہ روم کو جواب لکھا اے روم کے کتے اگر قاصد کا قتل جائز ہوتا تو میں تیرے قاصد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا اور سن لے اگر تو اپنے حملہ کرنے کے ارادہ سے باز نہ آیا تو لَاَصْلَحْنَا اَنَا وَابْنُ عَمِّیْ عَلِیٌّ تو پھر میں اور میرا چچازاد بھائی علیؓ صلح کر لیں گے اور مل کر حملہ کر کے تجھ کو تیرے شہر سے نکال دیں گے اور تجھ پر زمین کو تنگ کر دیں گے تو اس کے بعد روم کا بادشاہ ڈر گیا اور واپس ہو گیا اگر مذہبی جنگ تھی تو صلح کرنے کا کیا مطلب ہوگا۔

دوسری دلیل: جب حضرت معاویہؓ کو حضرت علیؓ کی وفات کی خبر ملی تو تین دن کھانا نہیں کھایا پھر کئی دنوں کے بعد حضرت علیؓ کے خادم خاص حضرت ضرار ملک شام تشریف لائے تو ان کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کہا کہ حضرت علیؓ کی شان بیان کرو تو وہ حضرت علیؓ کے محاسن وفضائل ذکر کرتے تو حضرت معاویہؓ سنتے جاتے اور ساتھ ساتھ روتے جاتے اور کہتے جاتے کہ حضرت علیؓ تو اس سے بھی زیادہ اچھے تھے۔

حضرت علیؓ کی وفات کے بعد بھی حضرت معاویہؓ اور حسنؓ وحسینؓ میں مذہبی جنگ نہ تھی وہ بھی اختلاف آراء تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق نے کہا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور اصحاب علیؓ کے پاس خط لکھا کہ تم سب میرے پاس آ جاؤ تو حضرت حسنؓ ،حضرت حسینؓ، وحضرت قیسؓ بن عبادۃ شام میں آپ کے پاس پہنچے تو سب نے بیان کیا پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو بیعت کے لئے کہا تو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اگر ان میں مذہبی جنگ ہوتی تو یہ بیعت اور صلح کیسے ہوتی لہٰذا صرف اختلاف رائے اور اجتہادی اختلاف پر حضرت

معاویہؓ پر تنقید کرنے والا ایمان کی حلاوت سے خالی ہے۔

سوال: کہ جب دو میں نزاع واختلاف وجھگڑا ہو تو ان دو میں سے ضرور ایک سچا ہوگا اور ایک جھوٹا ہوگا تو جب حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ میں نزاع ہوا تو آخر ان سے ایک سچا ہوگا تو بتلاؤ سچا کون تھا۔

جواب: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو میں لڑائی ہو جاتی ہے نزاع ہو جاتا ہے مگر وہ دونوں سچے ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارون کی داڑھی مبارک سے پکڑ لیا جس پر حضرت ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور بالوں سے مجھے نہ پکڑو تو دیکھو دونوں میں نزاع تو ہوا مگر ہیں دونوں سچے اسی طرح حضرت علیؓ وحضرت معاویہؓ میں نزاع ہو گیا مگر ہیں دونوں سچے اگر تم کہو کہ وہ تو نبی تھے ان کو مغالطہ ہو گیا غلط فہمی ہو گئی خطا اجتہادی ہو گئی تو وہی ہمارا جواب حضرت علیؓ ومعاویہؓ کے بارے میں ہوگا اگر موسیٰ وہارون کے نزاع سے نبوت کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا تو علیؓ ومعاویہؓ کے نزاع سے بھی ان کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ کسی کو ان پر اعتراض کرنے اور انگلی اٹھانے کا حق پہنچتا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی تاریخ وفات ومدفن

آپ کی وفات ۶۰ھ ۲۲ رجب میں 78 سال کی عمر میں ہوئی اور آپ کو دمشق میں باب الصغیر میں دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت ضحاکؓ بن قیس نے پڑھائی۔عرب کے مدبر اعظم کی گورنری کی مدت 24 سال اور خلافت کی مدت 19 سال 3 ماہ تھی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت معاویہؓ کی توقیر وتعظیم کے عقیدہ پر موت دے حضرت معاویہؓ کو ظالم وفاسق وفاجر کہنے والا اور برا کہنے والا آپ پر بدگمانی کرنے والا بدزبانی کرنے والا آپ سے بغض رکھنے والا اہلسنت والجماعت سے خارج ہے

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

شانِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمہ اللہ کے علمی جانشین

شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر

شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** صاحب نور اللہ مرقدہ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

Mob 0300 6939448

شان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُ وْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ۔ (نور ع ۳)

وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْعَلٰی سَفَرٍ اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْداً طَیِّباً فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْراً (نساء ع ۷)

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ (احزاب ع ۱)

عَنْ اَنَسٍؓ بْنِ مَالِکٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ (رواہ البخاری)

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ شَوَّالٍ وَبَنٰی بِیْ فِیْ شَوَّالَ فَاَیُّ نِسَاءِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اَحْظٰی عِنْدَہٗ

مِنِّیْ (رواہ مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْماً یَا عَائِشُ ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُکِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ تَرٰی مَالَا اَرٰی تُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

(رواہ البخاری)

قَالَ حَسَّانٌؓ بِنْ ثَابِتٍ فِیْ مَنْقِبَۃِ السَّیِّدَۃِ الْعَائِشَۃؓ۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَاتُزَنُّ بِرِیْبَۃٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

ترجمہ: وہ ایک پاک دامن اور باوقار عورت ہے جس پر کسی شک وشبہ کی تہمت نہیں لگائی جاسکتی اور وہ صبح کرتی ہے اس حال میں کہ وہ بھوکی ہوتی ہے بے خبر عورتوں کے گوشت سے یعنی وہ گناہ سے بے خبر عورتوں کی غیبت نہیں کرتی۔

تیرا حجرہ امین خاص ہے ذات رسالت کا
بساط ارض پر یہی ہے ٹکڑا جنت کا۔
اس میں رحمت للعالمین رہتے تھے رہتے ہیں
یہی ٹکڑا ہے جس کو گنبد خضریٰ بھی کہتے ہیں
اسی سے حشر کے دن سرور کونین اٹھیں گے
مگر تنہا نہیں مع شیخین اٹھیں گے

تمہید۔

محترم سامعین میرے مکرم بزرگو عزیز نوجوانو اور میری معزز ہ وموقرہ دینی ماؤ بہنو بیٹیو۔

آج کے خطبہ کا موضوع حضرت عائشہ صدیقہؓ کائنات کی روحانی ماں کے فضائل و مناقب ہیں۔ پہلے مذکورہ تین آیات اور تین احادیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں پھر اپنی

اور کائنات کی روحانی ماں کے فضائل پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔

واقعہ افک

پہلی آیت سورۃ نور کے تیسرے رکوع کی ہے اس رکوع میں واقعۂ افک کا ذکر ہے جبکہ منافقین نے حرم نبوت سیدہ عائشہؓ پر بے بنیاد بہتان باندھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں سترہ آیات اتار کر حضرت عائشہؓ کی عفت و پاکدامنی کا اعلان فرمایا۔

اس تاریخی واقعہ کی تشریح بخاری شریف جلد ۲ کتاب التفسیر میں حضرت عروہؓ بن زبیر نے حضرت عائشہؓ کی زبانی بیان کی غزوہ بنوالمصطلق کہاں ہوا اور کیسے ہوا بیان کیا۔

نجد کے قریب مریسیع نام کا بنی مصطلق کا ایک چشمہ تھا شعبان ۵ ھ میں مسلمانوں کی اس چشمہ کے قریب معرکہ آرائی ہوئی مگر جنگ نہیں ہوئی بلکہ دشمن مرعوب ہو کر بھاگ گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی چونکہ اس غزوہ میں ظاہراً یہ لگتا تھا کہ جنگ نہیں ہو گی اس لئے منافقین کی بہت بڑی تعداد بھی شامل ہو گئی اور عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی موجود تھا یہ لوگ نبوت اور اسلام کے دشمن تھے خصوصاً حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے تو بڑے دشمن تھے اس لئے حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بدنام کرنے کے لئے بھی سازشیں کرتے تھے اب ان کو بدنام کرنے کا ایک موقعہ ہاتھ آ گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتخاب

حضور ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی غزوہ کے لئے جاتے تو ازواج مطہراتؓ میں قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکلتا اس کو سفر میں لے جاتے۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا رَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ

خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهٗ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ اس مرتبہ قرعہ نکلا تو اس سفر کی رفاقت کے لئے آپ نے میرا انتخاب کیا۔

حضرت عائشہؓ کا ہار مانگ کر پہننا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اِنَّهَا اِسْتَعَرَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قَلَادَةً کہ میں نے سفر پر جانے کے وقت اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے عاریۃً ہار لے لیا اور اس کو گلے میں پہن لیا۔

حضرت عائشہؓ کی سواری

حضرت عائشہؓ کی سواری علیحدہ تھی اس پر ہودج تھا آپ ہودج میں پردہ لٹکا کر بیٹھ جاتی تھیں اور ہودج اٹھانے والے اس کو اٹھا کر اونٹ پر باندھ لیتے تھے۔

غزوہ سے واپسی

جب غزوہ بنی مصطلق میں فتح ہوئی تو چند دن ٹھہرنے کے بعد آپ ﷺ نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا اور صحابہ کرامؓ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو راستہ میں رات ہوگئی آپ نے اس جگہ آرام کرنے کا حکم دیا تو لشکر نے رات کو وہاں آرام کیا پھر جب رات کے آخری حصہ میں روانگی ہونے لگی تو صحابہ کرامؓ اپنی اپنی ضروریات کے لئے کجاووں سے نیچے اترے اور حضرت عائشہؓ بھی اپنی ضرورت وقضاء حاجت کے لئے کجاوے سے اتر گئیں۔

حضرت عائشہؓ کے ہار کا گم ہونا

فرماتی ہیں فَلَمَّا قَضَيْتُ شَانِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ ظِفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي وَحَبَسَنِي ابْتِغَائُهُ تو جب میں ضرورت سے فارغ ہو کر لوٹی تو گلے پر ہاتھ لگایا تو ہار نہیں تھا کیونکہ ہار کی لڑیاں کمزور تھیں وہ پہلے بھی اسی طرح ٹوٹ جاتی تھیں اب حضرت عائشہؓ نے یہ ہار مانگا تھا اس لئے اس کی فکر لاحق ہوگئی تو اس کی تلاش میں دیر ہوگئی گمان یہ تھا کہ قافلہ روانہ ہونے سے پہلے ہی ہار مل جائے گا کیونکہ آپ کو سفر کا پہلے تجربہ بھی نہ تھا مگر جب واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا ہودج اٹھانے والوں نے یہ سمجھا کہ حضرت عائشہؓ ہودج میں ہیں اور پردہ پڑا ہوا ہے کیونکہ آپ کم سن بھی تھیں اور غذا زیادہ نہ کھاتی تھیں اس لئے آپ دبلی پتلی ہلکی پھلکی اور نحیف الجسم تھیں اس لئے کجاوہ اٹھانے والوں کو یہ گمان نہ ہوا کہ عائشہ موجود نہیں ہیں انہوں نے سمجھا کہ حضرت عائشہ ہودج میں موجود ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی استقامت وحکمت

تو جب قافلہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے نہایت استقامت سے یہ بات سوچی کہ آگے قافلہ والے جب مجھے نہ پائیں گے تو اسی جگہ ہی لوٹ کر تلاش کرنے آئیں گے اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ اس پڑاؤ میں رہوں تو آپ چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ گئیں۔

حضور ﷺ نے ایک صحابی حضرت صفوانؓ بن معطل کو مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلہ سے تین

چار میل پیچھے رہیں۔ اور لشکر کی گری پڑی چیزوں کی خبر گیری اور دیکھ بھال کرتے رہیں۔ تو صبح کے وقت وہ جب اس پڑاؤ پر آئے تو دور سے ان کو کوئی سفید کپڑا نظر آیا انہوں نے سمجھا کہ کوئی سامان ہے جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ کوئی آدمی سویا ہوا ہے تو آواز دی کہ کون ہو؟ کیا بات ہے حضرت عائشہؓ نے اپنے منہ سے کپڑا اٹھایا تو ان کی نظر سیدہ کے چہرے پر پڑی تو انہوں نے پہچان لیا کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے امی عائشہؓ کو دیکھا ہوا تھا تو حضرت صفوانؓ کی زبان سے ایک جملہ نکلا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ سیدہ فرماتی ہیں وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِيْ كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا پاکباز انسان نہیں دیکھا کہ جوان عورت ہو پھر جنگل ہو جہاں اور کوئی نہ ہو مگر اس کی زبان سے صرف یہی لفظ نکلا تو میں نے پھر منہ کو ڈھانپ لیا اس نے اپنا اونٹ میرے قریب بٹھا دیا جس سے میں سمجھ گئی کہ یہ مجھے سوار ہونے کیلئے کہہ رہے ہیں تو میں اونٹ پر سوار ہو گئی انہوں نے نکیل پکڑ لی ہم چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کو قافلہ نے جہاں پڑاؤ ڈالا تھا وہاں پہنچ گئے حضرت صفوانؓ نے اونٹ کو بٹھا دیا میں وہاں سے اتر کر اپنے اونٹ کے ہودج میں چلی گئی۔

منافق کی بدمعاشی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ۔

اس واقعہ کی وجہ سے بہت لوگ ہلاک ہوئے اور ان کا بڑا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا تو اس منظر کو دیکھ کر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور منافقین نے مدینہ

منورہ میں بدتمیزی کا طوفان برپا کر دیا اور حضرت عائشہؓ کی طہارت و عفت والے دامن کو داغدار کرنے کی ہر ممکن کوشش شروع کر دی۔

حضور ﷺ و صحابہؓ کی پریشانی

منافقین کی اس خباثت کا جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت ام رومانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کو علم ہوا تو ان پر غم و الم کے پہاڑ ٹوٹ گئے سب لوگ اضطراب و پریشانی کے عالم میں ہیں کہ آج منافقین نے نبوت کی رفیقہ و حبیبہ اور عفت و صداقت کی پیکر پر بہتان باندھا ہے پورے مدینہ اور تمام مسلمانوں کو اس بات نے رنج و تکلیف میں ڈال دیا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کلیجے پھٹنے لگے تمام کے چہروں پر غمگینی اور سوگواری کے اثرات تھے۔

مسلمانوں کی گواہی

سب مسلمان یہی کہہ رہے تھے کہ عائشہؓ پاک ہیں یہ منافقین کی سازش ہے اور سب مسلمان اس تہمت کی آواز کو سنتے ہی کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر کوئی تیرے بارے میں یہ کہتا تو تم مان لیتیں تو کہا استغفر اللہ کسی شریف زادی کے متعلق ایسا تصور نہیں کیا جا سکتا تو حضرت ابوایوبؓ نے کہا کہ عائشہؓ تو تم سے کہیں زیادہ شریف ہے تو کیا ان سے ایسا ہو سکتا ہے۔

بعض مسلمانوں کا مغالطہ و توبہ

مگر بعض سادہ لوح مسلمان بھی اس مغالطہ میں شریک ہو گئے جیسے حضرت

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت مسطحؓ بن اُثاثہ، حضرت حمنہؓ بنت جحش اور حضرت حسانؓ بن ثابت بھی شریک تھے مگر مسند بزار میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو حد تہمت لگائی پھر انہوں نے توبہ بھی کی اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کیا کیونکہ ان سے خطا اجتہادی ہوگئی تھی مگر اس سارے قصہ کا حضرت عائشہ کو ابھی تک علم نہ تھا۔

حضرت عائشہؓ کیلئے ان حالات کے علم کا سبب

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ام مسطحؓ کے ساتھ باہر قضاء حاجت کیلئے جارہی تھی مسطح صحابی رسول ہیں ام مسطح ان کی ماں ہے کسی چیز سے ان کو ٹھوکر لگی تو ان کا پاؤں پھسلا تو اس نے کہا تَعِسَ مِسْطَحْ کہ مسطح ہلاک ہو ماں نے اپنے بیٹے کو بددعا دی تو حضرت عائشہؓ نے کہا اَ تُسَبِّیْنَ رَجُلاً شَھِدَ بَدْرًا کہ تو اسکو بددعا دیتی ہے جو صحابی رسول ﷺ ہے اور بدر میں شریک ہوا تو ام مسطح نے کہا تجھے پتہ نہیں ہے کہ جو لوگ تجھ پر الزام لگا رہے ہیں یہ میرا بیٹا بھی ان تہمت لگانے والوں میں شامل ہے تو میں اسی خیال میں جارہی تھی کہ میرا بیٹا اس میں کیوں شامل ہوگیا تو میرا پاؤں پھسل گیا۔

حضرت عائشہؓ کی پریشانی

جب ام مسطح نے حضرت عائشہؓ کو یہ قصہ سنایا تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں پہلے سے بیمار تھی کیونکہ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک مہینہ بیمار پڑ گئی مگر اس بات کے سننے کے بعد میری بیماری اور بڑھ گئی اور میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی میرے اوپر اتنا بوجھ ہوا کہ میں اپنی ضرورت کو بھول گئی اور واپس گھر کو لوٹی جب میں گھر میں پہنچی تو مجھے سخت بخار ہوگیا پورے بدن میں لرزہ طاری تھا ایک دو دن اسی

طرح گزرے حضور ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو دور سے کھڑے ہو کر پوچھ لیتے کہ کَیْفَ حَالُكِ؟ تیرا حال کیسے ہے؟

حضرت عائشہؓ کا والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میں نے یہ منظر دیکھا کہ حضور ﷺ کا پہلے والا التفات اور محبت والفت والا انداز نہیں ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میری طبیعت زیادہ خراب ہے اگر مجھے اجازت ہو تو میں میکے چلی جاؤں۔

مقصد یہ تھا کہ اس خبر کی پوری حقیقت معلوم کروں مگر یہ خیال بھی تھا کہ محبت رکھنے والا شوہر اجازت نہیں دے گا کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اجازت مانگی ہو اور حضور ﷺ نے فوراً اجازت دے دی ہو بلکہ فرماتے تھے نہ جاؤ، گھر میں ٹھہرو کیا کام ہے، کس لئے جاتی ہو، مگر آج انداز دوسرا تھا میں نے اجازت مانگی فوراً کہہ دیا کہ جاؤ بس اس وقت یک دم میری چیخ نکلی کہ مہر و محبت کا انداز بدل گیا تو جب آپ نے اجازت دے دی تو میں میکے چلی آئی گھر میں آ کر دل خراش منظر دیکھا کہ میرے والد چارپائی پر بیٹھ کر قرآن پڑھ رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں میں نے کہا ابا تیری بیٹی غمگینی کے عالم میں تیرے پاس آئی ہے کہ میرے شوہر پیغمبر نے توجہ ہٹا لی ہے منہ پھیر لیا ہے وہ بولتے نہیں اور محبت کے وہ انداز ختم ہو گئے ہیں میں تو پریشان ہوں باپ نے کہا میں خود تیری وجہ سے پریشان ہوں کیونکہ پورے مدینہ میں طوفان ہے کہ ابوبکرؓ کی بیٹی عائشہؓ کا دامن داغدار ہو گیا ہے یہ اکیلی رات دن میں صفوانؓ بن معطل کے ساتھ تھی اب تو میں مدینہ کی گلیوں میں نکل نہیں سکتا لوگ کہتے ہیں یہی ابوبکرؓ ہے جس کی بیٹی پر تہمت لگی ہے ادھر میری والدہ ام رومانؓ مصلّٰی پر بیٹھ کر رو رہی ہے وہ

اپنی جگہ پریشان ہے میں دو تین دن رہی مگر دن رات میری آنکھوں سے آنسو جاری رہتے اور اپنی آنکھوں میں سرمہ لگانا بھول گئی بالوں میں کنگھا دینا یاد نہ رہا' کپڑوں کو دھونا بھول گئی' بس سارا ماحول اجڑ گیا والد مجھے دلاسہ دیتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ اس طرح تیرا کلیجہ پھٹ جائے گا صبر کر اور والدہ مجھے سمجھاتی ہے کہ جو بیوی اپنے خاوند کی چہیتی ہو اس کو ایسی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی صحابہؓ وصحابیاتؓ

وازواج مطہراتؓ سے مشاورت

جب پیغمبر اور ابوبکرؓ اور ام رومانؓ اور سارا مدینہ سوگوار تھا تو آپ نے مشاورت کی آپ نے حضرت اسامہؓ سے مشورہ طلب کیا تو حضرت اسامہؓ بن زید نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْراً کہ عائشہؓ پاک ہے آپ کا دامن داغدار نہیں ہو سکتا۔

حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ عائشہؓ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے کہا محبوب مجھے یہ بتائیں کہ آپ کے بدن پر گندی مکھی بیٹھتی ہے؟ فرمایا نہیں آپ کے بدن کے کپڑوں میں جوئیں ہوتی ہیں؟ فرمایا نہیں آپ کے پسینہ میں بدبو ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں تو حضرت عثمانؓ نے کہا جب اللہ نے آپ کے بدن کے کپڑوں کو ان مکروہ چیزوں سے پاک رکھا ہے تو وہ اللہ آپ کے بستر کو بھی قیامت تک پاک رکھے گا عائشہؓ کا دامن صاف ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ فیصلہ میں جلدی نہ کریں بلکہ اس کے متعلق پوچھیں مزید تحقیق کریں عائشہؓ آپ کی عفیفہ پاکیزہ ہے۔

حضرت علیؓ سے کہا تو انہوں نے کہا لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ ۔ کہ عورتوں کی تو کمی نہیں ہے اس سے اشارہ تھا کہ اگر اس پر تہمت لگ چکی ہے جس کی وجہ سے آپ پریشان ہیں تو اس کو طلاق دے دیں اور دوسری عورت سے نکاح کر لیں مگر اس سے پہلے اپنی خادمہ حضرت بریرہؓ سے مشورہ کر لیں وہ گھر کے حالات کو جانتی ہے وہ سچ بتا دے گی تو آپ نے بریرہؓ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو بریرہؓ نے کہا۔ یعنی اور تو کوئی بات نہیں ہے نہ اس میں کوئی عیب ہے البتہ ابھی ان کا بچپن ہے جب سو جاتی ہے تو بکری آٹا کھا جاتی ہے۔ مگر جب اس سے صاف لفظوں میں پوچھا گیا تو کہنے لگی سُبْحَانَ اللهِ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلىٰ تِبْرِ الذَهَبِ الْاَحْمَرِ کہ سبحان اللہ اللہ کی قسم جس طرح سونار کھرے سونے کو جانتا ہے اسی طرح میں بھی ان کو جانتی ہوں ان کے دامن پر کوئی داغ نہیں ہے۔ عفیفہ اور زر خالص ہے۔

حضرت علیؓ کا یہ کہنا کہ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ حسد و بغض کی بناء پر نہیں تھا بلکہ محض آپ کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے یہ انداز اختیار کیا۔ آپ نے حضرت زینبؓ بن جحش سے سوال کیا تو انہوں نے کہا أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا میں اپنے کانوں کو ایسی فضول باتیں سننے سے اور اپنی آنکھوں کو ایسے ناپسندیدہ مناظر دیکھنے سے محفوظ رکھتی ہوں۔ خدا کی قسم مجھے عائشہؓ کے بارے میں کوئی بات سوا خیر اور بھلائی کے معلوم نہیں ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے مشورہ طلب کیا کہ میری عائشہؓ کے متعلق آپ کا خیال کیا ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا حضرت میرا سوال ہے کہ عائشہؓ کا آپ کے ساتھ نکاح ہم نے کرایا یا اللہ نے یہ انتخاب ہمارا تھا یا اللہ کا۔

عائشہؓ آپ کے گھر میں خود آئی یا اللہ نے اس کو بھیجا۔

اس کا انتخاب فرش پر ہوا یا عرش پر۔

حضورؐ نے فرمایا عمر عائشہؓ کا میرے ساتھ نکاح اللہ نے کرایا ہے یہ اللہ کا انتخاب ہے اللہ نے اس کو میرے گھر بھیجا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا محبوب جب اللہ کا انتخاب ہے تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ محمدؐ پاک ہو اور بیوی ناپاک ہو سُبۡحَانَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ پھر کہا اے اللہ کے رسول جیسے اللہ ہر معاملہ میں آپ کی رہنمائی فرماتے ہیں اسی طرح اس معاملہ میں ضرور رہنمائی فرمائیں گے آپ وحی کا انتظار کریں جب حضرت عمرؓ نے یہ کہا تو آپ کا چہرہ چمک اُٹھا سکون اور اطمینان ہوا آپ نے کہا جَزَاكَ اللّٰهُ يَا ابۡنَ الۡخَطَّابِ اے خطاب کے بیٹے اللہ تجھے بہتر بدلہ دے تو نے میری گرانی اور بوجھ کو دور کر دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ دیا اور فرمایا أَشِيۡرُوۡا عَلَيَّ فِيۡ أُنَاسٍ أَبَنُوۡا أَهۡلِيۡ ان لوگوں کے متعلق مجھے مشورہ دو جنہوں نے مری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے پھر فرمایا وَاَيۡمُ اللّٰهِ مَا عَلِمۡتُ عَلٰى أَهۡلِيۡ مِنۡ سُوۡءٍ اللہ کی قسم میں نے اپنی اہلیہ میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور فرمایا وَاَبَنُوۡ هُمۡ بِمَنۡ وَاللّٰهِ مَا عَلِمۡتُ عَلَيۡهِ مِنۡ سُوۡءٍ قَطُّ اور جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی اس میں بھی میں نے کوئی برائی نہیں دیکھی۔

حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ کے گھر

حضور ﷺ ان بیانات کے سننے کے بعد سیدھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر گئے کہا عائشہ کہاں ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ وہ تو دو تین دن سے اپنے کمرہ

میں مصلّٰی پر بیٹھی رو رہی ہے۔ حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے حضرت ابو بکرؓ اور ام رومانؓ بھی ساتھ ہیں حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے قریب بیٹھ کر فرمایا یَاعَائِشَةُ إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِيْ إِلَيْهِ اگر غلطی ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لے اور توبہ کر لے اللہ قبول کر لے گا اور اگر تجھ سے یہ جرم نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ خود تیری طہارت و پاکیزگی کا اعلان کرے گا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے آنسو خشک ہو گئے کہ حضور ﷺ اس طرح فرما رہے ہیں میں نے والدین کی طرف اشارہ کیا کہ تم حضور ﷺ کو جواب دو لیکن وہ کیا کہتے وہ خود پریشان تھے۔ پہلے والد سے کہا أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مگر انہوں نے کہا وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ پھر والدہ سے کہا أَجِيْبِي رَسُوْلَ اللّٰهِ تو اس نے بھی یہی کہا وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تو سیدہ فرماتی ہیں کہ دفعۃً میرے بہنے والے آنسو خشک ہو گئے اور آنکھوں میں ایک قطرہ بھی بہنے والا نہ تھا اور دل میں اپنی برأت کے لئے اطمینان محسوس ہوا۔

حضرت عائشہؓ کا اظہارِ حقیقت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے خود جواب میں کہا لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ بِذَالِكَ وَلَئِنْ اِعْتَرَفْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ کہ اے اللہ کے رسول اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں اگر میں اقرار کروں تو یہ حقیقت کے خلاف ہے اور اگر میں انکار کروں تو لوگ کب یقین کریں گے اس وقت پریشانی کے عالم میں مجھ سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ وَاللّٰهِ مَا

أَجِدُ لَكُمْ مَثَلاً إِلَّا قَوْلَ أَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلىٰ مَاتَصِفُوْنَ کہ آج میری مثال اس یوسف کے باپ کی ہے (فرماتی ہیں مجھے اس پریشانی کی وجہ سے یوسف کے باپ یعنی حضرت یعقوب کا نام بھی بھول گیا) جس پر اپنے لخت جگر کی پریشانی آئی تو اس نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلىٰ مَاتَصِفُوْنَ حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی کہ یا اللہ میرا سارا غم تیرے حوالے میں صبر کروں گی تو ہی مدد کرے گا۔

حضور ﷺ یہ جواب سن کر کمرہ سے باہر تشریف لے گئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور بستر پر لیٹ گئی اور پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سر سجدہ میں ڈالا اور رو کر دعا کی یا اللہ تو نے مجھے پیغمبر کی عزت بنایا محمد کی حرم بنایا' پیغمبر کا لباس بنایا' دین کے دشمن یہودی 'عیسائی' منافقین پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ عائشہؓ داغدار ہو گئی یا اللہ یا زمین کو چیر کہ مجھے نگل جائے یا میرے شوہر پیغمبر کو راضی کر دے اور میری صفائی ظاہر ہو جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ امید نہ تھی کہ میری صفائی میں اللہ وحی قرآنی نازل فرمائیں گے بلکہ یہ خیال تھا کہ حضور ﷺ کو خواب کے ذریعہ میری صفائی بتائی جائے گی اور حضور ﷺ ابھی ہمارے گھر تھے کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور پیشانی سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا وحی کے اثرات نمودار ہونے لگے حضور ﷺ نے چادر اوڑھ لی اور اب حضرت ابوبکرؓ کانپنے لگے ام رومانؓ لرزنے لگی کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ نے چادر اپنے چہرہ سے ہٹائی اور آپ کا چہرہ چمک رہا تھا اور آپ ہنس رہے تھے اور فرمایا يَا عَائِشَةَ أَمَّا اللهُ قَدْ بَرَّأَكِ اے عائشہؓ خوش ہو جا اللہ نے تیری برأت کا اعلان فرمایا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ابوبکرؓ

سے کہا بُشریٰ لَكَ يَا اَبَابَكر قَدْ اَنْزَلَ فِيْ بِنْتِكَ كِتَابُ اللهِ اے ابوبکر تو خوش ہو جا کہ اللہ نے تیری بیٹی عائشہؓ کی برأت میں قرآن کی سترہ آیات نازل فرمادی ہیں جو اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ سے شروع ہوتی ہیں جن کا آخری حصہ میں نے تلاوت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک اصول اور ضابطہ ذکر کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ گندی اور پلید اور ناپاک عورتیں گندے اور پلید اور ناپاک مردوں کے لائق ہیں وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ گندے اور پلید اور ناپاک مرد گندی اور پلید اور ناپاک عورتوں کے لائق ہیں وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ پاکیزہ اور ستھرے مرد پاکیزہ اور ستھری عورتوں کے لائق ہیں وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ پاکیزہ اور ستھری عورتیں پاکیزہ اور ستھرے مردوں کے لائق ہیں

جب نبی پاک ہے تو عائشہؓ بھی پاک ہے

پھر ان پاکیزہ مرد و عورتوں کے تین نتائج ذکر کیے ہیں

پہلا نتیجہ۔ دنیوی ہے کہ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ کہ منافق جو کچھ تہمت کی باتیں کر رہے ہیں وہ ان سے بری اور پاک ہیں عائشہؓ کا دامن بھی صاف ہے اور صفوانؓ بن معطل کا دامن بھی صاف ہے

دوسرا نتیجہ۔ اخروی ہے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ کہ اللہ نے ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا ہے

تیسرا نتیجہ۔ اخروی ہے وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ کہ اللہ ان کو جنت میں عمدہ رزق دیں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نازو فنافی التوحید کا منظر

جب حضور ﷺ نے عائشہؓ کی براءت کی خوشخبری سنائی تو حضرت ابوبکرؓ اور ام رومانؓ نے عائشہؓ سے کہا کہ اللہ نے تیری صفائی بیان کردی ہے۔ تیرا خدا تجھ سے راضی ہے۔ تیرا شوہر مصطفےٰ ﷺ تجھ سے راضی ہے تیرا والد بھی مسرت میں ہے تیری والدہ بھی خوش ہے پورے صحابہؓ مسرت اور خوشی میں ہیں۔ پورا مدینہ خوش ہے منافقوں کے چہرے سیاہ ہوگئے اب قُوْمِیْ اِلَیْهِ یعنی رونا بند کردے اور آیات قرآنی کو سن اور اُٹھ حضور ﷺ کا استقبال کر حضور ﷺ کے ہاتھوں کو بوسہ دے حضور ﷺ کا شکریہ ادا کر آپ کے قدم پکڑ لے تو حضرت عائشہؓ اس وقت فنافی التوحید تھی اور مقام ناز میں تھی کہنے لگی لَا اَقُوْمُ اِلَیْهِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰہَ ایک وقت تھا کہ جب حضور ﷺ نے توجہ ہٹالی نہ والد جواب دے رہا تھا نہ والدہ جواب دے رہی تھی آج کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی بلکہ وضو کرکے سر سجدہ میں رکھ کر اس رب کا شکریہ ادا کروں گی جس نے عرش سے میری صفائی کا اعلان بھیج دیا۔

آپ نے واقعہ افک کا خلاصہ سنا اب اس قصہ سے ہمیں جو عقائد اور حضرت عائشہؓ کے فضائل کی راہنمائی ملتی ہے اس پر غور کریں۔

عقیدہ (۱)۔ عالم الغیب: یعنی پوشیدہ چیزوں کے جاننے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اللہ کے ماسوا انبیاء و ملائکہ و اولیاء و انس و جن کوئی عالم الغیب نہیں غیب دان صرف اللہ ہے۔

عقیدہ (۲)۔ حاضر و ناظر۔ یعنی ہر ایک کا حال دیکھنے والا اور ہر جگہ موجود

صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ کے سوا اور کوئی حاضر و ناظر نہیں ہے یہ دونوں عقیدے اس واقعہ سے ثابت ہوتے ہیں۔

پہلی دلیل۔ حضور ﷺ نے قافلہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عائشہؓ ہودج میں نہ تھی اور صحابہؓ نے اس کجاوا کو اٹھا کر رکھ دیا اور قافلہ روانہ ہو گیا اگر حضور ﷺ اور صحابہؓ کو علم غیب ہوتا کہ عائشہؓ کجاوے میں نہیں ہے تو آپ اور صحابہ کرامؓ روانہ نہ ہوتے اور اگر حاضر و ناظر ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ عائشہؓ فلاں جگہ ہار تلاش کر رہی ہے تو پھر قافلہ کو روانگی کا حکم کیسے دیتے۔

دوسری دلیل۔ حضور ﷺ کی صحابہؓ سے مشاورت ہے مشورہ وہ کرتا ہے جس کو حقیقت کا علم نہ ہو۔ جب حضور ﷺ صحابہؓ سے اپنی بیوی کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں اور پوچھ گچھ کر رہے ہیں تو معلوم ہوا حضور ﷺ وصحابہؓ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ تھے ورنہ تحقیق کی ضرورت نہ ہوتی۔

تیسری دلیل۔ چالیس دن حضور ﷺ کا پریشانی کے عالم میں روتے رہنا یہ دلیل ہے کہ پیغمبر و صحابہ عالم الغیب و حاضر ناظر نہیں ورنہ اتنی پریشانی کیوں اُٹھاتے۔

چوتھی دلیل۔ حضور ﷺ کا عائشہؓ سے یہ کہنا کہ اگر تو نے غلطی کی تو توبہ کر اور اگر تو نے غلطی نہیں کی تو اللہ تیری براءت بیان کرے گا یہ دلیل ہے کہ حضور ﷺ عالم الغیب و حاضر ناظر نہیں ورنہ حضور ﷺ فرما دیتے کہ تو نے غلطی نہیں کی۔ حضور ﷺ اس وقت

بولے جب اللہ نے بلوایا ہے

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل
جبرائیلش ہم نہ گفتے تا نہ گفتے کرد گار

عقیدہ (۳) حضورﷺ اور صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ اور تمام اہلبیتؓ پاک ہیں

پہلی دلیل۔ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبَاتِ کے جملے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ نبی بھی پاک ہے اور نبی کا خاندان بھی پاک ہے صحابہؓ اور صحابیاتؓ بھی پاک ہیں۔

دوسری دلیل۔ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ کے جملے ہیں کہ جن پر منافقوں نے تہمت لگائی ہے وہ اس نجاست سے بری اور پاک ہیں اللہ نے ان کی مغفرت فرما دی ہے آخرت میں ان کے لئے عمدہ ثمرہ تیار کیا ہے تو ان کے متعلق کسی کو بھونکنے کی اجازت نہیں ہے۔

تیسری دلیل۔ حضورﷺ کا یہ جملہ وَاَیْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ مِنْ سُوْءٍ جس سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ بھی پاک ہے اور صفوانؓ بن معطل بھی پاک ہے

سیدہ رتبہ ہے بڑا تیرا تیری شان بڑی ہے
اے مادر امت میرا ایمان یہی ہے

عقیدہ (۴)۔ حضرت عائشہؓ کے افک کا قائل عائشہؓ پر تہمت و بہتان باندھنے والا

نبی کی عزت وعفت اور روحانی ماں کو بھونکنے والا قرآن کی ان سترہ آیات کا منکر ہے

پہلی دلیل ۔ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ کی آیت ہے اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو ایسا کیوں نہیں کہا کہ ہمارے لئے اس سلسلہ میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اے اللہ تو پاک ہے یہ کھلا بہتان ہے اب يَعِظُكُمُ اللّٰهُ الخ :اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ قیامت تک پیغمبر کے گھرانے کے متعلق خصوصاً حضرت عائشہؓ کے متعلق زبان درازی نہ کرنا اگر مومن ہو معلوم ہوا اگر حضرت عائشہؓ کے خلاف بولو گے تو تمہارا ایمان چھین لیا جائے گا۔

دوسری دلیل ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کی آیت ہے کہ جو لوگ پاکدامن غافل ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اس لئے حضرت عائشہؓ کے دشمن پر لعنت ہوگی۔

عائشہؓ جو تیرا مخالف ہے وہ بدبخت وشقی ہے
حاسد تیرا عرفان و صداقت سے تہی ہے

حضرت عائشہؓ کی فضیلت رحمٰن وقرآن کی زبانی

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرماتے تھے کہ جب حضرت یوسفؑ پر تہمت لگی تو بچے نے گواہی دی۔

وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ فَلَمَّا رَأَىٰ قَمِيصَهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ (یوسف ع ۳) زلیخا کے خاندان سے ایک بچے نے گواہی دی کہ اگر یوسفؑ کی قمیص آگے سے پھٹی ہے تو زلیخا سچی ہے اور یوسفؑ جھوٹے ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو زلیخا جھوٹی ہے اور یوسفؑ سچے ہیں جب قمیص کو دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹی تھی تو کہا یہ زلیخا کا مکر ہے اور عورتوں کا مکر خدا کی پناہ!

اور جب حضرت مریمؑ پر تہمت لگی تو بھی بچے نے گواہی دی۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا۔ (مریم ع ۲)

جب مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا تو وہ کہنے لگے ہم اس سے کیسے بات کریں جو ابھی بچپن کے حال میں گھوارہ کے اندر ہے

تو حضرت عیسیٰؑ نے گواہی دی

اور جب حضرت عائشہؓ پر تہمت لگی تو اللہ نے عرش سے اتر کر عدالت کے

کٹہرے میں خود گواہی دی کہا محبوب عائشہؓ تیری عزت تیری ناموس تیرا لباس ہے اس کی پاکدامنی کا اعلان تجھ سے ابوبکرؓ سے ام رومانؓ سے صحابہؓ سے اہل مدینہ سے شمس و قمر و کواکب شجرات و حجرات و نباتات' سورج' چاند' ستارے' درخت' پہاڑ' جانوروں سے بھی کرا سکتا ہوں مگر عائشہؓ کی عظمت کے پیش نظر آج اس کی پاکدامنی کا اعلان میں خدا خود آپ کروں گا۔

عائشہؓ تیری عظمت پر قربان۔ جہاں جہاں یہ قرآن پڑھا جائے گا تیری صداقت وعفت کا اعلان ہوتا رہے گا کبھی مسجد کے محراب و منبر میں' کبھی مدرسہ کے درو دیوار میں' کبھی جلسہ گاہ میں' کبھی جنگل و بیابان میں' کبھی دکان میں' کبھی رمضان میں جس جگہ بھی قرآن کی تلاوت ہوگی تیری صداقت و عفت کے چرچے ہوں گے

اعدائے رسالت نے جو بہتان لگایا
خالق نے تجھے اس سے بری کر کے دکھایا
رتبہ تیرا اللہ نے یوں جگ میں بڑھایا
ناموس پیغمبر تجھے مولیٰ نے بنایا
سورۃ نور تیری شان میں اتری
تطہیر کی آیت تیری برہان میں اتری

واقعہ تیمم

دوسری آیت سورۃ نساء کے ساتویں رکوع کی ہے اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی عظمت کا ذکر ہے کیونکہ اس کا شان نزول بخاری جلد اول کتاب المناقب باب فضل ابی بکرؓ میں اس طرح ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ

بَعْضِ اَسْفَارِہٖ ایک سفر میں میرے نام کا قرعہ نکلا اور ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

یہ دوسرا سفر تھا جس میں عائشہؓ ساتھ تھیں اور سیدہ فرماتی ہیں میں نے اسماء سے ہار عاریۃً مانگ لیا تھا تو حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ اَوْبِذَاتِ الْجَیْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِیْ میرا ہار ٹوٹ گیا گر گیا گم ہو گیا یہ دوسری بار سیدہ کا ہار گم ہوا تھا۔ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَی الْتِمَاسِہٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ حضور ﷺ اور صحابہؓ اس ہار کی تلاش میں ٹھہر گئے ہار کے تلاش کرنے میں دیر لگ گئی وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وضو کے لئے اس جگہ پانی نہ تھا صحابہ کرامؓ کو پریشانی ہوئی کہ پانی اس جگہ نہیں دوسری منزل پر ہے اگر دیر ہو گئی تو نماز فجر ضائع ہو جائے گی تو فَاَتَی النَّاسُ اَبَابَکْرٍ تمام صحابہ میرے والد حضرت ابو بکرؓ کے پاس آ گئے اور کہا آلا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَۃُ کہ عائشہؓ نے حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو روک رکھا ہے وہ سب اس کے ہار کی تلاش میں ہیں ادھر یہ ہوا کہ حضور ﷺ کچھ دیر کیلئے آرام فرما رہے تھے فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاضِعٌ رَاْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْنَامَ حضور میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے اس حال میں حضرت ابو بکرؓ آئے تو سخت سست الفاظ میں تنبیہ کی اور فرمایا پانی نہیں ہے اور تو سب کے رکنے کا سبب بنی ہوئی ہے۔ وَجَعَلَ یَطْعُنُنِیْ بِیَدِہٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ وہ میری کوکھ اور پسلی میں اپنے ہاتھ اور انگوٹھے سے کونچے لگا رہے تھے (والد اپنی بیٹی سے معاملہ کر سکتا ہے نہ یہ گناہ ہے نہ عیب ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّکِ اِلَّا مَکَانَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی فَخِذِیْ کہ مجھے حرکت کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر صرف حضور ﷺ کا میری ران پر سر رکھ کر آرام کرنا مانع تھا باوجود تکلیف کے میں نے وجود کو ہلایا نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حَتّٰی أَصْبَحَ عَلٰی غَیْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰہُ آیَةَ التَّیَمُّمِ تو جب صبح ہوئی اور پانی بھی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی اور اصول وقاعدہ بیان کردیا کہ اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا قضاء حاجت سے فارغ ہوئے یا عورتوں سے مجامعت کی اور تم کو پانی نہیں ملتا تو پاک مٹی کا قصد کرو اور تیمم میں ایک مرتبہ منہ پر ہاتھ پھیرو اور دوسری مرتبہ ہاتھوں پر بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے اور بخشنے والا ہے اس کے بعد صحابہؓ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور حضرت اسید بن حضیرؓ نے جوش محبت میں یہ جملہ کہا مَا هِیَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ یَا آلَ أَبِیْ بَکْرٍ کہ اے ابوبکرؓ کی اولاد یہ تمہاری پہلی برکت نہیں اور پھر فرمایا جَزَاكِ اللّٰہُ خَیْرًا فَوَاللّٰہِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰہُ لَكِ مِنْہُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِیْنَ فِیْہِ بَرَكَةً اے عائشہ اللہ تجھے بہتر بدلہ دے کہ جب بھی تم پر کوئی مصیبت آئی ہے تو اللہ نے اس سے نکلنے کا سبب بنا دیا اور اس کی وجہ سے اللہ نے مسلمانوں کے لئے برکت پیدا فرمادی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فَبَعَثْنَا الْبَعِیْرَ الَّذِیْ كُنْتُ عَلَیْہِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَہٗ کہ ہم نے وہ اونٹ اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے پڑا ہوا تھا۔ اور وہ ہار ہمیں مل گیا۔

اس قصہ سے بھی ہمیں صحیح عقیدہ اور عائشہؓ کی فضیلت کا درس ملتا ہے چنانچہ اس سے یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ عالم الغیب اور حاضر وناظر صرف اللہ تعالیٰ ہے حضور ﷺ یا صحابہؓ عالم الغیب وحاضر ناظر نہیں۔

پہلی دلیل۔ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَی الْتِمَاسِہٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ کا جملہ

ہے کہ حضور ﷺ اور صحابہؓ اس ہار کو تلاش کر رہے تھے کسی چیز کو تلاش وہ کرتا ہے جس کو غیب کی خبر نہیں اور وہ ہر جگہ موجود نہیں ہر چیز کے حال کو دیکھنے والا نہیں اگر عالم الغیب و حاضر ناظر ہوتے تو تلاش نہ کرتے۔

دوسری دلیل۔ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِیْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ کا جملہ ہے اگر حضور ﷺ وصحابہؓ عالم الغیب وحاضر ناظر ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ہار اونٹ کے نیچے پڑا ہوا ہے جن کو اونٹ کے نیچے والی چیز کا علم نہیں وہ سارے جہان کی پوشیدہ اشیاء کا علم کیسے رکھتے ہیں اور یہ ہر جگہ موجود کیسے ہو سکتے ہیں اور ہر چیز کو کیسے دیکھنے والے ہو سکتے ہیں۔

اللہ نے کہا جبرئیل لبیک یا رب جلیل فرمایا دیر نہ لگا میں رب عائشہؓ کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔

اے نبی تو بھی پریشان نہ ہو۔

اے نبیؐ کے صحابہؓ تم بھی پریشان نہ ہو۔

اے ابوبکرؓ تو بھی عائشہؓ پر ناراض نہ ہو۔

آج رب نے عائشہؓ کے طفیل رسول اللہ کی پوری امت کو یہ عظیم انعام دے دیا ہے کہ اصول اور قاعدہ اور ضابطہ بنا دیا ہے کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تمہیں تیمم کا حکم عطا فرما دیا پانی نہیں تیمم کر کے نماز تم پڑھو قبول رب کرے گا۔

نبی کی ازواج مطہراتؓ

تیسری آیت سورۃ احزاب کے پہلے رکوع کی ہے اس میں بھی حضرت عائشہؓ کی عظمت

کا ذکر ہے کیونکہ اس کے شان نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ عرب کے ایک رئیس اور سردار نے کہا تھا کہ اگر حضور ﷺ کی وفات ہوگئی اور عائشہؓ زندہ رہی تو اس سے میں شادی کروں گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کہ نبی اکرم ﷺ کا تعلق تمام مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے کیونکہ اگر نفس برا ہو تو وہ بدخواہ ہے اور حضور ﷺ تو خیر خواہ ہیں اور اگر نفس اچھا ہو تو اس سے بھی بعض اچھائیاں پوشیدہ رہتی ہیں جن کا وہ مشورہ نہیں دے سکتا مگر حضور ﷺ کو تو اللہ نے تمام ضروری بھلائیوں کا علم عطا فرما دیا ہے جس کی آپ نے مومنین کو تعلیم دی ہے اس لئے نفع پہنچانے میں حضور ﷺ مومن کے ساتھ جان سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہر مومن کا باپ اس کا جسمانی باپ ہوگا مگر حضور ﷺ تمام امت کے روحانی باپ ہیں پھر فرمایا وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کہ نبی کی تمام بیویاں مومنین کی مائیں ہیں ماں کا کام اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت ہے تو حضور ﷺ کی ازواج مطہراتؓ نے بھی جو پیغمبر کی تعلیمات کو حاصل کیا اس کے ذریعہ اپنی روحانی اولاد کی تعلیم و تربیت کی تو اسلئے ہر مومن کی ماں اس کی جسمانی ماں ہوگی مگر حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ان کی روحانی مائیں ہوں گی (یہ مسئلہ الگ ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج کو جیسے تعظیماً ماں کہا گیا ہے ویسے حرمت نکاح کے اعتبار سے بھی حضور کی ازواج مائیں ہیں۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات سے تمہارے لئے نکاح کرنا حرام ہے) اس آیت سے صحیح عقیدہ کی رہنمائی ہوتی ہے اور حضرت عائشہؓ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی ہے کہ سیدہ تمام امت کی ماں ہے۔

تین آیات کی تشریح کے بعد اب تین احادیث کی تشریح دیکھ لیں۔

حضرت عائشہؓ کی فضیلت نبی آخرالزمان ﷺ کی زبانی

پہلی حدیث۔ بخاری شریف میں حضرت انسؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتوں پر عائشہؓ کی فضیلت اس طرح ہے جیسے ثرید کے کھانے کو تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

بخاری شریف میں دوسری روایت ہے جس میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں مرد تو بہت کامل گزرے ہیں مگر عورتوں میں دو عورتیں کامل گزری ہیں ایک مریم بنت عمران دوسری آسیہ فرعون کی بیوی مگر عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر تو حضرت عائشہؓ کی عظمت کا اظہار کرنے والے نبی آخرالزمان کی جو مانے وہ مسلمان جو انکار کرے وہ بے ایمان

دوسری حدیث۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے چونکہ کسی زمانہ میں شوال میں طاعون ہوا تھا اس لئے جاہلیت والے شوال کے مہینہ کو منحوس سمجھتے تھے اور اب اس میں تقریب نکاح نہ کرتے تھے تو اس لئے حضور ﷺ نے ان کی تردید کے لئے اور اس مہینہ کی عظمت کو واضح کرنے کے لئے میرے ساتھ نکاح بھی شوال میں کیا اور رخصتی بھی شوال میں ہوئی پھر عائشہؓ فرماتی تھیں کہ تمام بیویوں میں مجھ سے کون زیادہ حضور ﷺ کے قریب ہے اور زیادہ نصیب والی ہے جب عائشہؓ کے نکاح سے ماہ شوال کی فضیلت ظاہر ہوئی تو خود عائشہؓ کی فضیلت ظاہر نہ ہوگی۔

تیسری حدیث۔ ابوسلمہؓ کی روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا یا عائش یہ منادی مرخم کہلاتا ہے اور اور منادی میں ترخیم اور اختصار شفقت ومحبت کی وجہ سے ہوتا ہے تو حضور ﷺ نے اپنی محبوبہ رفیقہ کو محبت کی بناء پر یا عائش کہا یہ جبرئیل ہے جو تجھ پر سلام کہتا ہے تو حضرت عائشہؓ نے کہا حضور ﷺ میری طرف سے بھی اس پر سلام کہہ دیں اور آپ تو جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں اور میں نہیں دیکھ رہی۔ اس سے بھی عائشہؓ کی عظمت ظاہر ہوئی کہ جبرئیل بھی ان کو سلام کرنے آتے ہیں

حضرت عائشہؓ کی فضیلت، صحابہؓ وتابعین کی زبانی

ترمذی شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے نقل کیا گیا ہے آپ فرماتے ہیں مَااَشْكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَئَلْنَا عَائِشَةَؓ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا

جب بھی اصحابِ محمد ﷺ کو کوئی علمی مشکل پیش آتی تو اس کا حل ہمیں حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس مل جاتا۔

طبرانی میں حضرت معاویہؓ کا قول منقول ہے

وَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ خَطِيْبًا قَطُّ اَبْلَغَ وَلَا اَفْصَحَ وَلَا اَفْطَنَ مِنْ عَائِشَةَؓ

اللہ کی قسم میں نے فصاحت وبلاغت وفطانت میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے بڑھ کر کوئی خطیب نہیں دیکھا۔

حاکم نے حضرت عروہؓ بن زبیر کا قول نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

مَارَأَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمَ بِالْقُرْاٰنِ وَلاَ بِفَرِیْضَۃٍ وَلاَ بِحَرَامٍ وَلاَ بِحَلاَلٍ وَلاَ بِفِقْہٍ وَلاَ بِشِعْرٍ وَلاَ بِطِبٍّ وَلاَ بِحَدِیْثِ الْعَرَبِ وَلاَ نَسَبٍ مِنْ عَائِشَۃَؓ

میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو قرآن کے بارے میں اور فرائض کے بارے میں اور حلال وحرام اور فقہ کے بارے میں اور شعر اور طب کے بارے میں اور عربوں کی تاریخ اور انساب کے بارے میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے زیادہ جاننے والا ہو۔

طبرانی میں حضرت مسروقؒ کا قول ہے

وَاللّٰہِ لَقَدْرَأَیْتُ الْاَکَابِرَ مِنَ الصَّحَابَۃِؓ یَسْئَلُوْنَ عَائِشَۃَؓ عَنِ الْفَرَائِضِ

میں نے اکابر صحابہؓ کو علم الفرائض کے بارے میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حاکم نے حضرت عطاء بن ابی رباح کا قول نقل کیا ہے

کَانَتْ عَائِشَۃُؓ اَفْقَہَ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ

حضرت عائشہؓ صدیقہ بڑی فقیہ اور عالمہ تھیں

تین آیات قرآنیہ اور تین احادیث نبویہ کی مختصر تشریح اور صحابہؓ و تابعین کے پانچ اقوال سمجھنے کے بعد اب حضرت عائشہؓ کے احوال کا خاکہ معلوم کریں۔

حضرت عائشہؓ کی پیدائش

نبوت کے پانچویں سال کے آخر میں آپ پیدا ہوئیں۔

حضرت عائشہؓ کا نام ولقب وکنیت

آپ کا نام عائشہؓ ہے آپ کا ایک لقب صدیقہ ہے دوسرا لقب حمیرا ہے کنیت ام المؤمنین ہے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ آپکی بہن حضرت اسماءؓ کے بیٹے تھے اور آپ کے بھانجے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی اولاد نہ تھی اور عرب میں کنیت ایک عظمت کی دلیل ہوتی تھی تو حضرت عائشہؓ نے حضورﷺ سے فرمایا میری اولاد تو نہیں میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں تو حضورﷺ نے فرمایا اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام سے تو اس دن سے آپ کی کنیت ام عبداللہ ہوگئی آپ کے والد کا نام عبداللہ کنیت ابوبکر لقب صدیقؓ تھا والدہ کا نام ام رومانؓ اور ام رومانؓ کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا عبداللہ کی وفات کے بعد دوسرا نکاح حضرت ابوبکرؓ سے ہوا ان کے بطن سے حضرت ابوبکر کا ایک صاحبزادہ حضرت عبدالرحمٰن تھا اور ایک صاحبزادی عائشہؓ تھی' حضرت عائشہؓ کا نسب والد کی طرف سے حضورﷺ کے ساتھ آٹھویں پشت پر جا کر ملتا ہے یعنی مرۃ پر اور والدہ کی طرف سے حضورﷺ کے ساتھ بارہویں پشت پر جا کر ملتا ہے یعنی کنانہ پر۔

حضرت عائشہؓ کا نکاح وشادی

حضرت خدیجہؓ کی وفات نبوت کے دسویں سال ہجرت سے تین سال پہلے رمضان المبارک میں ہوئی تو اسی سال رمضان کے بعد شوال کے مہینہ میں حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا جبکہ آپ کی عمر چھ سال کی تھی اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے تین سال بعد حضرت عائشہؓ کی شادی ہوئی خود حضرت عائشہؓ کی زبانی ہے کہ تَزَوَّجَنِی النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا بِنْتُ سِتَّةَ سِنِیْنَ کہ میں چھ سال کی تھی حضورﷺ نے مجھ سے

نکاح کیا پھر فرماتی ہیں کہ میری ماں نے مجھے آواز دی اور میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی میں آئی۔ فَاَخَذَتْ بِيَدِيْ وَاَوْقَفَتْنِيْ عَلٰى بَابِ الدَّارِ مجھے ہاتھ سے پکڑا اور گھر کے دروازہ کے قریب کھڑا کیا میرا سانس اکھڑ رہا تھا مجھے جب سکون ہوا تو فَاَخَذَتْ شَيْئاً مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْهِيْ وَرَأْسِيْ تھوڑا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا دھویا صاف کیا ثُمَّ اَدْخَلَتْنِي الدَّارَ پھر مجھے گھر کے اندر لے گئی فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ گھر میں چند انصار کی عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ تو خیر و برکت والی ہے اور تیرا نصیبہ اچھا ہے اور نیک ہے فَاَسْلَمَتْنِيْ اِلَيْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَانِيْ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا انہوں نے مجھے عمدہ کپڑے پہنائے میری زیبائش آرائش کی اور سنگھار کرایا۔ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضُحًى تو اچانک دن چڑھے چاشت کا وقت تھا کہ حضور ﷺ اندر تشریف لائے یہ میری شادی تھی وَاَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ یعنی اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔

پہلا اشکال۔ یورپ کے عیسائیوں و یہودیوں کی طرف سے حضور ﷺ کی ذات پر گیارہ ازواج مطہرات کے ساتھ شادی کرنے کا ہے کہ نبی نے محض اپنی خواہش کے پورے کرنے کے لئے بہت شادیاں کیں۔

دوسرا اشکال۔ حضرت عائشہؓ جیسی کنواری عورت کے ساتھ شادی کرنے پر ہے کہ اس وقت حضور ﷺ کی عمر پچاس سال کی تھی اور عائشہؓ کی عمر نو سال کی تھی اتنی بڑی عمر میں شادی ور خصتی اتنی کمسن لڑکی سے نکاح کرنا مناسب نہ تھا۔

پہلے اشکال کا جواب۔ آپ کا کثیر تعداد میں شادی کرنا خواہش کے پورے کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ دین کی اشاعت کے لئے تھا کیونکہ مختلف قبائل کی عورتوں سے شادیاں کیں تا کہ ان میں دین کی اشاعت ہو اور وہ اسلام میں داخل ہوں تو گویا یہ گیارہ حرم دین کے گیارہ دینی مدرسے تھے جہاں سے دین اسلام کے چشمے پھوٹے۔

دوسرے اشکال کا جواب۔ باقی بیویاں بیوہ تھیں صرف عائشہؓ کنواری تھی کیونکہ بیوہ عورت پر پریشانیوں و مصائب کے اثرات ہوتے ہیں جس وجہ سے اس کے حافظہ میں کمزوری آجاتی ہے اور کنواری عورت کا ذہن تیز و تازہ ہوتا ہے اور اللہ نے حضور ﷺ کی گھریلو زندگی کے احوال کو محفوظ کر کے امت تک پہنچانا تھا اس لئے حضرت عائشہؓ کا انتخاب کر کے پیغمبر کے گھر بھیج دیا تا کہ وہ پیغمبر کی عبادت ان کا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا ان کے گھر کی زندگی کے حالات اپنے ذہن میں محفوظ کر کے امت تک پہنچائیں۔

حضرت عائشہؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کے لئے انتخاب اللہ نے کیا مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ تین رات مسلسل مجھے خواب میں تجھے دکھلایا گیا يَجِيْئُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ اِمْرَءَ تُكِ فرشتہ ریشم کے ٹکڑے میں تیری صورت بنا کر مجھے دکھاتا تھا اور کہتا تھا یہ آپ کی بیوی ہے۔ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ۔

حضور ﷺ نے فرمایا اب جبکہ میں نے تجھ سے کپڑا اٹھایا تو تیری صورت مجھے ویسے ہی نظر آئی جیسے پہلے دکھلائی گئی تھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ فیصلہ اللہ ہی کا تھا تو پورا ہوا۔

عائشہؓ تیری عظمت پر قربان جاؤں کہ اللہ نے حضور ﷺ کے لئے تیرا رشتہ ازدواجی پسند کر کے تجھے نبوت کے گھر بھیج دیا۔ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین ان کی تصویر سبز ریشم کے کپڑے پر لائے حضور کو دکھائی اور کہا۔ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
عائشہؓ دنیا اور جنت میں آپ کی بیوی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی عبادت کا انداز

آپ کے بھتیجے حضرت قاسم کہتے ہیں کہ آپ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتیں اگر کبھی رات کو نہ پڑھ سکتیں تو دن کو پڑھ لیتیں۔ایک مرتبہ میں نے صبح کو نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے کہا پھوپھی جان! یہ نماز کیا ہے فرمایا رات آنکھ لگ گئی نماز تہجد نہیں پڑھ سکی اب اس کو ادا کر رہی تھی۔نماز چاشت کا اہتمام کرتیں رمضان میں تراویح کا اہتمام کرتیں کبھی ساری رات عبادت کرتے اور روتے مصلیٰ پر گزر جاتی آپ کے بھانجے عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے آپ سے کوئی خاص بات کرنی تھی تو میں آدھی رات کو گیا تو میری خالہ نماز میں تھی قیام میں تھی پھر گیا تو رکوع میں پھر گیا تو سجدہ میں سجدہ بڑا لمبا کیا صبح ہونے لگی پھر میں گیا تو خالہ مصلیٰ پر رو رہی تھیں میں نے قریب جا کر کہا خالہ ساری رات مصلیٰ پر گزار دی فرمایا ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ سے اسی طرح کہا تھا کیونکہ آپ ساری رات عبادت میں روتے روتے

گزارتے تھے میں نے کہا آپ تو مغفور و معصوم ہیں اتنی عبادت کہ پاؤں پر ورم آ گئی ہے تو آپ نے فرمایا یَا عَائِشَۃَ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا اے عائشہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں کہ اس نے مجھ جیسے یتیم کو کمال عطا فرمایا پیغمبر بنایا تو کہا میں بھی اللہ کا شکر ادا کر رہی ہوں اسی طرح اکثر روزہ دار رہتیں اسی طرح حج کا بھی اہتمام کرتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کا علم

ابن اثیر نے روایت ذکر کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا خُذُوْا شَطْرَ دِیْنِکُمْ عَنْ حُمَیْرَا کہ آدھا دین عائشہؓ سے حاصل کرو اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کَانَ نِصْفُ عِلْمِ اُمَّۃٍ عِنْدَ عَائِشَۃَ کہ پوری امت کا آدھا علم حضرت عائشہؓ کے پاس تھا کیونکہ دین کی اشاعت دو جماعتوں میں ہوئی تھی ایک جماعت مردوں کی دوسری عورتوں کی تو مردوں میں دین صحابہ کرامؓ کے ذریعہ پہنچا اور عورتوں میں ازواج مطہرات کے ذریعہ اور پھر ازواج میں سے حضرت عائشہؓ کے ذریعہ زیادہ پہنچا کیونکہ جس طرح دوسرے صحابہ کی درسگاہیں تھیں اسی طرح حضرت عائشہؓ کی درسگاہ بھی مسجد نبوی کا وہ حصہ تھا جو حجرہ نبوی کے قریب تھا حضرت عائشہؓ سے مردوں نے عورتوں نے لڑکوں نے علم کو حاصل کیا دروازہ پر پردہ لٹکا ہوتا تھا جن کو پردہ نہ تھا وہ مجلس میں بیٹھتے اور جن کو پردہ تھا وہ پردہ کی اوٹ میں سنتے اور سوالات کرتے امی عائشہؓ پردہ کے اندر سے جوابات دیتیں مردوں میں سے آپ کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیرؓ اور آپ کے بھتیجے حضرت قاسمؒ بن محمد اور حضرت مسروق جب حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے تو یوں کہتے حَدَّثَتْنِیْ الصِّدِّیْقَۃُ بِنْتُ

الصِدِّيقِ حَبِيبَة حَبِيبُ اللهِ المُبَرَّأَةُ مِنَ السَّمَآءِ　　اور عورتوں میں سے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن اور صفیہ بنت شیبہ اور عائشہ بنت طلحہ تابعیہ مشہور ہیں ان کے علاوہ بھی بہت صحابیات وتابعیات نے علم حاصل کیا آپ فقہ واصول فقہ وعلم الکلام وتفسیر حدیث کے علوم کا مرکز تھیں بہت سے مسائل کا قرآن وحدیث سے استنباط کیا جس پر بہت سے واقعات شاہد ہیں۔

ترمذی میں حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے صحابہ فرماتے ہیں۔ مَـــا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَئَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْماً　　کہ ہم پر کوئی مشکل بات پیش نہ آتی مگر اس کا حل ہمیں عائشہؓ سے مل جاتا۔

حضرت عائشہؓ کی مرویات

حضرت عائشہؓ ان صحابہ میں سے ہیں جو مکثرین روایات ہیں جن سے کثرت کے ساتھ احادیث مروی ہیں یہ کل سات ہیں حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت جابرؓ حضرت انسؓ ، حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت عائشہؓ۔

آپ سے دو ہزار دوسو دس روایات ہیں جن میں سے دوسو چھیاسی صحیحین میں ہیں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری ومسلم دونوں میں اور چوّن صرف بخاری شریف میں اور اٹھاون صرف مسلم شریف میں ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت وفیاضی

پہلا واقعہ۔ حضرت عائشہؓ کی سخات کو خود رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ

سائلہ دروازے پر آئی اور اس کے ساتھ اس کے دو بچے چھوٹے تھے گھر میں اتفاق سے صرف ایک چھوہارا تھا تو آپ نے وہ دو حصے کر کے ان میں بانٹ دیا اس فیاضی کا ذکر حضور ﷺ نے باہر جا کر کیا۔

دوسرا واقعہ۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے حضرت عائشہؓ نے ان کو تقسیم کرنا شروع کیا تو شام تک ایک بھی باقی نہ رہا حضرت عائشہؓ کو اس دن روزہ بھی تھا تو شام کو افطار کے وقت لونڈی نے کہا کہ افطار کے سامان کے لئے تو کچھ درہم رکھ لیتیں تو فرمایا اگر تو یاد دلاتی تو رکھ لیتی مجھے یاد نہیں رہا۔

تیسرا واقعہ۔ حضرت زبیر ﷺ نے ایک مرتبہ ایک لاکھ درہم بھیجے تو حضرت عائشہؓ نے ان کو ایک تھال میں رکھ دیا اور شام تک تقسیم کرتی رہیں شام کو سب ختم ہو گئے اس دن بھی روزہ تھا تو لونڈی کو کہا افطار کے لئے کچھ لے آؤ تو اس نے کہا کہ کچھ رقم رکھ لیتیں تا کہ اس سے افطار کے لئے کچھ منگوا لیتے تو عائشہؓ نے کہا تو یاد دلاتی مجھے تو یاد نہ رہا اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا پردہ کا اہتمام

آیت حجاب کے بعد پردہ کا بہت اہتمام کرتی تھیں یہاں تک کہ طواف کے حال میں بھی چہرہ پر نقاب ڈالا کرتی تھیں اسحاق تابعی نابینا تھے سیدہؓ کی خدمت میں آئے آپ نے اس سے بھی پردہ کیا اس نے کہا میں تو نہیں دیکھتا تو فرمایا تم نہیں دیکھتے میں تو دیکھتی ہوں۔ محارم کے علاوہ سے پردہ کیا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کے دفن ہونے کے

بعد حجرہ نبی میں بغیر پردہ نہ جاتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کے حجرہ کا مقام پیغمبر کی زبانی

بخاری شریف میں حضرت عروہؓ سے روایت کہ جب حضور ﷺ کی مرض الوفات تھی تو ایام مرض میں آپ ہر ہر بیوی کے پاس باری باری تشریف لے جاتے مگر ہر روز فرماتے اَيْنَ اَنَا غَداً کہ کل میں کہاں ہوں گا اَيْنَ اَنَا غَداً کل میں کہاں رہوں گا اس سے مقصود حضرت عائشہؓ کی باری تھی کہ اب میرا قیام حضرت عائشہؓ کے گھر میں رہے تو ازواج نے اجازت دے دی اب حضور ﷺ کا اس خواہش کو ظاہر کرنا اور پھر حجرہ عائشہ میں قیام کرنا اس کی ایک حکمت عائشہؓ کی محبت تھی دوسری حکمت کہ عائشہؓ کا حافظہ قوی ہے تو نبی کے آخری اقوال وافعال

اس کے ذریعہ امت تک پہنچیں اب عائشہ کے حجرہ کا مقام ظاہر ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی قیامت تک کے لئے آرام گاہ بن گیا۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے لَوْوُزِنَ بِالْكَوْنَيْنِ لَرَجَحَ یعنی جس زمین کے ٹکڑے پر حضور ﷺ کا جسد اطہر موجود ہے اگر دونوں جہان سے اس کو تولا جائے تو دونوں جہان کا شان کم ہو جائے گا اور اس ٹکڑے کا شان بڑھ جائے گا تو اس ٹکڑے کا شان عرش کرسی لوح قلم زمین آسمان تمام جہان سے افضل ہے کیونکہ اس پر افضل المخلوقات آرام فرما رہے ہیں روزانہ اس جگہ پر ستر ہزار فرشتے صلوۃ وسلام پڑھنے آتے ہیں چوبیس گھنٹے خدا کی رحمت موسلادھار بارش کی طرح برس رہی ہے۔

حضرت عائشہؓ کے بستر کا مقام

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں بستر اتنا پاک ہے کہ جب میں اس پر نبی ﷺ کے ساتھ ہوتی ہوں تو اللہ کی طرف سے پیغمبر پر وحی آتی ہے حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے فرمایا تھا اَلَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ کہ عائشہؓ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ پہنچائیں کیونکہ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ اِمْرَأَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ کسی بیوی کے بستر میں مجھ پر وحی نہیں آئی سوا عائشہؓ کے تو عائشہؓ کا بستر نزول وحی اور نزول قرآن کا مرکز بن گیا۔

حضرت عائشہؓ کے کمالات خود سیدہ کی زبانی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے اللہ نے عظیم نعمتیں عطا فرمائیں۔

۱۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صرف میں ہی ہوں جو کنواری حالت میں حضور ﷺ کے عقد نکاح میں آئی۔

۲۔ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو مجھ سے اتنی محبت تھی کہ پانی پینے کے وقت برتن کی جس جگہ سے میں منہ لگاتی حضور ﷺ اسی جگہ سے منہ لگا کر پیتے۔

۳۔ کبھی ایک لقمہ میں اٹھاتی حضور ﷺ اس کو دو حصے کر لیتے آدھا میں کھاتی اور باقی آدھا حضور ﷺ کھاتے۔

۴۔ حضور ﷺ سے میرا نکاح شوال میں ہوا اور شادی بھی شوال میں ہوئی شوال میں میرے نکاح سے رسم جاہلیت کی بیخ کنی کی گئی۔

۵۔ جب آپ میرے بستر پر ہوتے تو حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی جبرائیل قرآن لے

کرآتے۔

۶۔ میں بستر پر پیغمبر کے ساتھ ہوتی تو جبرئیل مجھ پر اللہ کا سلام لاتے۔

۷۔ میں وہ ہوں کہ جس پر جبرئیل نے سلام کہا اور میں نے سلام کا جواب دیا۔

۸۔ میں وہ ہوں کہ غزوہ بدر میں حضور ﷺ نے میرے دوپٹہ کو اسلام کا پرچم بنایا تھا۔

۹۔ میں وہ ہوں کہ مجھ سے حضور ﷺ کو طبعی طور محبت تمام بیویوں سے زیادہ تھی اور اس کے متعلق حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی یا اللہ میں تمام گیارہ بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کرتا ہوں مگر طبعی محبت مجھے عائشہؓ سے زیادہ ہے جس میں بے اختیار ہوں تو اللہ نے فرمایا غیر اختیاری چیز معاف ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۰۔ میں وہ ہوں کہ آخری وقت میں حضور ﷺ نے عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر کو کہا کہ مسواک لاؤ پھر مجھے کہا کہ اس کو چبا کر نرم کرو میں نے چبایا اور نرم کیا پھر مسواک حضور گودی آپ نے مسواک فرمائی تو آخر میں اللہ نے میری لعاب اور حضور ﷺ کی لعاب کو جمع کردیا

۱۱۔ میں وہ ہوں کہ مرض الوفات کے آخری ایام حضور ﷺ نے میرے حجرے میں گزارے

۱۲۔ میں وہ ہوں کہ جس پر تہمت لگی تو اللہ نے صفائی کے لئے خود گواہی دی۔

۱۳۔ میں وہ ہوں کہ میری وجہ سے تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

۱۴۔ میں وہ ہوں کہ جب سوئی ہوتی اور حضور ﷺ اٹھ کر تہجد پڑھتے جگہ تنگ ہوتی تو حضور ﷺ محبت میں مجھے بیدار نہ کرتے۔

۱۵۔ میں وہ ہوں کہ ایک مرتبہ ایرانی پڑوسی آیا اور دعوت کی آپ نے فرمایا عائشہ بھی ہوگی اس نے کہا نہیں فرمایا پھر میں قبول نہیں کرتا دوسری بار آیا پھر بھی اسی طرح سوال و جواب ہوا پھر تیسری بار آیا تو کہا عائشہ بھی ہوگی تو آپ نے دعوت قبول کی یہ محبت کی دلیل ہے۔

۱۶۔ میں وہ ہوں کہ ایک غزوہ میں حضور ﷺ نے مجھے فرمایا آؤ دوڑیں کون آگے نکل

جاتا ہے تو ہم نے دوڑ لگائی میں دبلی پتلی تھی آگے نکل گئی پھر کئی سال کے بعد آپ نے دوڑ لگانے کو کہا تو پھر حضور ﷺ آگے نکل گئے تو یہ بھی محبت کا ایک نرالا انداز تھا۔

۱۷۔ میں وہ ہوں کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَیْنَ نَحْرِیْ وَ سَحْرِیْ حضور ﷺ آخری وقت میری گود میں تھے۔

۱۸۔ میں وہ ہوں کہ کَانَ فِیْ بَیْتِیْ کہ حضور ﷺ کی وفات میرے حجرے میں ہوئی

۱۹۔ میں وہ ہوں کہ کَانَ فِیْ یَوْمِیْ کہ حضور ﷺ کی وفات میری باری کے دن ہوئی

۲۰۔ میں وہ ہوں کہ دُفِنَ فِیْ بَیْتِیْ حضور ﷺ کا دفن بھی میرے حجرہ میں ہوا

شرف تیرے دوپٹہ نے یہ جنگِ بدر میں پایا
اسے پرچم بنا کر مخبر صادق نے لہرایا
خدائے لم یزل سے بارہا تجھ کو سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب ادب سے جن پہ تیرا نام آیا
کلام اللہ کی رو سے ہے صدیقہ لقب تیرا
فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا

اقول قولی هذا استغفر الله العلیّ العظیم لی ولسائر المُسلمین
سبحان ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین
والحمد لله رب العالمین

عظمت صحابہؓ واہلبیتؓ

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشینؒ
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت
حضرت مولانا **شفیق الرحمن صاحب درخواستی** نور اللہ مرقدہ

بانی۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود

عظمت صحابہؓ واہلبیتؓ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ والسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَاهُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (پ ۱ بقرہ آیت ۱۳۷)

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب آیت نمبر ۳۳)

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (رواہ رزین)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِيْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ لِحُبِّيْ (رواہ الترمذی)

صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ. وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ

الشّاهِدِيْنَ وَالشّاكِرِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِهٖ نُوْرٌ بِبُرْهَانٖ
فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللهَ خَالِقُهٗ
فَلَا يَرْمِيَنَّ اَبَابَكْرٍ بِبُهْتَانٖ
وَلَا اَبَا حَفْصِ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهٗ
وَلَا الْخَلِيْفَةَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانٖ
اَمَّا عَلِيٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهٗ
وَالْبَيْتُ لَايَسْتَوِىْ اِلَّا بِاَرْكَان
اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ
فَمُنْكِرُهُمْ زِنْدِيْقٌ جَهُوْلٌ

محمدؐ از تو میخواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیؐ را
محمد را خدا داد لشکر
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے
درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
زباں پر مومنوں کے جب بھی ذکر تاجدار آئے
اس کے بعد لازم ہے کہ ذکر چار یار آئے
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ باغبان جب ہوں
تو پھر کیونکر نہ باغ مصطفیٰ میں بہار آئے
یا الٰہی آج تو صدیقؓ سا ایمان پیدا کر
عمر فاروقؓ سا کوئی جری انسان پیدا کر
جہاں سے گم حیاء ہو وہاں عثمانؓ پیدا کر
علیؓ مرتضٰی شیر خدا کی آن پیدا کر
یا رب صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً

فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

پیغمبر شافع یوم محشر حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں۔

تمہید

محترم سامعین کرام!

امت خیر الانام صحابہؓ واہلبیتؓ کے غلام آج کے خطبہ کا موضوع صحابہ کرام اور اہلبیتؓ عظام کے مناقب وفضائل وخصائل کو بیان کرنا ہے۔ اس مناسبت سے دو آیتیں اور دو حدیثیں پڑھی ہیں پہلے بالاختصار ان کا مفہوم ومطلب سمجھ لیں۔

پہلی آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت

پہلی آیت پہلے پارہ اور سورۃ بقرہ کی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی عظمت کا ذکر ہے یعنی صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کائنات کے لوگ ایسا ایمان لائیں جیسا اے صحابہ کرام تم ایمان لائے ہو تو ان کا ایمان معتبر ہوگا۔ اور کائنات کے لوگ پھر گئے ایسا ایمان نہ لائے تو وہ ضد وخلاف میں ہوں گے۔ ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا تو قرآن نے صحابہ کے ایمان کو دنیا کے ایمان کے لئے معیار ٹھہرایا پھر فرمایا اگر لوگ نہ مانیں تو آپ پریشان نہ ہوں ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے۔ وہی ہر ایک کی بات سننے والا ہے اور ہر ایک کا حال جاننے والا ہے۔

صحابہؓ کا ایمان تمام لوگوں کے ایمان کے لئے معیار کیوں ٹھہرا وہ اس لئے کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول کے چار کام ہیں

پہلا کام صحابہؓ پر قرآن کی آیات پڑھتے ہیں ان کو قرآن کے الفاظ پڑھاتے ہیں

دوسرا کام وہ صحابہؓ کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ان کو شرک وکفر سے غلط عقائد، غلط اعمال سے، غلط اخلاق سے تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ ایسے پاک ہوئے کہ بت پرست تھے تو خدا پرست بن گئے۔ جاہل تھے، عالم بن گئے، غافل تھے تو زاہد بن گئے، اونٹوں کے چرواہے تھے تو بادشاہ بن گئے۔

تیسرا کام صحابہؓ کو قرآن کے معانی ومطالب کی تعلیم دیتے ہیں۔

چوتھا کام احادیث کے معانی ومطالب کی تعلیم دیتے ہیں تو صحابہ براہ راست بلاواسطہ پیغمبر کے شاگرد ہوئے۔ حضور ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ ہوئے۔

کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ کی حقانیت کے گواہ ہوئے اور مزکّٰی وپاک ہوئے۔ تو حضور ﷺ کی تعلیم وتربیت وتزکیہ کے بعد ان پر اعتماد نہ ہوگا تو پھر دین کے کس مسئلہ پر اعتماد رہے گا۔ اس لئے صحابہؓ معیار حق ہیں۔ جس کا ایمان ان کے ایمان کے مطابق ہوگا تو معتبر ہوگا۔ اگر صحابہؓ پر اعتماد نہ ہوگا تو استاذ یعنی حضرت محمد ﷺ کی

ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ نبی ملے گا صحابہؓ کے ماننے سے اس لئے قرآن نے صحابہؓ کو معیار بنایا۔

دوسری آیت کا مطلب۔اہلبیتؓ کی عظمت

دوسری آیت سورۃ احزاب کی ہے۔اس میں اہلبیتؓ کی عظمت کا ذکر ہے اہلبیت میں پیغمبر کی ازواج مطہراتؓ اور پیغمبر کی اولاد داخل ہیں۔سورۃ احزاب کی یہ آیت تطہیر ہے جس میں براہِ راست خطاب ازواج مطہراتؓ کو ہے۔اس لئے مؤنث کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔قَرْنَ تَبَرَّجْنَ اَقِمْنَ آتِيْنَ اَطِعْنَ۔اور قرآن میں اہل بیت کا لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ ھود آیت نمبر ۷۳ ہے۔قَالُوْا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔البتہ اہل بیت کا لفظ مذکر ہے تو اس لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے علیکم جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔اسی طرح آیت تطہیر میں اہلبیت کے لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے عَنْكُمْ لِيُطَهِّرَكُمْ جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔پھر جس طرح اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اہلبیت میں شامل ہیں۔اسی طرح آیت تطہیر میں بھی حضور ﷺ داخل ہیں۔اور جس طرح اس آیت میں اہلبیت کا اصل مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہے۔تو اسی طرح آیت تطہیر میں بھی اصل مصداق ازواج مطہرات ہیں۔کیونکہ آیت کے ابتداء میں ازواج مطہراتؓ کا ذکر ہے

اللہ نے فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا

تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ ۔اے نبی کی بیویاں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ کا ڈر رکھتی ہو تو نرم اور دبی بات نہ کرو جس کے دل میں روحانی بیماری ہے وہ غلط امید ولالچ نہ کرے بلکہ وَقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا ۔ایسی بات کرو جو معقول ہو جیسے ماں بیٹے سے بات کرتی ہے۔وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ ۔اور اپنے گھروں میں رہو۔وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ۔اور جاہلیت کے طریقہ کی طرح غیروں کے سامنے زینت کا اظہار نہ کرو۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ ۔اور نماز قائم کرو۔وَآتِيْنَ الزَّكٰوةَ اور زکوۃ دیتی رہو۔وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ ۔اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کرے۔

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۔اور تم کو پاک کرے مگر اہلبیت کا حق ہے جو گھر میں رہنے والے ہوں تو اس میں جیسے حضور ﷺ کی بیویاں داخل ہیں۔اسی طرح حضور علیہ السلام کی اولاد بھی داخل ہے۔آیات کے بعد احادیث کا مفہوم سمجھیں۔

پہلی حدیث کا مطلب۔صحابہؓ معیارِ حق ہیں

اب پہلی حدیث میں صحابہؓ کے معیارِ حق ہونے کا ذکر ہے۔رزین نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جیسے ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے ایسے جو شخص میرے کسی صحابی

کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ صحابہؓ سے بھی دین کی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے ستارے بلند ہیں۔ اسی طرح صحابہؓ کی شان بھی بلند ہے پھر جو ستاروں کی طرف تھوکے وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی۔ اسی طرح جو صحابہؓ کو سب وشتم کرے گا اس کا وبال اس پر لوٹے گا۔

دوسری حدیث کا مطلب۔ اہلبیتؓ سے محبت ایمان کی علامت ہے

دوسری حدیث میں اہلبیت کی محبت کو محبت رسول کا معیار ٹھہرایا ہے۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت رکھو یعنی اللہ کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ اللہ کی ذات اپنی نعمتوں سے تمہاری غذا اور روزی کا انتظام کرنے والی ہے پھر فرمایا مجھ سے محبت رکھو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں تو جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے بھی محبت کرے۔ پھر فرمایا اہل بیت سے محبت رکھو یعنی ان کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں جو مجھے محبوب بناتا ہے وہ میرے اہل بیت کو بھی محبوب بنائے۔ ہمارے لئے صحابہ کرامؓ و اہلبیت دونوں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ صحابہ واہلبیت کا شان بڑھے، سنی کا ایمان بڑھے ہمارا مسلک وہی ہے۔ جو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ میں ہے۔ قرآن اور پیغمبر کے فرمان میں دونوں کی عظمت کا ذکر ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا

فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔

اور جو مہاجرین وانصار میں سے پہلے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے وہ صحابہؓ اور جو صحابہؓ کے تابعدار ہوئے اوران کے نقش قدم پر چلے وہ تابعین اللہ دونوں سے راضی ہو چکا ہے اور یہ اللہ سے راضی ہو گئے ہیں۔

اللہ نے صحابہؓ کو ہدایت یافتہ کہا

فرمایا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ. اس آیت میں اللہ نے صحابہ کی چھ عظمتیں ذکر کی ہیں۔

(۱) اللہ نے فرمایا اے میرے محبوب کے پیارے صحابہ میں نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب بنادیا ہے یعنی تمہیں ایمان پسند ہے۔

(۲) پھر اس ایمان کو تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے یعنی اس ایمان سے تمہارے دلوں کی زینت ہے۔

(۳) کفر کو تمہارے لئے مکروہ اور ناپسند کر دیا۔

(۴) فسق وگناہ کو تمہارے لئے ناپسند کر دیا۔

(۵) اللہ ورسول ﷺ کی نافرمانی کو ناپسند کر دیا ہے جب تم میں ایمان کامل ہے تو کفر وفسق وعصیان نہیں ہے۔

(۶) تو اب اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ہے کہ تم سب کو ایسی بہترین جماعت

بتادیا کہ تم سب ہدایت پر ہو جو ہدایت والے کی بغاوت کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔

اللہ نے صحابہؓ کو پکا مومن کہا

فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا۔ کہ صحابہ کا ایمان لا ناحق ہے اس میں کوئی شک نہیں جو صحابہؓ کو مومن نہ کہے وہ کافر ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو سچا کہا

فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔ کہ صحابہؓ قول و فعل میں سچے ہیں جو صحابہؓ کو سچا نہ کہے وہ جھوٹا ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو کامیاب کہا

فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ کہ صحابہؓ دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں جو صحابہؓ پر اعتراض کرتا ہے وہ ناکام ہے۔

اللہ نے صحابہؓ کو اپنے فضل و رضا کا مستحق ٹھہرایا

فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا اس آیت میں اللہ نے حضور ﷺ اور صحابہؓ کے چار اوصاف ذکر کیے۔ (۱) اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ حضور علیہ السلام اور جو حضور علیہ السلام کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں۔ (۲) رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ آپس میں ایک دوسرے پر مہربان شیر و شکر ہیں۔ (۳) تَرٰهُمْ رُکَّعًا

سُجَّدًا۔ ان کی راتیں عبادت میں گزرتی ہیں دن میں بھی رات میں بھی رکوع سجدہ کرتے نظر آتے ہیں۔(۴) يَبْتَغُونَ فَضْلاً مِّنَ اللهِ وَرِضْوَاناً۔ ہر وقت اللہ کا فضل اور اس کی رضا کو طلب کرتے ہیں۔ نہج البلاغۃ میں ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں لَقَدْ رَئَيْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَمَا اَرٰى اَحَدًا مِنْكُمْ يُشْبِهُه لَقَدْ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرَآءَ وَقَدْ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّقِيَاماً۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو دیکھا تم میں سے کوئی ان جیسا نہیں ہے۔ وہ دن کو کام کاج کرنے کی وجہ سے پراگندہ حال نظر آتے مگر رات کو اللہ کے دربار میں عبادت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی قیام میں کبھی سجدہ میں نظر آتے۔

صحابہؓ کرام کا راستہ ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

مشکوۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے فرمایا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَنّاً فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْمَاتَ۔ جو کسی کے طریقہ کی اقتداء کرنا چاہتا ہے تو وہ ان کے طریقہ کی اقتداء کرے جو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں کیونکہ فَاِنَّ اَلْحَیَّ لَاتُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ۔ زندہ شخص فتنوں سے محفوظ نہیں ہوسکتا وہ کون لوگ ہیں جو دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہم ان کی اقتداء کریں فرمایا اُولٰئِكَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ پیغمبر کے صحابہؓ کی جماعت ہے ان کی اقتداء کرو کیونکہ كَانُوْا اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ہیں۔

افضل ہونے کی پانچ وجوہ ہیں۔

(۱)اَبَرَّهَا قُلُوْباً ۔وہ دلوں کے اعتبار سے نیک تھے۔(۲)وَاَعْمَقَهَا عِلْماً ۔اور علم ان کا بڑا تھا۔(۳)وَاَقَلَّهَا تَكَلُّفاً اوران میں تکلف تصنع بناوٹ نہ تھی (۴)اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ ۔اللہ نے ان کواپنے نبی کی رفاقت کے لئے پسند کرلیا۔(۵)وَلِاِقَامَةِ دِيْنِهٖ ۔اوردینِ رسول اللہ کی اشاعت کے لئے ان کوچن لیا۔

جب صحابہؓ میں یہ کمالات ہیں تواس لئے فرمایافَاعْرِفُوْا لَهُمْ فَضْلَهُمْ ان کی فضیلت کوپہچانو۔وَاتَّبِعُوْهُمْ عَلٰى آثَرِهِمْ۔ن کے نقش قدم پرچلوتَمَسَّكُوْا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ اَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ۔ان کے اخلاق وعادات کواپناؤ۔فَاِنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيْمِ کیونکہ صحابہ کرام صراط مستقیم پر تھے۔اس لئے جو ان کی اتباع کرے گاوہ کامیاب ہوگا۔دوسری روایت حضرت عرباضؓ بن ساریہ سے ہے کہ ایک مرتبہ حضورﷺ نے ہمیں وعظ فرمایاجس سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگےاور دلوں میں خوف پیدا ہوگیاتو ایک شخص نے کہایا رسول اللہ یہ تو الوداعی آخری وعظ معلوم ہوتا ہے۔آپ ہمیں وصیت فرمادیں تو فرمایااُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ اللہ سے ڈرتے رہو۔وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْداً حَبْشِيّاً امیر کی بات سنواور تابعداری کرواگرچہ وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہوفرمایافَاِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافاً كَثِيْراً ۔تم نے بہت سے اختلاف دیکھنے ہیں۔اس وقت کامیابی اس میں ہوگی کہ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ۔میرا طریقہ اورمیرے خلفاءراشدین کاطریقہ اپنانا۔تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا

بِالنَّوَاجِذِ۔ مضبوطی کے ساتھ اس طریقہ کو اپنانا۔ اِيَّاكُمْ وَ مُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ۔ نئے طریقے نہ اپنانا کیونکہ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ۔ ہر نیا طریقہ جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو وہ بدعت ہے۔ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اور ہر گمراہی انسان کو جہنم میں لے جائے گی۔ اس لئے صحابہؓ کے طریقہ کو چھوڑنا گمراہی ہے اللہ ہر ایک کو گمراہی سے بچائے کلمہ وہی جو صحابہؓ نے پڑھا اذان وہی جو صحابہؓ نے دی، نماز وہی جو صحابہؓ نے پڑھی، خلیفہ اول وہی جس کو صحابہؓ نے خلیفہ اول کہا۔

صحابہؓ کے اخلاص میں کمال تھا

بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ میرے صحابہ کو برا نہ کہنا ان پر اعتراض تنقید نہ کرنا ان پر سب وشتم نہ کرنا کیونکہ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ۔ اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو صحابہؓ کے ایک سیر اور آدھ سیر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان میں اخلاص ہے۔ نبی کا قرب ہے نبی کی رفاقت ہے، نبی کی نگاہ کی تاثیرات ہیں۔

صحابہؓ پر اعتراض وتنقید نہ کرو

ترمذی میں حضرت عبداللہؓ بن مغفل کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اَللّٰہَ اللّٰہَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ۔ خبردار میرے صحابہؓ کے بارے

میں اللہ سے ڈرنا میرے صحابہؓ کو اپنے طعن کا نشانہ مت بنانا۔ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ۔ جس نے ان سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ان کو محبوب بنایا وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ۔ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان کو مبغوض رکھا۔ مَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِیْ وَمَنْ آذَانِیْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَهٗ۔ جس نے صحابہؓ کو گالی گلوچ تنقید کا نشانہ بنا کر تکلیف دی۔ اس نے مجھ محمد ﷺ کو تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔ اور جس نے اللہ کو تکلیف دی پھر خدا اس کو ایسی سزا دے گا کہ اس کی گرفت سے اس کو کوئی چھڑانے والا چھڑا نہ سکے گا۔ ترمذی میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے صحابہ کو سب کر رہے ہوں اگر تم ان کو اس حال میں دیکھو تو کہو لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّكُمْ۔ تمہارے اس بدکام پر خدا کی لعنت ہو۔ ارے بر ان کو کہتے ہو جن پر خدا کی رحمت برس رہی ہے۔

نبی کے صحابہؓ جنتی ہیں

ترمذی میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے حضور نے فرمایا لَا تَمَسُّ النَّارُ مَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ۔ جس نے مجھے دیکھا کلمہ پڑھا اسلام لایا اس کو جہنم کی آگ نہ لگے گی اور جس نے میرے صحابیؓ کو دیکھا اس تابعی کو بھی جہنم کی آگ نہ لگے گی

صحابہؓ کا دور خلافت راشدہ کا دور سنہری دور تھا۔ جس کی تعریف رحمان نے کی، نبی آخرالزمان نے کی۔ پھر ہر مسلمان نے کی۔

عظمت صحابہؓ کی ایک مثال

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت معاویہؓ کی شان زیادہ ہے یا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی جو حضرت عمرؓ کے نواسہ بھی ہیں فرمایا تم نہیں جانتے کہ حضرت معاویہؓ صحابی ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز تابعی ہیں فرمایا حضرت معاویہؓ جس گھوڑے پر بیٹھ کر جہاد میں رسول اللہ کے ساتھ جاتے تھے۔ اس گھوڑے کے پاؤں سے اڑنے والی گردوغبار اور مٹی جو اس گھوڑے کے نتھنے میں جائے سینکڑوں عمر بن عبدالعزیز ہوں صحابی کے گھوڑے کے پاؤں سے اٹھ کر نتھنوں میں جانے والی مٹی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ صحابیؓ کو جو نبی کے چہرہ کا دیدار نصیب ہوا اور نبی کی صحبت ملی ہے وہ تابعی کو میسر نہیں ہے۔ نبی پاک ہے نبی کے صحابہؓ پاک ہیں اس لئے شیخ عبدالقادر جیلانی نے غنیۃ الطالبین میں ایک حدیث نقل کی ہے فرمایا جو لوگ نبی کے صحابہ کی تنقیص کریں گے حضور ﷺ نے فرمایا لَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ۔ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شامل نہ ہونا۔ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ ان کے ساتھ نکاح شادی رشتہ نہ کرنا۔ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا کیونکہ ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ازالۃ الخفاء میں ذکر کیا ہے امام ابوزرعہؒ فرماتے ہیں جب تم کسی شخص کو صحابہؓ کی تنقیص اور صحابہؓ پر تنقید کرتے ہوئے دیکھو تو یقین کرلو کہ وہ زندیق ہے ہم جیسے صحابہؓ کو مانتے ہیں اسی طرح اہلبیت کو بھی مانتے ہیں۔ ازواج

مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔قرآن نے کہا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔ نبی مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق رکھتا ہے اور نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

نبی کی ازواج مطہراتؓ پاک ہیں

قرآن نے کہا اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ۔ پاکیزہ عورتیں، پاکیزہ مردوں کے لئے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔جب نبی پاک ہے تو بیویاں بھی پاک ہوں گی۔

حضرت خدیجہؓ کی عظمت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ یعنی حضرت خدیجہ کو خوشخبری دو کہ اللہ نے اس کے لئے جنت میں موتیوں کا مکان تیار کیا ہے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ۔حضور ﷺ کے گھر گوشت آتا تو آپ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کی طرف بھیجتے اور اکثر حضرت خدیجہؓ کا ذکر کرتے تو ایک مرتبہ میں نے کہا آپ بار بار خدیجہ کا ذکر کرتے ہیں فرمایا عائشہ جب کوئی حمایت کرنے والا نہ تھا اس خدیجہؓ کا مال تھا جو دین میں کام آیا اور اس سے میری اولاد بھی ہے۔یہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہؓ سے محبت تھی۔

حضرت عائشہؓ کی عظمت

بخاری شریف میں ابو سلمہؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا
یَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يَقْرِئُكِ السَّلَامَ کہ اے عائشہ جبرئیل تم کو سلام کہتا ہے اور
بعض روایات میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کہتا ہے کہ رب تعالیٰ عائشہ پر سلام بھیجتے ہیں
بخاری شریف میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ
حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک مرتبہ جبرئیل آئے تو حضور نے فرمایا عائشہ آج جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔ یہ عائشہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ جس طرح ازواج مطہرات کی فضیلت ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ کی اولاد کی بھی فضیلت ہے۔ حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کی بھی فضیلت ہے۔ مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت میں ہے کہ جب نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَكُمْ کی آیت اتری۔ تو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو بلایا اور اپنی چادر ان پر ڈالی اور فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ ۔ تو جیسے ازواج اہل بیت ہیں ویسے یہ بھی اہل بیت ہیں۔ حدیث میں آتا ہے حضور ﷺ حسنؓ و حسینؓ کے بارے میں فرماتے هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا۔

یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔ کَانَ یَشُمُّهُمَا وَیُضَمُّهُمَا آپ ان کو سونگھتے سینے سے لگاتے اور فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبُّهُمَا ۔ میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ بھی ان سے محبت رکھیں۔

حضرت حسنؓ و حسینؓ کے بارے میں فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ یہ جنتی جوانوں کے سردار ہوں گے۔ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا فَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ بہر حال ہر ایک کا اپنا مقام ہے۔ ہم دو آنکھیں رکھتے ہیں۔

صحابہؓ کی عظمت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اہلبیت کی عزت بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ بعض لوگ جھوٹ کہتے ہیں کہ صحابہؓ و اہلبیت میں تکرار تھا بلکہ ان میں محبت و پیار تھا۔ کتاب شافی ص ۲۳۸ پر ہے کہ حضرت جعفر صادقؒ، حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے ساتھ دوستی اور مودت رکھتے تھے۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر پر صلوۃ و سلام کے لئے حاضر ہوتے تو ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبور پر سلام و تسلیم کہتے سیرت عمر لابن جوزی ص ۳۲ پر ہے سالم نے کہا کہ سیدنا جعفرؓ صادق نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کو گالی بھی دیتا ہے یاد رکھو رسول اللہ کی شفاعت مجھے نصیب نہ ہو اگر میں ابوبکرؓ و عمرؓ سے تولّی اور دوستی نہ رکھوں اور میں ان کے دشمن سے بیزاری نہ اختیار کروں بلکہ شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۱۱۳ پر ہے کہ سیدنا جعفرؓ صادق نے فرمایا مغیرہ بن سعید اور بنان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہی معاملہ فرمائے

جس کے وہ اہل ہیں۔ان دونوں نے ہم اہل بیت پر جھوٹ اور افتراء و دروغ بنا بنا کر پھیلا دیئے۔اور ہماری طرف منسوب کر دیئے ہم ان سے بری ہیں۔رافضی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی فضیلت کا اقرار نہیں کرتا بلکہ ان کو غاصب و خائن کہتا ہے کئی اعتراضات کرتا ہے مگر آئمہ اہلبیت امام جعفر صادق امام زین العابدین امام موسیٰ کاظم حضرت علیؓ و حضرت حسنؓ کے ارشادات دیکھیں تو آپ پر واضح ہوگا کہ صحابہؓ و اہلبیتؓ میں محبت تھی ایک دوسرے کا احترام تھا۔اسی طرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۶۳ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے بعد حضرت عائشہؓ کے متعلق فرمایا وَلَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُولٰى کہ جیسے پہلے عائشہ کی عزت تھی اور وہ ماں تھی اب بھی اسی طرح وہ ہماری عزت والی ماں ہے حضرت علیؓ کے بیٹوں کے نام ابوبکر اور عمر اور عثمان تھے۔یہ محبت اور پیار کی دلیل ہے حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی اور بیعت کی یہ محبت کی دلیل ہے۔

خلاصہ: صحابہ کرامؓ و اہلبیتؓ عظام کی فضیلت و عظمت کا عقیدہ رکھو اور دنیا کے کونے کونے میں یہ عقیدہ پھیلاؤ، پہنچاؤ دنیا کو رافضی اور خارجی فتنے سے بچاؤ رافضی صحابہؓ کو نہیں مانتا خارجی اہلبیتؓ کو نہیں مانتا اہلسنت والجماعت دونوں کا دامن تھامے ہوئے ہیں

وظیفہ۔

حضور ﷺ اور صحابہؓ اور اہلبیتؓ کی محبت بڑھانے کے لئے درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

عَشَرَہ مُبَشَرَہ

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حمادُ اللہ درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور
مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ

عَشَرَہ مُبَشَّرَہ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَسَنَدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ اِلٰی کَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّدَاعِیاً اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اَمَّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّلَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔(سورۃ توبہ)

عن عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان النبی ﷺ قال ابو بکرؓ فی الجنۃ وعمرؓ فی الجنۃ وعثمانؓ فی الجنۃ وعلیؓ فی الجنۃ وطلحۃؓ فی الجنۃ والزبیرؓ فی الجنۃ وعبدالرحمٰنؓ بن عوف فی الجنۃ وسعدؓ بن ابی وقاص فی الجنۃ وسعیدؓ بن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃؓ بن الجراح فی الجنۃ۔

(رواہ الترمذی) صَدَقَ اللّٰہُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ۔

تمہید

میرے عزیز دوستو، بزرگو، نو جوان ساتھیو اور میری آواز سننے والی معززہ ومؤقرہ دینی ماؤ، بہنو اور بیٹیو!

آج کے بیان میں عشرہ مبشرہ یعنی ان دس عظیم اور مقدس ہستیوں کا تذکرہ ہوگا جن کو حضور اکرم ﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری سنا دی تھی۔ عَشَــــرَۃٌ مُبَشَّرَۃٌ وہ عظیم لوگ ہیں جو صف قتال میں حضور اکرم ﷺ کے آگے اور صف نماز میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے یعنی قریب تر نظر آتے تھے عَشَــرَۃٌ مُبَشَّــرَۃٌ میں سے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ وہ خلفائے راشدین مہدیین ہیں جنکے فضائل ومناقب بے شمار ہیں اور خطبات درخواستی کی اسی تیسری جلد میں ان کا مفصل تذکرہ موجود ہے اس بیان میں ان حضرات کا اجمالی تذکرہ آپ کو نظر آئیگا عشرہ مبشرہ میں سے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص وہ حضرات ہیں جنہوں نے قبول اسلام کیلئے اپنے والدین سے اسطرح جدائی وعلیحدگی اختیار کرلی جس طرح موحد اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدین سے جدائی وعلیحدگی اختیار کرلی تھی۔ اور یہی وہ بزرگوار ہیں جن کی سیاست ودیانت سے بلاد عرب وشام اور دیار فارس وعراق مفتوح ہوئے بالفاظ دیگر جن کے ہاتھوں سے قیصر وکسریٰ کے خزائن وخلات کی چابیاں مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئیں اور فارس وروم کی زبردست سلطنتیں دائرہ اسلام میں داخل ہوگئیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ وہ بلند پایہ بزرگ ہیں جن کی صداقت وفدائیت کی مثال آپ کو تاریخ عالم میں نظر نہیں آئے گی عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت

سعیدؓ بن زید وہ بلند مرتبہ اکابر ہیں جن کے صدق وخلوص کی نظیر نہیں ملے گی اور جن کی ثابت قدمی اور بلند ہمتی نے بڑے بڑے مخالفین اسلام کو دین اسلام کا مطیع وفرمانبردار بنادیا۔

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت مجھے شرح صدر کے ساتھ بیان کرنے کی اور آپ کو پوری توجہ کے ساتھ سننے کی اور پھر ہم سب کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین

سب سے پہلے تلاوت کردہ آیت اور حدیث کا مطلب سمجھیں۔

آیت کا مطلب:۔ یہ سورہ توبہ کی آیت ہے جس میں اللہ رب العزت نے تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے

(۱) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے مہاجرین جنہوں نے اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے مکہ مکرمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی

(۲) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے انصار جنہوں نے اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے مہاجرین کی خدمت کی ان کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور اپنے مال سے ان کا تعاون کیا

(۳) متبعین جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا اور اخلاص کے ساتھ مہاجرین وانصار کی اتباع کی ان تینوں جماعتوں کیلئے اللہ رب العزت نے تین نتائج ذکر کیے ہیں۔

پہلا نتیجہ:۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ، کہ اللہ تعالی ان سے راضی ہو چکا

ہے اور یہ اللہ سے راضی ہو چکے ہیں۔

دوسرا نتیجہ:۔ وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ، اللہ رب العزت نے ان کیلئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

تیسرا نتیجہ:۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا، یہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے پھر خلاصہ ذکر کر دیا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے رضا کا سرٹیفکیٹ مل جائے اور جنت کا ٹکٹ مل جائے۔

تو عشرہ مبشرہ جن کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں وہ اس آیت کا
اور وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کا خصوصی مصداق ہیں۔

حدیث کا مطلب:۔ ترمذی شریف میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوبکرؓ جنت میں اور عمرؓ جنت میں اور عثمانؓ جنت میں اور علیؓ جنت میں اور طلحہؓ جنت میں اور زبیرؓ جنت میں اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنت میں اور سعدؓ بن ابی وقاص جنت میں اور سعیدؓ بن زید جنت میں اور ابوعبیدہؓ بن الجراح جنت میں اسی وجہ سے ان دس نفوس قدسیہ کو عشرہ مبشرہ پکارا جاتا ہے جنہیں حضور اکرم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری سنا دی۔

عشرہ مبشرہ کے پہلے رکن۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ:۔ مکہ کے عظیم و حسین تاجر تھے چالیس ہزار دراہم

ودنانیر کے مالک تھے سارا مال اسلام کیلئے حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کردیا
کسی نے صدیق اکبرؓ سے پوچھا تم نے سارا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے
خرچ کردیا آج تمہارے گھر میں فقروفاقہ ہے مہینے گذر جاتے ہیں چولہا نہیں جلتا مہینے
گزر جاتے ہیں ہانڈی نہیں چڑھتی، مہینے گزر جاتے ہیں کھانا نہیں پکتا، ابوبکرؓ ذرا بتلاؤ
ناں ابوبکرؓ ذرا سمجھاؤ ناں بھوک ستائے تو کیا کرتے ہو پیاس تڑپائے تو کیا کرتے ہو
صدیق اکبرؓ نے جواب دیا لوگو سنو قیامت تک کی انسانیت سنے میرے پیارے نبی ﷺ
کی پیاری امت سنے جب مجھے بھوک ستاتی ہے جب مجھے پیاس تڑپاتی ہے میں مسجد
نبوی میں چلا جاتا ہوں پیارے نبی ﷺ کا پیارا اور حسین چہرہ دیکھتا ہوں میری بھوک
اور پیاس ختم ہوجاتی ہے۔ سب کہو سبحان اللہ

صدیق اکبرؓ کی تین آرزوئیں اور خواہشیں تھیں

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ

وَبِنْتِیْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ

وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

میری دید ہو حضور اکرم ﷺ کا دیدار کرتا رہوں

میری بصارت ہو حضور اکرم ﷺ کا بصیرت بھرا چہرہ دیکھتا رہوں

میری نظر ہو حضور اکرم ﷺ کا چاند سا مکھڑا تکتا رہوں

میری بیٹی ہو حضور اکرم ﷺ کے نکاح میں دیدوں

میرا مال ہو حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کردوں

اللہ نے صدیقؓ کی آرزو اور خواہش کو بڑے عجیب اور حسین انداز میں پورا فرمایا
صدیقؓ نے حضور اکرم ﷺ کا دیدار تو کئی مرتبہ کیا بچپن، جوانی، بڑھاپے میں کیا،
مکہ اور مدینہ میں کیا، مہاجرین اور انصار کے جھرمٹ میں کیا، لیکن اللہ نے ہجرت کے

سفر میں صدیقؓ کو نبی ﷺ کا ساتھی بنایا، تین دن رات غار ثور کا مسافر بنایا
تیسرا اہم سفر کسی کو نہ بنایا، تین دن رات تک صدیقؓ کو نبی ﷺ کا دیدار کرایا
دوسرا شریک دیدار کسی کو نہ بنایا یوں صدیقؓ کا رتبہ سارے جہان سے بڑھایا

صدیق اکبرؓ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو حضور اکرم ﷺ کی بیوی بنایا صرف بیوی نہیں بنایا بلکہ تمام ازواج مطہرات سے صدیقہؓ کا شان بڑھایا اور حضور اکرم ﷺ کی سب سے محبوب بیوی بنایا اور غزوہ تبوک میں صدیق اکبرؓ کا سارا مال حضور ﷺ کے قدموں میں نچھاور کرایا جس کا واقعہ حضرت عمرؓ کی زبانی اس طرح ہے کہ غزوہ تبوک میں حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے تعاون کی اپیل کی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اس وقت میرے پاس وسعت اور مال کی کثرت تھی جب کہ صدیق اکبرؓ کے پاس تنگی اور مال کی قلت تھی میرے دل میں خیال آیا کہ صدیقؓ ہر مرتبہ مجھ سے سبقت اور نمبر لے جاتے ہیں آج میں صدیقؓ سے سبقت اور نمبر لے جاؤں گا کیونکہ میرے پاس مال زیادہ ہے اور صدیق کے پاس مال کم ہے میں گھر گیا مال کو آدھا آدھا کیا نصف مال بیوی بچوں کیلئے چھوڑا اور نصف مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے کیا ادھر سے میں نے دیکھا کہ صدیق اکبرؓ کا مال تھوڑا ہے اور میرا مال زیادہ ہے میرا دل خوشی سے لبریز ہو گیا کہ آج جیت میری ہوگی ترتیب بدل جائیگی عمرؓ کا پہلا نمبر ہوگا اور صدیقؓ کا دوسرا نمبر ہوگا

لیکن عمرؓ کے سوچنے کا انداز اور تھا اور میرے نبی ﷺ کے پوچھنے کا انداز اور تھا

میرے نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کتنا مال لائے ہو اور کتنا گھر میں چھوڑ آئے ہو حضرت عمرؓ نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ آدھا مال لایا ہوں اور آدھا مال بیوی اور بچوں کیلئے چھوڑ آیا ہوں میرے نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کتنا مال لائے ہو اور کتنا گھر میں چھوڑ آئے ہو تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا یارسول اللہ ﷺ سارا مال لے آیا ہوں گھر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا پیار اور محبت چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ صورت حال دیکھ کر میں نے کہا

لَا اُسَابِقُکَ اِلٰی شَیْئٍ اَبَدًا۔ میں ابوبکرؓ سے کبھی بھی سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔

اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے سوائے صدیق اکبرؓ کے کبھی کسی کا کل مال قبول نہیں فرمایا کیونکہ کوئی کل مال اللہ کے راستے میں لٹائے پھر بھی اس کا دل مطمئن ہو شاداں وفرحاں ہو یہ اس امت میں صرف ابوبکر صدیقؓ کا مقام ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی اور صدیق اکبرؓ کو خلیفہ مقرر کیا گیا وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ تو جزیرۃ العرب کفر وارتداد کی لپیٹ میں آ گیا بعض قبائل مرتد ہو گئے اور مسیلمہ کذاب اسود عنسی طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث کے متبعین میں شامل ہو گئے اور یہ فتنہ ارتداد اتنا پھیلا کہ بساط ارض پر صرف تین مسجدیں ایسی رہ گئیں جن میں اللہ کی عبادت ہوتی تھی مسجد مکہ، مسجد مدینہ اور بحرین کے قریہ جواثی کی مسجد عبدالقیس تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین کے ساتھ قتال کیا یہاں تک کہ مسیلمہ

کذاب کو یمامہ میں اور اسود عنسی کو صنعا میں قتل کیا گیا جبکہ طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث دونوں بھاگ گئے اور بعد میں یہ دونوں مسلمان ہو گئے اور بعض قبائل نے زکوۃ کا انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں مانعین زکوۃ سے قتال کرونگا تو حضرت عمرؓ نے اعتراض کیا کہ آپ کلمہ گو مسلمانوں سے کیسے لڑائی کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ جو نماز اور زکوۃ میں فرق کریگا میں اس سے قتال کرونگا کیونکہ نماز اگر جسم کا حق ہے تو زکوۃ مال کا حق ہے

اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر لوگ مجھ سے زکوۃ میں ایک عِقال یعنی رسی کا ایک ٹکڑا یا عَنَاق یعنی بکری کا ایک چھوٹا بچہ بھی روکیں گے ادا نہیں کریں گے تو میں ان سے قتال کرونگا جب حضرت عمرؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین لوگوں کے ساتھ تالیف اور نرمی کا معاملہ کریں تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کیا اور ارشاد فرمایا

اَجَبَّارٌ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ

عمر تم زمانہ کفر میں تو بڑے بہادر تھے اب زمانہ اسلام میں بڑی بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہو

اِنَّہٗ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اب دین اسلام میں کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا اور پھر صدیق اکبرؓ کی زبان مبارک سے ایک ایسا اخلاص بھرا جملہ نکلا جس نے کفر وشرک اور فتنہ وفساد کی آندھیوں کے رخ کو موڑ دیا اور دین اسلام پر چھائے ہوئے کالے سیاہ بادل چھٹ گئے اور دین محمدی ﷺ کا آفتاب ماہتاب اپنی پوری آب وتاب سے چمکنے لگا اور اپنی نرالی سج دھج سے دنیا کو

خیرہ کرنے لگا آپؓ نے ارشاد فرمایا اَیَنْقُصُ الدِّیْنُ وَاَنَا حَیٌّ دین اسلام میں قطع و برید ہو کمی وبیشی ہو اور ابوبکرؓ زندہ ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔

یا ابوبکرؓ کو راستے سے ہٹا دو یا خود دین محمدی ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ میں نے پہچان لیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حق اور سچ پر ہیں اور اللہ رب العزت نے حق اور سچ کیلئے حضرت ابوبکرؓ کے سینہ مبارک کو کھول دیا ہے اور آپ کو شرح صدر نصیب فرما دیا ہے۔

اسی لئے حضرت ابوبکرؓ کی زبان مبارک پر حق اور سچ بول رہا ہے۔

عشرہ مبشرہ کے دوسرے رکن۔ حضرت عمرؓ فاروق

حضرت عمر فاروقؓ: مکہ کے عظیم بہادر آدمی تھے جرات منداور غیرت مند تھے مراد پیغمبر تھے حضور اکرم ﷺ کی دعا اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْبِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ کا ثمرہ ونتیجہ تھے پیارے نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا تھا کہ عمرؓ لوگ دنیا میں آتے ہیں اور دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں جانے والوں کو یار دوست روتے ہیں بیوی بچے روتے ہیں علاقے والے اور محلے والے روتے ہیں لیکن عمرؓ سن لے جب تیرا جنازہ اٹھے گا قیامت تک تجھے محمد ﷺ کا دین روتا رہیگا آج بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا دین عمرؓ کو رو بھی رہا ہے اور عمرؓ کو ڈھونڈ بھی رہا ہے کیونکہ اپنے لئے تو سب جیتے ہیں بیوی بچوں کیلئے تو سب جیتے ہیں کوئی تو ہو جو اللہ کے دین کیلئے پیارے نبی ﷺ کے اسلام کیلئے اپنی زندگی گزار جائے

حضرت عمرؓ کی دو ہی آرزوئیں خواہشیں اور دعائیں تھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِکَ

وَوَفَاةً فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ ﷺ

اے اللہ تیرا راستہ ہو میرا خون بہہ جائے تیرا راستہ ہو میری گردن کٹ جائے تیرا راستہ ہو مجھے شہادت مل جائے اور میرے محبوب محمد ﷺ کا محبوب شہر مدینہ ہو مجھے دفن نصیب ہو جائے غیب سے صدا اور ندا آئی عمرؓ تو دو چیزیں مانگے میں تجھے دو چیزیں عطاء کروں مجھے عمرؓ کا خدا کون کہے گا عمرؓ تو نے دو چیزیں مانگیں ڈبل کر کے چار چیزیں عطاء کرونگا تا کہ قیامت تک کی انسانیت کو معلوم ہو جائے کہ اگر عمرؓ خدا کے ساتھ ہے تو عمرؓ کا خدا بھی عمرؓ کے ساتھ ہے

عمرؓ تو نے شہادت مانگی ،شہادت تجھے مل سکتی تھی ، بدر کے میدان میں ،احد کے میدان میں، خندق کے میدان میں ،تبوک کے میدان میں، مکہ اور مدینہ کی وادیوں اور گلیوں میں ،لیکن عمرؓ سن لے میں تجھے شہادت عطاء کرونگا فجر کی نماز ہوگی، مسجد نبوی ﷺ ہوگی تو مصلّٰی امامت اور مصلّٰی نبی پر موجود ہوگا، تیرے پیچھے ہزاروں صحابہؓ مقتدی ہوں گے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہے گا، ابولؤلؤ فیروز مجوسی تجھ پر خنجر کے وار کریگا عمرؓ سن لے کل قیامت کے دن کسی کی شہادت کی گواہی بدر، احد، خندق، تبوک کے میدان دیں گے، کسی کی شہادت کی گواہی مکہ اور مدینہ کی وادیاں اور گلیاں دیں گی ،لیکن عمرؓ تیرے قربان جب تیری شہادت کی گواہی کی باری آئے گی تو محمد رسول اللہ ﷺ کا منبر ومحراب ومصلّٰی گواہی دیگا، عمرؓ تو نے مدینہ کا دفن مانگا تھا، مدینہ کی کسی گلی میں، جنت البقیع

میں تجھے دفن نصیب ہو جاتا تیری آرزو اور خواہش پوری ہو جاتی لیکن عمرؓ تم نے صرف مدینۃ الرسول ﷺ نہیں بلکہ ساتھ میں روضۃ الرسول ﷺ کا دفن تجھے نصیب کرونگا محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ تینوں یار عمر بھر ساتھ رہے آج روضہ اقدس میں ساتھ ہیں کل کو جنت میں بھی ساتھ ہوں گے اسبحان اللہ۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ صحابہؓ مسجد نبوی میں موجود تھے سامنے ایک عجیب حسین و دلنشین منظر دیکھا دائیں ابوبکرؓ ہیں بائیں عمرؓ ہیں درمیان میں پیارے پیغمبر ہیں تینوں یار اکٹھے چلے آرہے ہیں صحابہؓ نے یہ منظر دیکھا تو خوشی سے مسکرا اٹھے میرے نبی ﷺ نے کہا میرے یارو، جانثارو، وفادارو، حیدارو بات کیا ہے آنکھوں میں خوشی، ہونٹوں پر تبسم، چہرے پر مسکراہٹ، صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ منظر ہمیں بڑا پیارا اور حسین لگا۔ دائیں ابوبکرؓ ہیں بائیں عمرؓ ہیں درمیان میں پیارے پیغمبر ہیں یوں لگا جیسے استاذ شاگردوں کے درمیان ہو، مرشد مریدوں کے درمیان ہو، چاند ستاروں کے درمیان ہو، شمع پروانوں کے درمیان ہو، میرے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یہ منظر صرف دنیا کا نہیں ہے یہی منظر قبر کا ہے یہی منظر جنت کا ہے کل قیامت کے دن بھی یہی منظر ہوگا میرے دائیں میرا ابوبکرؓ ہوگا، میرے بائیں میرا عمرؓ ہوگا، درمیان میں تمہارا پیارا پیغمبر ہوگا، ہم تینوں یار جنت میں بھی اکٹھے قدم رکھیں گے۔

عشرہ مبشرہ کے تیسرے رکن۔حضرت عثمانؓ ذوالنورین

حضرت عثمانؓ۔مکہ کے عظیم شرم وحیا والے انسان تھے جن کے بارے میں
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلاَ اَسْتَحْیِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلاَئِکَةُ
کیا میں ایسے آدمی سے حیا نہ کروں جس سے رب کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں
جب باغیوں نے بغاوت کی چالیس دن کا محاصرہ کیا تو حضرت عثمانؓ نے چالیس دن
رات کا روزہ رکھا چالیس دن رات بھوکے پیاسے رہے عثمانؓ میں تیرے قربان،
ہم روزہ رکھیں بارہ گھنٹے، پندرہ گھنٹے اٹھارہ گھنٹے کا لیکن چالیس دن رات گزر گئے
آپ بھوکے ہیں آپ پیاسے ہیں آپ کے افطار کا وقت نہیں آیا
عثمانؓ ذرا بتلائیں تو عثمانؓ ذرا سمجھائیں تو
بھوک ستائے تو کیا کرتے ہیں پیاس تڑپائے تو کیا کرتے ہیں
تو حضرت عثمانؓ نے ارشاد فرمایا لوگو سنو قیامت تک کی انسانیت سنے
میرے پیارے نبی ﷺ کی پیاری امت سنے
جب مجھے بھوک ستائے میں رب کا قرآن پڑھتا ہوں
جب مجھے پیاس تڑپائے تو میں رب کی نماز پڑھتا ہوں
میری بھوک اور پیاس ختم ہو جاتی ہے

حضرت عثمانؓ کی آرزوؤں اور خواہشوں میں ایک چیز قرآن مجید کی تلاوت تھی اس لئے جب شہادت کا وقت آیا تو آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے اور آپ کے خون کے قطرے قرآنی آیت فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پر گرے۔

واہ عثمانؓ میں آپ کے قربان۔

کل قیامت کے دن کسی کی شہادت کی گواہی بدر، احد، خندق، تبوک کے میدان دیں گے، کسی کی شہادت کی گواہی مکہ اور مدینہ کی وادیاں اور گلیاں دیں گی، لیکن آپ کی شہادت کی گواہی رب کا قرآن دے گا، قرآن کے اوراق دیں گے قرآن کے الفاظ دیں گے سبحان اللہ۔

عشرہ مبشرہ کے چوتھے رکن۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ

حضرت علیؓ۔ مکہ کے عظیم علم اور شجاعت والے انسان تھے حضرت علیؓ ایک مرتبہ بیت المال میں داخل ہوئے، کب داخل ہوئے، جب مکہ فتح ہو چکا تھا، خیبر فتح ہو چکا تھا، روم و فارس فتح ہو چکے تھے، آدھی دنیا کا مال اسلامی بیت المال میں موجود تھا، سونا چاندی ہیرے اور جواہرات کے یوں ڈھیر لگے ہوئے تھے جیسے آج ہماری منڈیوں میں گندم، چاول اور کپاس کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں حضرت علیؓ بیت المال میں داخل ہوئے ہیرے اور جواہرات کی چمک اور دمک کو دیکھا سونے اور چاندی کے ڈھیروں کو دیکھا اور نفرت کے ساتھ پاؤں سے ٹھوکر ماری اور ارشاد فرمایا۔

یَادُنْیَا غُرِّ غَیْرِیْ اے دنیا اوروں کو جا کر دھوکہ دینا، غیروں کو جا کر اپنی سج دھج دکھلانا دوسروں کو جا کر اپنی چمک دمک سے خیرہ کرنا، ان نگاہوں نے پیارے نبی ﷺ کی پیاری اور حسین و جمیل شکل و صورت کو دیکھا ہے اب ان نگاہوں میں سونے چاندی کی چمک دمک کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

جب عبدالرحمٰن ابن ملجم آپ پر تلوار سے حملہ آور ہوا تو آپ نے فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ کا نعرہ مستانہ لگا کر شہادت کو گلے سے لگالیا۔

عشرہ مبشرہ کے پانچویں رکن۔حضرت طلحہؓ

حضرت طلحہؓ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کا مصداق ہیں حضرت صدیق اکبرؓ کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا اور انہی کی معیت میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہؓ ان چھ اصحاب میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر فاروقؓ نے خلافت کا اہل قرار دیا تھا حضرت عمرؓ نے عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات کو خلافت کا اہل قرار دیا تھا حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ ،حضرت زبیرؓ،حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت اسلامی ریاست کا نظام سنبھالنے کیلئے عشرہ مبشرہ میں سے جن چھ افراد پر مشتمل خلافت بورڈ کے قیام کا فیصلہ کیا تھا۔حضرت طلحہؓ ان میں بھی شامل تھے۔حضرت عمرؓ نے ان چھ حضرات پر مشتمل خلافت بورڈ تجویز کیا تھا۔حضرت علیؓ،حضرت عثمانؓ،حضرت طلحہؓ،حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ،حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف ۔عشرہ مبشرہ میں سے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کی وفات ہو چکی تھی ۔جبکہ حضرت سعیدؓ بن زید کو بوجہ رشتہ داری کے حضرت عمرؓ نے خلافت بورڈ کا حصہ نہ بنایا۔غزوہ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ کو قافلہ قریش کے حالات معلوم کرنے کیلئے مقرر فرمایا تھا چنانچہ یہ اس وقت واپس آئے جب حضور اکرم ﷺ بدر سے واپس تشریف لا رہے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں حضرات کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور

ثواب کی خوشخبری بھی سنائی۔

غزوہ احد میں جب حضور اکرم ﷺ ایک چٹان پر چڑھنے لگے تو حضرت طلحہؓ نے اپنی پشت آگے کردی حضور اکرم ﷺ آپکی پشت پر اپنا پاؤں مبارک رکھ کر اوپر چڑھ گئے اور حضور اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا اَوْجَبَ طَلْحَة طلحہؓ پر جنت واجب ہوگئی غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ پر جو تیر آتا تھا حضرت طلحہؓ اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتے تھے جس سے ان کا ایک ہاتھ ہمیشہ کیلئے شل ہوگیا۔

موسیٰ بن طلحہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے والد حضرت طلحہؓ کو غزوہ احد میں طَلْحَةُ الْخَيْرِ غزوہ تبوک میں طَلْحَةُ الْفَيَّاضِ اورغزوہ حنین میں طَلْحَةُ الْجَوَّادِ فرمایا تھا۔آپ کی شہادت بیس جمادی الثانی ۳۶ھ جنگ جمل میں بعمر 64 سال ہوئی

عشرہ مبشرہ کے چھٹے رکن۔حضرت زبیرؓ

حضرت زبیرؓ نے پندرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا آپ ذوہجرتین ہیں آپکی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی ہیں حضرت زبیرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فی سبیل اللہ تلوار نکالی غزوہ بدر میں دو گھوڑے تھے ایک حضرت مقدادؓ بن اسود کے پاس دوسرا حضرت زبیرؓ کے پاس حضرت زبیرؓ کے جسم میں تلوار کے چار زخم تھے جس میں دو بدر کے تھے اور دو یرموک کے تھے۔بخاری اور مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن ارشاد فرمایا کون دشمن کی خبر لائے گا تو حضرت زبیرؓ نے کہا میں دشمن کی خبر لاؤں گا

تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ ہر نبی کا ایک حواری یعنی مددگار ومعاون ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بخاری اور مسلم میں خود حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو بنو قریظہ میں جائے اور ان کی خبر لائے تو فرماتے ہیں میں گیا اور خبر لایا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ماں باپ کو میرے لئے جمع کیا یعنی آپ نے ارشاد فرمایا فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ آپ کی شہادت دس جمادی الاول 36ھ جنگ جمل میں بعمر 64 سال ہوئی ابن جرموز نامی باغی نے آپ کو شہید کیا اور آپ کے سر کو اور آپ کی تلوار کو لے جا کر حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا بے شک اس تلوار نے حضور اکرم ﷺ سے بہت سے مصائب وتکالیف کو دور کیا تھا اور میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابن صفیہ یعنی حضرت زبیرؓ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت سنا دینا تو اس واقعہ پر ابن جرموز نے یہ اشعار کہے

اَتَیْتُ عَلِیًّا بِرَأْسِ الزُّبَیْرِ　　　اَرْجُوْ الَدَیْهِ بِهِ الزُّلْفَةَ
فَبَشَّرَ بِالنَّارِ اِذْجِئْتُهُ　　　فَبِئْسَ الْبِشَارَةُ وَالتُّحْفَةُ

میں حضرت علیؓ کے پاس زبیرؓ کا سر لے کر حاضر ہوا مجھے اس عمل سے ان کے تقرب کی امید تھی جب میں علیؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے دوزخ کی بشارت سنائی سو کیسی بری بشارت ہے اور کیسا برا تحفہ ہے۔

عشرہ مبشرہ کے ساتویں رکن۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی پیدائش عام الفیل کے دس سال بعد مکۃ المکرمہ میں ہوئی آپ ان آٹھ مسلمانوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے ابتدا میں اسلام کو قبول کیا آپ عشرہ مبشرہ کے ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوئے آپ عشرہ مبشرہ کے ان چھ افراد میں شامل ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے خلافت کا اہل قرار دیا تھا

حضور اکرم ﷺ نے آپ کے پیچھے ایک سفر میں نماز فجر بھی ادا فرمائی تھی آپ ایک بڑے تاجر اور سخی انسان تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد صابر اور صدیق لوگ اور ایک روایت میں ہے کہ صادق اور سخی لوگ ہی ازواج مطہراتؓ کی خدمت کریں گے انہی لوگوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی شامل ہیں جنہوں نے ایک مرتبہ چالیس ہزار مالیت کا باغ ازواج مطہرات کو دے ڈالا تھا اسی وجہ سے ازواج مطہرات دعا فرماتی تھیں کہ اے اللہ عبدالرحمٰنؓ کو جنت کی سلسبیل سے سیراب فرما۔ آپؓ کی وفات 32ھ بمقام مدینہ منورہ بعمر 72 سال ہوئی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا آپ کے انتقال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ایک سو اصحاب بدر میں چار چار سو دینار، عام غرباء و مساکین میں پچاس ہزار دراہم اور مجاہدین میں ایک ہزار گھوڑے تقسیم کیے گئے۔

عشرہ مبشرہ کے آٹھویں رکن۔حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضور اکرم ﷺ کی والدہ کے چچا زاد بھائی ہیں کیونکہ حضرت آمنہ کے والد وھیب ہیں جو حضرت سعدؓ کے والد ابی وقاص کے بھائی ہیں اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے کئی مواقع پر حضرت سعدؓ کو ماموں کہہ کر مخاطب فرمایا آپ نے ابتدائے بعثت میں چھٹے نمبر پر سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول فرمایا تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ہمرکاب رہے مہم فارس کے سپہ سالار اور مدائن کسریٰ کے فاتح آپ ہی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی جانب سے عراق کے گورنر اور حضرت عثمانؓ کی جانب سے آپ کوفہ کے گورنر رہے بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت سعدؓ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں عرب کا پہلا آدمی ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلایا۔

غزوہ احد میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا یَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ

اے سعدؓ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اِرْمِ اَیُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ اے زور آور نوجوان تیر چلا

حضرت سعدؓ نے غزوہ احد میں ایک ہزار تیر چلائے ایک روایت میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ رَمْيَتَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ اے اللہ اس کے تیر کو نشانہ پر بٹھا اور اس کی دعا کو قبول فرما۔دوسری روایت میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاکَ

اے اللہ جب سعدؓ تجھ سے دعا کرے تو اسے قبول فرما!

آپ کی وفات 55ھ میں 80 سال کی عمر میں ہوئی آپ نے عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں انتقال فرمایا آپ کو صادق الحدیث، صادق الروایت، صادق اللہجہ اور صادق القول کہا جاتا تھا۔

عشرہ مبشرہ کے نویں رکن۔حضرت سعیدؓ بن زید

حضرت سعیدؓ بن زید حضرت عمرؓ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا تھا حضرت سعیدؓ آغاز بعثت میں ہی اسلام لے آئے تھے اور حضرت فاطمہؓ بھی حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھیں۔اور یہی دونوں حضرات حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا سبب اور باعث بنے تھے حضرت سعیدؓ غزوہ بدر میں حضرت زبیرؓ کے ساتھ قافلہ قریش کی اطلاع حاصل کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے اسی لئے بدر کی غنیمت واجر میں شامل کئے گئے تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور جنگ یرموک اور فتح دمشق میں بھی شامل رہے مروان بن حکم جو حضرت معاویہؓ کی جانب سے مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا کے پاس اروٰی نامی ایک بڑھیا نے شکایت پیش کی کہ سعیدؓ نے میری زمین غصب کر لی ہے مروان نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے پیغام بھیجا کہ تم میری نسبت یہ گمان کرتے ہو کہ میں نے اس بڑھیا پر ظلم کیا ہے حالانکہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اِلٰی سَبْعِ الْاَرَضِیْنَ جس شخص نے ایک بالشت زمین بطور ظلم کے حاصل کی تو اس زمین کے بقدر ساتوں زمینیں اس کے گلے

میں بطور طوق کے ڈال دی جائیں گی۔ پھر آپ نے تین دعائیں مانگیں

اے اللہ اگر یہ بڑھیا جھوٹی ہے تو اسے اندھا کردے

اسے اس کے گھر کے کنویں میں گرادے

میرے سچ کو مسلمانوں پر واضح کردے

چنانچہ آپ کی تینوں دعائیں اللہ کے ہاں مقبول و منظور ہوگئیں بڑھیا اندھی ہوگئی پھر ایک دن چلتے چلتے اپنے گھر کے کنویں میں گر کے مرگئی اور وہی کنواں اس کا مقبرہ بن گیا اور مسلمانوں پر حضرت سعیدؓ کی حقانیت واضح اور ظاہر ہوگئی

اور اہل مدینہ میں یہ ضرب المثل بن گئی اَعْمَاکَ اللّٰہُ کَمَا اَعْمَی الْاَرْوٰی اللہ تجھے ایسے اندھا کردے جیسے اَروی کو اندھا کیا۔ آپ کی وفات 51ھ میں بمقام عقیق ہوئی آپ کی عمر ستر سال سے زائد تھی حضرت عبداللہؓ بن عمر اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے آپ کو غسل دیا اور آپ کو قبر میں اتارا آپ کا نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پڑھایا۔

عشرہ مبشرہ کے دسویں رکن۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح

حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے آٹھ آدمیوں کے بعد نویں نمبر پر اسلام قبول کیا آپ ذوالھجر تین ہیں حبشہ اور مدینہ کی طرف آپ نے ہجرت کی تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے خلافت شیخین میں شام و عراق و فلسطین میں لشکر اسلام کے سپہ سالار رہے۔

غزوہ بدر میں آپ کا والد جو کافر تھا آپ کے مدمقابل آگیا تو جو اللہ سے

رشتہ قائم ہو چکا تھا اس کے مقابلہ میں ہر رشتہ ٹوٹ گیا۔ باپ بیٹے کے درمیان تلوار چل گئی۔ ایمان کفر پر غالب آ گیا اور باپ اپنے بیٹے کے ہاتھوں مقتول ہو گیا۔

غزوہ احد میں جب حضور اکرم ﷺ کے خود مبارک کے دو حلقے آپ کے رخسار مبارک میں گھس گئے تھے۔ تو حضرت ابوعبیدہؓ نے انہیں اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ جس سے آپ کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ دو دانت گرنے کے باوجود آپ کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت وخوشنما نظر آتا تھا۔

مسلم شریف میں روایت ہے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ اگر حضور اکرم ﷺ کسی کو خلیفہ مقرر کرتے تو وہ کون ہوتا۔ آپ نے کہا حضرت ابوبکر صدیقؓ۔

سوال ہوا ان کے بعد۔ جواب ملا عمر فاروقؓ۔

سوال ہوا انکے بعد۔ جواب ملا حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح۔

حضرت عبداللہؓ ابن عمر سے منقول ہے قریش کے تین افراد سب سے زیادہ روشن چہرے والے، عمدہ اخلاق والے، مضبوط دل والے اور سچی زبان والے ہیں۔

ابوبکر صدیق، ابوعبیدہؓ بن الجراح، عثمانؓ بن عفان۔

جب حضرت ابوعبیدہؓ شام کے گورنر تھے۔ تو حضرت عمرؓ شام کے دورے پر تشریف لائے اور ایک دن حضرت ابوعبیدہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں کوئی کھانے پینے کی چیز اور کوئی ساز وسامان نظر نہ آیا تو حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بولے ابوعبیدہؓ دنیا نے ہم سب کو بدل دیا لیکن تمہیں نہ بدل سکی۔ بخاری اور مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ

اَلْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ ہر امت کیلئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہؓ بن الجراح ہیں آپ نے 18ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں مقام رَملہ میں جہانِ فانی سے عالم بقا کی طرف کوچ فرمایا حضرت معاذؓ بن جبل نے نماز جنازہ پڑھایا طاعون عمواس میں آپ اور آپ کا خاندان طاعون کی وبا سے محفوظ رہا تو آپ نے دعا مانگی اے اللہ آل ابوعبیدہؓ سے بھی اپنا حصہ وصول کرلیں چنانچہ آپ کی انگلی پر طاعون کا ایک چھوٹا سا دانہ نکل آیا لوگوں نے کہا یہ خطرناک نہیں ہے آپ نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ اللہ اس میں برکت عطا فرمائے گا اور جب اللہ برکت دیتا ہے تو تھوڑی چیز بھی بہت ہوجاتی ہے ایک روز عمواس سے بیت المقدس جارہے تھے کہ راستے میں آپ کی وفات ہوگئی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت عشرہ مبشرہ ان مقدس ہستیوں کو اپنا رہبر و رہنما آئیڈیل ولیڈر بنانے کی اور ان کے اتباع اور نقش قدم پر چلنے کی مجھے اور آپ کو توفیق نصیب فرمادیں اور گلی گلی نگر نگر ان کے تذکرے و چرچے عام کرنے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شان حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان

نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستیؒ جامعہ عبداللہ بن مسعود مرکز

Web: www.shaikhdarkhwasti.org Mob: 0300 8939448

شان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ السَّتَّارِ الْغَفَّارِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ
وَ آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَطْھَارِ اَمَّا بَعْدُ
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔
وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّلَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھَارُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (توبہ رکوع ۱۳)
عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِسْتَقْرَؤُا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ وَ سَالِمٍؓ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍؓ وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ (رواہ البخاری)

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبی کے یاروں سے
مسلمانو! نبی کی غلامی ہمارا مقصود ہے
آج جس کا تذکرہ ہے وہ نبی کا سچا غلام عبداللہ بن مسعودؓ ہے

تمہید

محترم سامعین مکرم بزرگو عزیز نوجوانو اور میری معززہ وموقرہ دینی ماؤ بہنو بیٹیو!

آج کے خطبہ کا موضوع فقیہ امت صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فضائل ومناقب ہیں۔

آیت کا مطلب

پہلے تلاوت کردہ آیت اور بیان کردہ حدیث کا مختصر مفہوم معلوم کریں جس سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے میں نے یہ آیت سورۃ توبہ سے تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تین جماعتوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے مہاجرین جنہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے مکہ مکرمہ کو چھوڑا اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی

(۲) ایمان کی طرف سبقت کرنے والے انصار جنہوں نے اللہ کی رضا کے لئے مہاجرین کی خدمت کی اور ان کو اپنے گھروں میں جگہ دی اور اپنے مال سے ان کے ساتھ تعاون کیا۔

(۳) تبعین جنہوں نے حضورﷺ کی زندگی میں اسلام قبول کیا اور اخلاص کے ساتھ مہاجرین وانصار کی اتباع کی ان تینوں جماعتوں کے لئے اللہ نے تین نتائج ذکر کئے ہیں

پہلا نتیجہ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے اور یہ اللہ سے راضی ہو چکے ہیں۔

دوسرا نتیجہ۔ وَاَعَدَّ لَھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَھَا الۡاَنۡھٰرُ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہشتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

تیسرا نتیجہ۔ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَاۤ اَبَدًا یہ لوگ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے پھر خلاصہ ذکر کر دیا ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ کہ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ اللہ کی طرف سے رضا کا سرٹیفکیٹ

مل جائے اور جنت کا داخلہ مل جائے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا شمار سابقین اولین میں ہے جیسا کہ ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ چھٹے نمبر پر اسلام لانے والوں میں سے ہیں آپ سے پہلے پانچ افراد اسلام لائے تھے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ خود فرماتے تھے کہ میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے چھٹا مسلمان دیکھتا ہوں جبکہ ہمارے علاوہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ تھا۔قربان جاؤں عبداللہ بن مسعودؓ تیری عظمت پر کہ اللہ نے تیری عظمت کا اعلان قرآن میں کر دیا اب اس عظمت کا اندازہ لگائیں

جب آسمان و زمین نہ تھے اللہ کا یہ بیان تھا۔

جب سورج چاند ستارے نہ تھے رب کا یہ بیان تھا۔

جب اونچی اونچی یہ پہاڑیاں اور گھنی و گنجان یہ جھاڑیاں نہ تھیں اللہ کا یہ بیان تھا

جب یہ تناور اور پھلدار درخت خوش رنگ اور خوشبودار پھول اور پتیاں نہ تھیں اللہ کا یہ بیان تھا۔

جب انسان و جن و حیوان نہ تھے یہ قرآنی بیان تھا تو گویا

جب کچھ نہ تھا صرف اللہ اور ان کا کلام تھا۔

اس وقت عبداللہؓ بن مسعود کی عظمت کا یہ پیغام بھی تھا۔

جب تک یہ آیات مساجد کے منبر و محراب میں مدارس اور سکول و کالج و گھر کی چار دیواری میں تلاوت ہوتی رہیں گی ابن مسعودؓ کی عظمت کا اعلان ہوتا رہے گا، ابن مسعودؓ کا دشمن، صحابہ کا دشمن، مٹ جائے گا مگر اس اعلان کو کوئی نہیں مٹا سکتا یہ بیان قیامت تک رہے گا اس کو جاہل، عالم، طالب، تاجر، کاشتکار، ملازم، مزدور، محدث، مفسر، خطیب، مقرر واعظ لیڈر، غوث، قطب، ولی، تابعی، صحابی نبی ہر ایک پڑھے گا۔

حدیث کا مطلب

حدیث کا مختصر مطلب یہ ہے کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کی تعلیم چار افراد سے حاصل کرو عبداللہؓ بن مسعود اور سالمؓ مولی ابوحذیفہ اور ابیؓ بن کعب اور معاذؓ بن جبل اس سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی عظمت واضح ہوتی ہے۔

چنانچہ بخاری میں حضرت شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے ستر سے زیادہ سورتیں پڑھی ہیں پھر قسم کھا کر کہا کہ پیغمبر کے صحابہؓ اس بات کو جانتے ہیں کہ میں پیغمبر کے ان صحابہؓ میں سے ہوں جو سب سے زیادہ قرآن کے عالم ہیں اگرچہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں کسی صحابیؓ نے آپ کی اس بات کی تردید نہیں کی۔ جب قرآن وحدیث سے ابن مسعودؓ کی عظمت ثابت ہوگئی تو اب کسی غلط تحریر وتقریر کے سہارے کی ضرورت نہیں ہمارے لئے کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ کافی ہے۔

آیت وحدیث کی مختصر تشریح معلوم کرنے کے بعد اب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تفصیلی احوال کا خاکہ معلوم کریں جس سے آپ کی عظمت وبلندی آپ کے دل ودماغ تک پہنچ پائے گی۔

حضرت ابن مسعودؓ کا نام وکنیت، لقب ونسب

آپ کا نام عبداللہؓ ہے والد کا نام مسعود ہے آپ کی دو کنیتیں ہیں ایک کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میری یہ کنیت حضور ﷺ نے میرے بچہ پیدا ہونے سے پہلے رکھی تھی تو جب بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ دوسری

کنیت ابن ام عبد ہے اور یہ زیادہ مشہور ہے یہ کنیت والدہ کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے ہے کیونکہ آپ کی والدہ کا نام ام عبد تھا۔

آپ کے دو لقب ہیں ایک فقیہ امت دوسرا ذوالہجر تین بھی ہے اور ذو ہجرات ثلاثہ بھی ہے کیونکہ بعض نے کہا آپ نے دو ہجرتیں کیں اور بعض نے کہا تین ہجرتیں کیں جیسا کہ کتب تواریخ میں ہے کہ جب کفار و مشرکین کے ظلم کی داستان میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا اور مسلمانوں پر ایذاء دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تاکہ نئے مسلمان اسلام سے پھر جائیں اور مسلمانوں کے لئے مکہ مکرمہ میں آزادی سے اسلامی احکام و فرائض کا بجالانا مشکل ہو گیا تو حضور ﷺ نے صحابہؓ کو ہجرت کا مشورہ دیا اور فرمایا تَفَرَّقُوْا الْاَرْضَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَجْمَعُکُمْ تم زمین میں پھیل جاؤ اللہ تعالیٰ ایک وقت تم کو اکٹھا کر دے گا تو صحابہؓ نے کہا ہم کدھر جائیں تو حضور ﷺ نے حبشہ کی طرف اشارہ کیا کیونکہ اس جگہ کا بادشاہ نجاشی عدل و انصاف والا تھا اب حبشہ کی طرف حضرت ابن مسعودؓ نے ایک ہجرت کی ہے یا دو ہجرتیں کی ہیں حافظ ابن حجرؒ اور ابن اسحاقؒ نے کہا کہ ابن مسعودؓ ہجرت اول میں نہ تھے بلکہ صرف ہجرت ثانیہ میں شریک تھے مگر ابن سعد اور واقدی نے کہا کہ ابن مسعودؓ دونوں ہجرتوں میں شریک تھے جس کا قصہ ابن سعد اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ ۵ھ رجب میں جب مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے جن میں گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں ان میں ابن مسعودؓ بھی تھے تو یہ حضرات حبشہ میں رہے کچھ مدت کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ مکہ مکرمہ کے لوگ اسلام لے آئے ہیں تو مہاجرین نے مکہ کی طرف واپسی شروع کر دی لیکن جب مکہ آئے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی تو بعض صحابہ فوراً حبشہ کی طرف واپس آ گئے مگر حضرت ابن مسعودؓ مکہ میں کچھ دن مقیم رہے لیکن کفار کا مسلمانوں پر ظلم زیادہ بڑھتا گیا تو حضور ﷺ نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تو حضرت ابن مسعودؓ نے دوبارہ حبشہ کی

طرف ہجرت کی اور اس وقت مہاجرین کی تعداد اس سے زیادہ تھی جن میں حضرت جعفر طیارؓ بھی تھے ان کی تقریر و عمل سے بادشاہ نجاشی نے متاثر ہو کر اسلام کو قبول کیا۔ حضرت جعفر طیارؓ جب اس کے دربار میں گئے تو سلام کہا مگر سجدہ نہ کیا ان سے سوال ہوا کہ آپ نے سجدہ کیوں نہیں کیا کہا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا سجدہ نہیں کرتے پھر سوال کیا گیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا ہے اور اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کا سجدہ نہ کریں اور اس نے ہمیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا بھی حکم دیا ہے پھر بادشاہ نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پوچھا کہ ان کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے تو فرمایا وہ اللہ کا کلمہ ہے اور روح ہے جس کو اللہ نے حضرت مریم کی طرف ڈالا ہے وہ مریم جو کنواری تھی جس کا خاوند نہ تھا اور اس کو کسی نے چھوا بھی نہیں پھر بادشاہ نجاشی نے جب حضرت جعفرؓ کا یہ توحید والا عمل دیکھا اور جرأت مندانہ توحید والی تقریر سنی تو بول اٹھا کہ اے حبشہ کی قوم علماء و مشائخ مجھے تو جعفر کی بات بہت اچھی معلوم ہوتی ہے واقعی میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور جو وہ کہتا ہے وہی ہم اپنی کتاب انجیل میں پاتے ہیں اور اسی رسول کی حضرت عیسیٰ نے بشارت و خوشخبری دی تھی خدا کی قسم اگر میں وہاں پہنچ سکتا تو ان کے جوتے اٹھاتا ان کو وضو کراتا۔

بہر حال حضرت ابن مسعودؓ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شریک رہے پھر جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر کفار کے مصائب میں اضافہ ہوا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تا کہ آزادی کے ساتھ احکام اسلامیہ کو بجا لائیں تو صحابہ کرامؓ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حبشہ والوں کو مسلمانوں کی اس ہجرت کی خبر ہو گئی تو مہاجرین حبشہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت ابن مسعودؓ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ کو اپنا مسکن بنا لیا تو حضرت ابن مسعودؓ کو تین ہجرتوں کی سعادت حاصل ہوئی۔

آپ کا نسب نامہ۔ والد کی طرف سے یوں ہے عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن عدنان آپ کے والد اور والدہ دونوں کا تعلق قبیلہ ہذیل سے ہے البتہ آپ کی نانی ہند بنت عبد بن الحارث بن زہرۃ بن کلاب کا تعلق قبیلہ بنو زہرۃ سے ہے قبیلہ ہذیل قبیلہ بنو زہرہ کا حلیف شمار ہوتا تھا

حضرت ابن مسعودؓ کا نکاح واولاد

آپ کی زوجہ کا نام زینب بنت عبداللہ ثقفی ہے آپؓ کے دو صاحبزادے عبدالرحمٰن اور ابو عبیدہ ہیں اور آپ کی صاحبزادیاں بھی ہیں اور آپ کے پوتے قاسم بن عبدالرحمٰن ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قبولِ اسلام

طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی جوانی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا اور عرب میں یہ قدیم زمانے سے طریقہ چلا آرہا تھا کہ بچہ سے بکریاں چروایا کرتے تھے تاکہ محنت ومشقت وجفاکشی وصبر کی عادات حاصل کرے اسی لئے تمام انبیاء نے بکریاں چرائیں خود حضور ﷺ نے بھی قریش کی بکریاں چرائیں تو ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ وابوبکر صدیق دونوں مشرکین سے بھاگ کر آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے پاس دودھ ہوگا جس کو پی کر ہم اپنی پیاس بجھائیں تو میں نے کہا یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں اس لئے میں آپ کو ان کا دودھ نہیں دے سکتا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس ایسی بکری ہے جسے نر سے واسطہ نہ پڑا ہو میں نے کہا ہاں تو وہ بکری آپ کے پاس لایا حضور ﷺ نے اس کو باندھا اور اس کے تھن پر ہاتھ

پھیرا اور دعا کی تو تھن دودھ سے لبریز ہو گئے تو آپ نے اور ابوبکرؓ نے دودھ نکالا اور سیر ہو کر پی لیا پھر حضور نے تھنوں کو حکم دیا تو وہ پہلے کی طرح سکڑ گئے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ مجھے بھی یہ دعا سکھلائیں تو آپ نے فرمایا اِنَّکَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ کہ تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے تو آپ کے اس معجزہ سے متاثر ہو کر میں نے اسلام کو قبول کیا پھر آپ کے اِنَّکَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ کہنے کا یہ اثر ہوا کہ میں نے ستر سورتیں آپ کی زبان مبارک سے یاد کر لیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں

حدیث (۱): طبقات ابن سعد و جامع الاصول میں حضرت علیؓ اور زر بن حبیشؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعودؓ کو حضور ﷺ نے مسواک لانے کے لئے حکم دیا تو وہ مسواک کے لئے پیلو کے درخت پر چڑھے ان کی پنڈلیاں دبلی پتلی تھیں تو صحابہ کرامؓ آپ کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا کس وجہ سے ہنس رہے ہو تو صحابہؓ نے کہا ہم ان کی پنڈلیوں کے دبلے پتلے ہونے کی وجہ سے ہنس رہے ہیں تو آپ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ان کی ان پنڈلیوں کو آخرت میں وزن کیا گیا تو میزان عدل پر انکا وزن احد پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا غور کریں اگر ابن مسعودؓ کی پنڈلیوں کا یہ مقام ہے تو خود ابن مسعودؓ کا اللہ و رسول اللہ کے ہاں کیا مقام ہوگا۔

حدیث (۲): ایک مرتبہ ایک مجلس میں حضور ﷺ نے تقریر فرمائی پھر حضرت ابوبکرؓ سے کہا انہوں نے تقریر کی پھر حضرت عمرؓ سے کہا انہوں نے تقریر کی پھر حضرت ابن مسعودؓ سے کہا انہوں نے تقریر کی اور فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ رَبُّنَا وَإِنَّ الْإِسْلَامَ دِيْنُنَا وَإِنَّ الْقُرْآنَ إِمَامُنَا وَإِنَّ الْبَيْتَ قِبْلَتُنَا وَإِنَّ هٰذَا نَبِيُّنَا اے لوگو اللہ ہمارا رب ہے اور

اسلام ہمارا دین ہے اور قرآن ہمارا امام ہے اور بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے اور حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ہمارا نبی ہے پھر کہا رَضِيْنَا بِمَا رَضِيَ اللّٰهُ لَنَا وَرَسُوْلُهٗ وَكَرِهْنَا بِمَا كَرِهَ اللّٰهُ لَنَا وَرَسُوْلُهٗ کہ ہم اس سے راضی ہیں جس پر ہمارا اللہ اور نبی راضی ہے اور ہم اس کو پسند نہیں کرتے جس کو ہمارا اللہ اور رسول پسند نہیں کرتے۔

جب حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعودؓ کی یہ تقریر سنی تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور فرمایا رَضِيْتُ بِمَا رَضِيَ اللّٰهُ لِاُمَّتِيْ وَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَكَرِهْتُ بِمَا كَرِهَ اللّٰهُ لِاُمَّتِيْ وَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں جس کو اللہ نے میری امت اور ابن مسعودؓ کے لئے پسند کیا اور اس بات کو پسند نہیں کرتا جس کو اللہ نے میری امت اور ابن مسعودؓ کے لئے پسند نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ابن مسعود کے ساتھ اللہ و رسول کی محبت ہے ابن مسعودؓ کے متعلق جو رب کی پسند وہی شاہ عرب کی پسند اور جو ابن مسعود کے لئے اللہ کی ناپسند وہی مصطفیٰ کی ناپسند تو ابن مسعودؓ اللہ و رسول کے پسندیدہ ہوئے جو ان کی پسند ہے وہ ابن مسعودؓ کے لئے پسند کرتے ہیں اور جو ان کی ناپسند ہے وہ ابن مسعود کے لئے پسند نہیں کرتے۔

حدیث (۳): مسند احمد بن حنبل ج ۶ میں حضرت زر بن حبیشؓ سے روایت ہے کہ ایک وفد حضور ﷺ مسجد نبوی میں تشریف لائے حضور ﷺ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ آپ کے دائیں بائیں تھے حضرت ابن مسعود مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ نساء تلاوت فرما رہے تھے یہاں تک کہ پوری سورت ختم کی تو اس موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ قرآن کو تازہ حالت میں پڑھے یعنی جس طرح وہ نازل ہوا تھا تو وہ ابن مسعودؓ کی قرأت کے طرز پر پڑھے پھر ابن مسعودؓ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنے لگے تو حضور ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا سَلْ تُعْطَهْ کہ تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا تو اس وقت حضرت ابن مسعودؓ نے تین دعائیں مانگیں اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا لَا يَرْتَدُّ

وَنَعِيماً لَا يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي أَعْلَىٰ جَنَّةِ الْخُلْدِ یا اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو رد نہ ہو دوسری دعا یا اللہ میں تجھ سے ایسی نعمت طلب کرتا ہوں جو ختم نہ ہو تیسری دعا یا اللہ میں تجھ سے جنت کے اعلیٰ درجات میں حضور ﷺ کی رفاقت طلب کرتا ہوں تو اللہ نے تینوں دعائیں قبول فرمائیں۔

کیا مقام ہے حضرت ابن مسعودؓ کا کہ جس کی زبان سے قرآن سننے کے وقت تازہ نزول قرآن کی کیفیت ظاہر ہو اور جن کو ایمان کی سلامتی والی دولت مل گئی اور جن کو ہمیشہ والی نعمت مل گئی اور جن کو جنت میں پیغمبر کی رفاقت مل گئی۔ پھر اس دعاء کی قبولیت کی خوشخبری دینے کیلئے حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ دونوں دوڑے مگر ابوبکرؓ بشارت دینے میں سبقت لے گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ ابوبکرؓ پر رحم کرے میں نے جب بھی کسی کار خیر میں سبقت کرنے کا ارادہ کیا ہے تو ابوبکرؓ ہمیشہ مجھ سے سبقت کر گئے۔

حدیث (۴) مسند احمد ج ۲ میں حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے قرآن پڑھنے کے لئے کہا تو میں نے کہا آپ پر کیسے پڑھوں حالانکہ آپ پر تو قرآن اتارا گیا ہے تو فرمایا إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ مِنْ غَيْرِي میں دوست رکھتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن سنوں تو حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے سورۃ نساء پڑھنی شروع کی جب اس آیت پر پہنچا وَإِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا جس میں قیامت کا منظر ذکر کیا گیا ہے فَرَأَيْتُ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ تَذْرِفَانِ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو مبارک آپ کے رخسار مبارک پر گر رہی تھیں کیا مقام ہے حضرت ابن مسعودؓ کا کہ تلاوت قرآن کیلئے نبوت نے آپ کا انتخاب کیا۔

حدیث (۵): ترمذی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

ہر نبی کے لئے سات ایسے رفیق دیئے ہوتے ہیں جو اس نبی کے دین کے نگران ہوتے ہیں مگر اللہ نے مجھے چودہ ایسے رفیق دیئے ہیں۔

حضرت علیؓ سے سوال کیا گیا کہ وہ چودہ کون ہیں تو فرمایا ایک میں ہوں اور حسنؓ اور حسینؓ اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ بن یاسر اور عبداللہؓ بن مسعود اور ابوذرؓ اور مقدادؓ بن اسود قربان جائیں ابن مسعودؓ کی عظمت پر کہ نبی نے اس کو دین کے نگرانوں میں سے کہا وہ نبی کا رفیق بھی ہوا اور نبی کے دین کا محافظ بھی ہوا۔

حضرت ابن مسعودؓ کے فضائل صحابہ کرامؓ وسلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں

(۱) بخاری میں ہے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن یزید فرماتے ہیں سَئَلْنَا حُذَیْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِیْبُ السَّمْتِ وَالْھَدْیِ مِنَ النَّبِیِّ حَتّٰی نَأْخُذَ عَنْهُ ہم نے حضرت حذیفہؓ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کے حسن سیرت وطور طریق میں سب سے زیادہ مشابہ کون ہے تا کہ ہم اس سے علم حاصل کر کے اس پر عمل کریں تو حضرت حذیفہ نے فرمایا مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَقْرَبَ سَمْتاً وَھَدْیاً وَدَلًّا بِالنَّبِیِّ ﷺ مِنَ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ کہ میں حضور ﷺ کی سیرت وطریقہ و عادات میں حضرت ابن مسعودؓ سے زیادہ کسی کو مشابہ نہیں پاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس نے پیغمبر کی سیرت وطور طریق کو اپنانا ہے وہ ابن مسعودؓ کی سیرت وانداز کو اپنائے کیونکہ وہ نبی کی سنت کے تابع تھے۔

(۲) بخاری ج ۱ میں ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی جب یمن سے مدینہ آئے تو مدینہ میں کچھ مدت ٹھہرے تو ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضور ﷺ کے اہل بیت سے سمجھتے تھے کیونکہ ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ حضور ﷺ کے گھر میں

اکثر آتے جاتے تھے کیونکہ آپ پیغمبر کے خادم خاص تھے اور بہت سی خدمات آپ سرانجام دیتے تھے جیسا کہ طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے وَکَانَ عَبْدُاللهِ يُلْبِسُ رَسُوْلَ اللهِ نَعْلَيْهِ کہ ابن مسعودؓ حضور ﷺ کو جوتی مبارک پہناتے ثُمَّ يَمْشِيْ اَمَامَهٗ بِالْعَصَاءِ پھر عصاء لیکر آپ کے آگے آگے چلتے تھے حَتّٰى اِذَا اَتٰى مَجْلِسَهٗ نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَاَدْخَلَهُمَا فِيْ ذِرَاعَيْهِ جب حضور ﷺ مجلس میں آتے تو آپ کی جوتی مبارک اتار کر بغل میں دبا لیتے تھے اور آپ کو عصا دیتے تھے پھر جب حضور ﷺ مجلس سے کھڑے ہوتے تو آپ کو جوتی مبارک پہناتے اور عصا لے کر آگے چلتے یہاں تک کہ حضور ﷺ اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے۔

(۳) بخاری ج ۱ میں حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ میں ملک شام آیا اور دو رکعت نفل پڑھی اور یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا یا اللہ میرے لئے نیک ساتھی میسر فرما۔ تو اچانک ایک بوڑھا آدمی آیا اور میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا تو میں نے سمجھ لیا کہ اللہ نے میری دعا قبول کر لی ہے مجھے اچھا ہم نشین میسر ہو گیا ہے تو انہوں نے مجھ سے سوال کیا مِنْ اَيْنَ اَنْتَ تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ میں کوفہ سے آیا ہوں تو انہوں نے کہا اَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ کیا تم میں ابن مسعودؓ نہیں جو حضور کی جوتی مبارک اٹھانے والے تھے اور حضورؐ کا تکیہ لانے والے تھے اور حضورؐ کے لئے پانی کا برتن لا کر آپ کو وضو کرانے والے تھے۔

(۴) طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضرت عمرؓ کی مجلس میں تھا کہ اچانک ایک نحیف کمزور جسم والا شخص آیا حضرت عمرؓ کافی دیر ان کو دیکھتے رہے اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہے اور پھر تین بار کہا کہ یہ شخص ایسا برتن ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ ابن مسعودؓ تھے اس کے علم کا کیا مقام ہوگا جس کو حضرت عمرؓ جیسے انسان نے علم کا ظرف کہا ہو۔

(۵) طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کوفہ میں آئے ان دنوں حضرت ابن مسعودؓ کوفہ میں تھے تو حضرت علیؓ کے پاس حضرت ابن مسعودؓ کے کچھ دوست آئے تو حضرت علیؓ نے امتحان کے طور پر ان سے ابن مسعودؓ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے ابن مسعودؓ کی تعریف کی اور کہا اچھے معلم ہیں بہترین اخلاق والے ہیں اچھے ساتھی ہیں تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس سے بھی ان کی زیادہ تعریف کروں گا کیونکہ انہوں نے قرآن پڑھا ہے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کہا آپ دین کے اندر بہت بڑے فقیہ ہیں اور سنت نبوی کے بہت بڑے عالم ہیں۔

(۶) طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت زر بنؓ حبیش فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ اکثر سوموار اور خمیس کا روزہ رکھتے۔

(۷) حضرت ثورؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن مسعودؓ سے سنا وہ فرماتے تھے جب سے میں اسلام لایا ہوں چاشت کے وقت نہیں سویا۔

حضرت ابن مسعودؓ اور اتباع محمدیؐ

پہلا واقعہ: ابوداؤد میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ممبر پر بیان فرمارہے تھے اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس وقت حضرت ابن مسعودؓ مسجد کے دروازہ پر تھے تو وہیں بیٹھ گئے تاکہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تاخیر نہ ہو جب حضور ﷺ کی نگاہ پڑی کہ ابن مسعودؓ دروازہ پر بیٹھے ہیں تو فرمایا تعال یا عبداللہ ابن مسعود اے ابن مسعودؓ آگے آجاؤ۔

دوسرا واقعہ: صحیحین میں حضرت شقیق سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ فرماتے تھے تو ایک دفعہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر آپ روزانہ وعظ و نصیحت کریں

تو بہت اچھا ہوگا تو ابن مسعود نے کہا میں روزانہ اس لئے وعظ نہیں کرتا تا کہ تم اکتا نہ جاؤ جیسا کہ حضور ﷺ ہمیں وعظ کے لئے موقعہ تلاش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ روزانہ اس لئے وعظ نہیں کرتا تا کہ تم اکتا نہ جاؤ۔

تیسرا واقعہ: طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے حضرت نقیع جو ابن مسعودؓ کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ ابن مسعودؓ لوگوں سے بہترین تھے سفید کپڑوں کے پہننے کے اعتبار سے اور عمدہ خوشبو لگانے کے اعتبار سے چونکہ حضور ﷺ کو سفید کپڑے پسند تھے اور خوشبو لگانا بھی پسند تھا اس لئے ابن مسعودؓ کو ان دو چیزوں کے ساتھ پہچانا جاتا تھا۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ذوق روایتِ حدیث

آپ سے مختلف صحابہ و تابعین نے حدیث روایت کی ہے آپ کی کل مرویات 548 ہیں جو بخاری و مسلم دونوں میں ہیں ان کی تعداد چونسٹھ ہے اور جو روایات صرف بخاری میں ہیں ان کی تعداد اکیس ہے اور جو روایات صرف مسلم میں ہیں ان کی تعداد پینتیس (۳۵) ہے آپ روایت حدیث میں احتیاط کرتے اور ہمیشہ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ کہہ کر بیان کرتے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا طلباء سے پیار

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب چھوٹے ننھے ننھے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم میں مصروف دیکھتے تو بڑے پیار اور محبت اور شفقت کے ساتھ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے شاباش

تم حکمت کے سرچشمے ہو

تاریکی میں روشنی ہو

تمہارے کپڑے پھٹے پرانے ہیں

لیکن تمہارے دل تر و تازہ ہیں

تم قرآن وسنت کی تعلیم کیلئے

گھروں میں، مسجدوں میں، مدرسوں میں قید ہوئے ہو

لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو

حضرت ابن مسعودؓ کی فقاہت

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد علوم نبویہ کے تین مراکز تھے

(۱) مکہ مکرمہ جس کے صدر معلم ابن عباسؓ تھے۔

(۲) مدینہ منورہ جس کے صدر معلم ابن عمرؓ تھے۔

(۳) کوفہ جس کے صدر معلم ابن مسعودؓ تھے۔

حضرت ابن مسعودؓ کوفہ میں باقاعدہ قرآن وحدیث وفقہ کا درس دیتے تھے آپ کے تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک ہے جن میں حضرت علقمہؒ حضرت مسروقؒ و حضرت عبیدہؒ و حضرت حارثؒ و قاضی شریحؒ مشہور ہیں چنانچہ وفات کے بعد جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لائے اور مسجد کوفہ میں چار سو کے قریب دواتیں رکھی دیکھیں اور طلباء لکھ رہے تھے تو فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ قَدْ مَلَأَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ عِلْمًا اللہ ابن مسعودؓ پر رحم کرے جس نے کوفہ کو دین کے علم سے بھر دیا۔ اور فرمایا لَقَدْ تَرَکَ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ ھٰؤُلَاءِ سُرُجُ ھٰذِہِ الْکُوْفَۃِ اور فرمایا ھٰؤُلَاءِ سُرُجُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ابن مسعودؓ نے یہ علماء کوفہ کے علمی چراغ چھوڑے ہیں اور یہ امت کے علمی چراغ ہیں۔

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں تمام صحابہ کرامؓ کا علم 6 حضرات میں جمع ہوا۔ حضرت عمرؓ، حضرت

علیؓ، حضرت اُبیؓ بن کعب، حضرت زیدؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، پھر چھ کا علم دو میں جمع ہوا، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، پھر دونوں حضرات کا فیض کوفہ میں پھیلا، پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے جانشین، حضرت علقمہؒ ہوئے۔ حضرت علقمہؒ کے جانشین حضرت ابراہیم نخعیؒ ہوئے۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ کے جانشین حضرت حمادؒ ہوئے حضرت حمادؒ کے جانشین امام اعظم ابوحنیفہؒ ہوئے۔ اسی وجہ سے کوفہ کا علم اور بصرہ کی عبادت مشہور اور زبان زد عام ہوگئیں۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ۱۲۱ھ سے لیکر ۱۵۰ھ تک ۳۰ سال کے عرصہ میں مجلس شوریٰ کے چالیس مجتہد ممبروں کے ساتھ پچاس لاکھ سے زائد مسائل کو مرتب کر کے فقہ حنفی کی بنیاد رکھی جو اکثر و بیشتر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مسائل و فتاویٰ پر مشتمل ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اَلْفِقْهُ زَرْعُ ابْنُ مَسْعُودٍ، حَصَادَهُ اِبْرَاهِيم، حَمَّادٌ، دَوَّاس،
نُعْمَانٌ طَاحِنَهُ، يَعْقُوبٌ عَاجِنَه، مُحَمَّدٌ خَابِزٌ وَالْآكِلُ النَّاسُ

فقہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی کھیتی ہے۔ جسے حضرت علقمہؒ نے پانی دیا، حضرت ابراہیم نخعیؒ نے کاٹا، حضرت حمادؒ نے گاہا، امام ابوحنیفہؒ نے چھانا، امام ابو یوسفؒ نے آٹا گوندھا، امام محمدؒ نے روٹی پکائی اور سب لوگ کھا رہے ہیں۔

یعنی فقہ کے فتاویٰ اور مسائل سے سب لوگ فائدہ اور نفع اٹھا رہے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ذوق جہاد فی سبیل اللہ

آپ نے جہاں کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کی تعلیم و تبلیغ کا کام کیا ہے وہاں آپ نے اسلام کی سربلندی کے لئے غزوات میں بھی شرکت کی ہے چنانچہ آپ ہر جنگ

میں شریک رہے غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور اسلام کے بڑے دشمن اور کفار کے سردار ابوجہل کو قتل کرنے کا سہرا آپ کے سر ہے۔ فتح الباری شرح بخاری میں تفصیل ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اپنے دائیں بائیں دو لڑکے یعنی معاذؓ اور معوذؓ دیکھے جو عفراء کے بیٹے تھے تو ان کم عمر لڑکوں نے عبدالرحمٰنؓ سے کہا کہ ابوجہل کہاں ہے اس نے کہا اے بھتیجو کیوں کیا وجہ ہے کہنے لگے ہم نے سنا ہے وہ ہمارے پیغمبر کو گالیاں دیتا ہے ہم نے قسم اٹھائی ہے کہ اس کو قتل کریں گے تو اچانک عبدالرحمٰن کی نظر ابوجہل پر پڑی تو عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے اشارہ کیا تو دونوں نے تیزی سے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور وہ سواری سے گر گیا جنگ ختم ہونے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے تو ابن مسعودؓ فرماتے ہیں میں فوراً روانہ ہوا اور اس کو زمین پر گرا ہوا دیکھا تو میں نے اس کی داڑھی پکڑی اور اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا اور کہا تو ہی ابوجہل ہے اللہ نے تجھ کو رسوا کر دیا ہے کہنے لگا بس مجھے یہی غم ہے کہ کاشتکار کے دو لڑکوں نے مجھے قتل کیا ہے جب میں نے دیکھا کہ اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی ہے تو میں نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں لایا پھر حضور ﷺ کو اس کے قتل کی جگہ لایا تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر تین بار کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائی ہے اسی طرح غزوہ احد اور غزوہ خندق اور غزوہ خیبر اور صلح حدیبیہ و غزوہ حنین اور فتح مکہ میں بھی شریک ہوئے اور حضور ﷺ کی وفات کے بعد جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے۔

حضرت ابن مسعودؓ کے دیگر کارنامے

اسد الغابہ میں ہے کہ آپ کو حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں عہدہ قضاء دیا گیا

اور وزیر خزانہ اور بیت المال کی نگرانی کا کام بھی دیا گیا اور قرآن وحدیث کی تعلیم کیلئے معلم بھی مقرر کیا گیا اور وزارت کے فرائض بھی حوالہ کیے گئے آپ نے تمام فرائض کو بحسن خوبی سرانجام دیا پھر حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بھی ان فرائض پر برقرار رکھا گیا اور آپ نے یہ تمام ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کی ذکاوت

امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سفر کر رہے تھے تو ایک جماعت سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا تم کون ہو تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا۔ اَقْبَلْنَا مِنْ فَجٍّ عَمِيْقٍ کہ ہم بہت دور دراز سے آئے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ تم کدھر جا رہے ہو تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ بیت اللہ کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن مجید میں کونسی آیت زیادہ عظمت والی ہے تو ابن مسعودؓ نے کہا آیۃ الکرسی پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن میں کونسی آیت ہے جس کے ہر حصہ پر عمل ضروری ہے تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نحل آیت ۹۰)

پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن کی کونسی آیت ہے جو جامع ہے تو ابن مسعودؓ نے کہا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (زلزال آیت ۸)۔

پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن کی وہ کونسی آیت ہے جو زیادہ ڈرانے والی ہے تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ دُوْنِ اللهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (نساء آیت ۱۲۳)۔

پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ قرآن کی وہ کونسی آیت ہے جو زیادہ رحمت کی امید

دلانے والی ہے تو ابن مسعودؓ نے جواب دیا قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (زمر آیت ۵۳)۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ دنیا میں تین آدمی بڑے عقل مند اور قیافہ شناس گزرے ہیں۔

(۱) عزیز مصر، جس نے یوسفؑ کو مصر کے بازار سے خریدا اور آپ کے کمالات کو دیکھ کر بیوی کو ہدایت دی۔

اَكْرِمِيْ مَثْوٰهُ اسے عزت کیساتھ گھر میں رکھنا۔

عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا شاید یہ بڑا ہو کر ہمیں نفع پہنچائے یا ہو سکتا ہے کہ ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔

(۲) شعیبؑ کی وہ بیٹی جس نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا

يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اے ابا جان اسے ملازم رکھ لیجئے۔

اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ.

کیونکہ بہترین ملازم وہ ہوتا ہے جو قوت والا امانتدار ہو۔

(۳) حضرت ابوبکر صدیقؓ جنہوں نے اپنے بعد عمر فاروقؓ کو خلافت کیلئے منتخب فرمایا۔

حضرت ابن مسعودؓ کی اطاعتِ امیر

حضرت عثمانؓ کے آخری دور خلافت میں مختلف سازشوں کا بازار گرم ہوا جس وجہ سے حضرت ابن مسعودؓ کو کوفہ کے منصب سے معزول کر دیا گیا جب ابن مسعودؓ کے معزول ہونے کی خبر کوفہ میں پھیلی تو تمام تلامذہ و متعلقین و اہل شہر کی بڑی جماعت نے اکٹھے ہو کر

آپ سے کہا کہ آپ کوفہ سے نہ جائیں اگر کوئی تکلیف آئی تو ہم سب مل کر اس کو دور کریں گے مگر ابن مسعودؓ نے کہا کہ میرے لئے اطاعت امیر فرض ہے اگر میں اطاعت نہ کروں تو ممکن ہے میری وجہ سے کوئی فتنہ وفساد پیدا ہو جائے جو مجھے منظور نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی وفات

طبقات ابن سعد ج ۳ میں ہے کہ جب آپ کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ ہوچکی تھی تو ایک دن ایک شخص نے آپ سے آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی آخری زیارت سے محروم نہ کرے میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور آپ ان کے سامنے موجود ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن مسعود تم نے میرے بعد بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں اب میرے پاس آ جاؤ تو ابن مسعودؓ نے کہا واقعی تم نے یہ خواب دیکھا ہے کہا ہاں تو ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم میرے جنازہ میں شریک ہو کر مدینہ سے جاؤ گے چند دنوں میں اس خواب کی تعبیر ظاہر ہوگئی چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ انہی ایام میں بیمار ہو گئے حضرت عثمانؓ آپ کی طبع پرسی کے لئے تشریف لائے پھر حضرت عثمانؓ و حضرت ابن مسعودؓ میں گفتگو شروع ہوگئی۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کو کس بیماری کی شکایت ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا اپنے گناہوں کی۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا اللہ کی رحمت کو۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کے لئے طبیب کو بلاؤں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کا وظیفہ جاری کردوں۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا آپ کی صاحبزادیوں کے کام آئے گا۔

حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کیا آپ کو میری لڑکیوں کے محتاج ہونے کا خطرہ ہے یہ خطرہ نہ کریں کیونکہ میں نے ان کو سورۃ واقعہ پڑھنے کا حکم کیا ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے مَنْ قَرَأَ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا

جس نے ہر رات سورۃ واقعہ پڑھی وہ کبھی محتاج نہ ہوگا اور فاقہ اس کو نہ پہنچے گا۔

۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں حضرت عثمانؓ بن مظعون کے برابر دفن کیا گیا جو شخص جاتا ہے وہ اپنی نظیر نہیں چھوڑ جاتا چنانچہ مسلم میں ابوالاحوص عوف بن مالک کی روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا انتقال ہوا تو میں ابوموسیٰ اشعریؓ اور ابومسعود انصاری کی مجلس میں تھا تو ان میں سے کسی ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ ابن مسعودؓ نے اپنے جیسا کوئی چھوڑا ہے تو ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا ان کی شان تو یہ تھی کہ جب ہمیں حضورؐ کی مجلس سے روکا جاتا تو ان کو اجازت ہوتی اور جب ہم حضورؐ کی مجلس سے غائب ہوتے وہ اس وقت بھی حاضر ہوتے۔

تو آپ کی وفات کے بعد بھی صحابہؓ میں آپ کی عظمت کا اقرار کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرامؓ کی اتباع نصیب فرمائے اور قیامت کے دن انہی کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

شانِ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیرِ طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** دامت برکاتہم مدظلہ
امین و ناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر
مکتبہ شیخ درخواستی مرکز جامعہ عبداللہ بن مسعود
Web: www.shaikhdarkhwasti.org Mob: 0300 0939448

شان حسنؓ و حسینؓ

خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا
(احزاب آیت نمبر ۳۳)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِّعْمَۃٍ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ (رواہ الترمذی)
صدق اللّٰہُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

کٹا کر گردنیں بتلا گئے یہ کربلا والے
کہ بندوں کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

نہ نازی کی ضرورت ہے نہ نیازی کی ضرورت ہے
زمانہ جنگ میں مردانِ غازی کی ضرورت ہے
ندا آتی ہے اب بھی کربلا کے ذرہ ذرہ سے

حسینؓ بن علیؓ جیسے نمازی کی ضرورت ہے

مقامِ فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

عجیب تیری سیاست، عجیب تیرا نظام
یزید سے بھی مراسم حسینؓ کو بھی سلام

لذت رقصِ بسمل شہیدوں سے پوچھ
آگئے وجد میں سر جو کٹنے لگا

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

مقام بندگی دیگر مقامِ عاشقی دیگر
زنوری سجدہ میخواہی زخاکی بیش ازاں خواہی

مَضَتِ الدُّهُوْرُ وَمَا اَتَيْنَ بِمِثْلِهٖ
وَلَقَدْ اَتٰى فَعَجَزْنَ عَنْ نُظَرَائِهٖ

پیام کرب وبلا لاَ اِلٰـــــــــــــــهَ اِلاَّ الله
حسینیتؓ صدا لاَ اِلٰـــــــــــــــهَ اِلاَّ الله

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں ہے

مؤمن کا یہ کردار ہے مؤمن کی یہ پہچان
اِخلاص میں ہو روح تو اَخلاق میں ہو جان
ایمان کی بجلی ہو ، تڑپتے ہوئے دل میں
ایک ہاتھ میں تلوار ہو ایک ہاتھ میں قرآن
میرے ہمراہی کریں گے اِس طرح جانیں نثار
مغفرت کی ذرّے ذرّے کو دعا دینی پڑے
اور اتنا کردوں گا میں ماؤں کی محبت کو بلند
دل کے ٹکڑوں کو شہادت کی دعا دینی پڑے
خاک ارضِ پاک سے ایسے اٹھاؤں گا شہید
جن کے مدفن کو زمینِ کربلا دینی پڑے
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

تمہید:

محترم سامعین کرام۔ آج کے بیان میں جنت کے نوجوانوں کے سردار حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں صحابہؓ اور اہلبیتؓ کی زبان سے ایک بہترین ودلنشین تذکرہ ہوگا اور حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کی عظیم الشان اورنا قابلِ فراموش قربانی اور شہادت کا چرچہ ہوگا۔

حسنؓ و حسینؓ قرآن کی روشنی میں

تلاوت کردہ آیت سورۃ احزاب کی ہے۔اس میں اہلبیتؓ کی عظمت کا ذکر ہے اہلبیت میں پیغمبر کی ازواجؓ مطہرات اور پیغمبر کی اولاد داخل ہیں ۔سورۃ احزاب کی یہ آیت تطہیر ہے جس میں براہِ راست خطاب ازواجؓ مطہرات کو ہے۔اس لئے مؤنث کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔قَرْنَ، تَبَرَّجْنَ، اَقِمْنَ ،آتِیْنَ ،اَطِعْنَ اور قرآن میں اہل بیت کا لفظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورۃ ھود آیت نمبر۷۳ میں ہے۔قَالُوْا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ ۔البتہ اہل بیت کا لفظ مذکر ہے تو اس لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے علیکم جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔اسی طرح آیت تطہیر میں اہلبیت کے لفظ کا لحاظ کرتے ہوئے عَنْکُمْ لِیُطَھِّرَکُمْ جمع مذکر مخاطبین کی ضمیر لائی گئی ہے۔پھر جس طرح اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اہلبیت میں شامل ہیں۔اسی طرح آیت تطہیر میں بھی حضور ﷺ داخل ہیں اور جس طرح اس آیت میں اہلبیت کا اصل مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ ہے۔تو اسی طرح آیت تطہیر میں بھی اصل مصداق ازواج مطہرات ہیں۔کیونکہ آیت کے ابتداء میں ازواجؓ مطہرات کا ذکر ہے۔

اللہ نے فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ ۔اے نبی کی بیویاں تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ کا ڈر رکھتی ہو تو نرم اور دبی بات نہ کرو جس کے دل

میں روحانی بیماری ہے وہ غلط امید ولالچ نہ کرے بلکہ وَقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً۔ایسی بات کرو جو معقول ہو جیسے ماں بیٹے سے بات کرتی ہے۔وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔اور اپنے گھروں میں رہو۔وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى ۔اور جاہلیت کے طریقہ کی طرح غیروں کے سامنے زینت کا اظہار نہ کرو۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ ۔اور نماز قائم کرو۔وَآتِیْنَ الزَّکٰوةَ اور زکوٰۃ دیتی رہو۔وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ ۔اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی کو دور کرے۔

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۔اور تم کو پاک کرے مگر اہلبیت کا معنی ہے جو گھر میں رہنے والے ہوں تو اس میں جیسے حضور ﷺ کی بیویاں داخل ہیں۔اسی طرح حضور علیہ السلام کی اولاد بھی داخل ہے اور نواسے حسنؓ و حسینؓ بھی داخل ہیں۔

حسنؓ و حسینؓ احادیث کی روشنی میں

حدیث میں اہلبیت کی محبت کو محبت رسول کا معیار ٹھہرایا ہے۔ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت رکھو یعنی اللہ کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ اللہ کی ذات اپنی نعمتوں سے تمہاری غذا اور روزی کا انتظام کرنے والی ہے پھر فرمایا مجھ سے محبت رکھو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں تو جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے بھی محبت کرے۔پھر فرمایا اہل بیت سے

محبت رکھو یعنی ان کو اپنا محبوب بناؤ کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں جو مجھے محبوب بناتا ہے وہ میرے اہل بیت کو بھی محبوب بنائے۔ ہمارے لئے صحابہ کرامؓ و اہلبیتؓ دونوں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ صحابہؓ و اہلبیتؓ کا شان بڑھے، سنی کا ایمان بڑھے ہمارا مسلک وہی ہے۔ جو کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ میں ہے۔ قرآن اور پیغمبر کے فرمان میں دونوں کی عظمت کا ذکر ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

هُما رَيْحَا نَتَا ىَ مِنَ الدُّنيَا۔ حسنؓ وحسینؓ میری دنیا کے دو پھول ہیں۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ هُما رَيْحَا نَتَا ىَ مِنَ الْجَنه

حسنؓ وحسینؓ میری جنت کے دو پھول ہیں۔

اور ترمذی شریف میں حضرت انسؓ کی روایت میں ہے

وَكَا نَ رَسُولُ اللّٰه يَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيهْ اور حضرت محمد ﷺ حسنؓ وحسینؓ کو سونگھتے بھی تھے اور چومتے بھی تھے اور اپنے سینے سے بھی لگاتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ مجھے اپنے نواسوں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّة

حسنؓ و حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں گے

ترمذی شریف میں حضرت اسامہؓ بن زید سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا

اے اللہ میں حسنؓ و حسینؓ سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی ان سے محبت فرمائیں اور جو حسنؓ و حسینؓ سے محبت کرے اسے بھی اپنا محبوب بنالیں۔

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ حضور اکرم ﷺ کی شبیہ اور صورت تھے

ترمذی شریف میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ سر سے لے کر ناف تک اور حضرت حسینؓ ناف سے لے کر پاؤں تک حضور اکرم ﷺ کے مماثل ومشابہ تھے۔

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا ایک آدمی نے یہ منظر دیکھ کر کہا نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ اے حسنؓ تو بہترین سواری پر سوار ہے۔

تو حضور اکرم نے ارشاد فرمایا وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ

اگر سواری بہترین ہے تو سوار بھی تو عمدہ ترین ہے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد

فرما رہے تھے کہ اچانک حسنؓ وحسینؓ تشریف لائے عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ ان دونوں حضرات نے سرخ دھاریوں والی لمبی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور چھوٹی عمر کی وجہ سے چلتے تھے اور گر جاتے تھے۔

فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ تو حضور اکرم ﷺ نے خطبہ موقوف کیا منبر سے اترے حسنؓ وحسینؓ کو اٹھایا اور منبر پر ساتھ بٹھایا پھر ارشاد فرمایا صَدَقَ اللهُ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ اللہ نے سچ کہا کہ مال اور اولاد آزمائش ہیں میں نے اپنے نواسوں کو گرتے دیکھا تو مجھ سے برداشت نہ ہوا میں نے خطبہ موقوف کیا اپنے نواسوں کو اٹھایا منبر پر ساتھ بٹھایا تب مجھے سکون اور اطمینان نصیب ہوا حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے جب وہ باب کعبہ کو پکڑے ہوئے تھے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال اس امت میں سفینہ نوح کی مانند ہے۔ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ. جو سفینہ نوح میں سوار ہوا نجات پائی اور جو سفینہ نوح میں سوار نہ ہوا ہلاک ہوا ویسے ہی اس امت میں جو محبت اہل بیت کے سفینہ اور کشتی میں سوار ہوگا وہ کامیاب ہوگا اور نجات پائے گا اور جو سوار نہ ہوگا وہ ناکام ہوگا اور تباہ و برباد ہوگا۔

مسلم شریف میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور ارشاد فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي

اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ صدیقہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سیاہ رنگ کی اونی منقش چادر اوڑھے بیٹھے تھے کہ حضرت حسنؓ تشریف لائے آپ نے انہیں چادر میں داخل کرلیا پھر حضرت حسینؓ تشریف لائے آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا پھر حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا پھر حضرت علیؓ تشریف لائے آپ نے انہیں بھی چادر میں داخل فرمالیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنکُمُ الرِّجْسَ أَھلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُم تَطھِیراً

ترمذی شریف میں حضرت زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اَنَا حَربٌ لِمَن حَارَبَھُمْ وَ سَلمٌ لِمَن سَالَمَھُمْ جن لوگوں کی ان کے ساتھ لڑائی ہے میری بھی ان کے ساتھ لڑائی ہے اور جن لوگوں کی ان کے ساتھ صلح ہے میری بھی ان کیساتھ صلح ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابی بکرۃؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور حسنؓ بن علی آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسنؓ کی طرف متوجہ ہوتے اور آپ نے ارشاد فرمایا اِنَّ ابْنِیْ ھٰذا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰہَ اَن یُّصلِحَ بِہٖ بَینَ فِئَتَینِ عَظِیْمَتَینِ مِنَ المُسلِمِین۔

میرا یہ بیٹا سید ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ رب العزت میرے اس بیٹے کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائیں گے۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ نے صدقہ کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی تو حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا تا کہ وہ کھجور پھینک دیں اور ارشاد فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں اِنَّا لَانَأْ کُلُ الصَّدقَةَ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے یہ بچپن میں حلال وحرام کا شعور دیا جارہا تھا اور دینی تربیت دی جارہی تھی۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اقرعؓ بن حابس نے حضور اکرم ﷺ کو حضرت حسینؓ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ لَا یَرحَمُ لَایُرْحَمُ جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

ام فضلؓ بنت حارث فرماتی ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا خواب بتلاؤ تو ام فضلؓ نے دوبارہ کہا یا رسول اللہ اِنَّهٗ شَدِیْدٌ وہ سخت خواب ہے آپ نے ارشاد فرمایا بتلاؤ تو ام فضل نے کہا یا رسول اللہ میں خواب میں دیکھا کہ آپ کے وجود سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا رَأیتِ خیراً تو نے اچھا خواب دیکھا ہے فاطمہؓ کے

ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تیری گود میں پرورش پائیگا ام فضلؓ فرماتی ہیں پھر ایسا ہی ہوا حضرت فاطمہؓ کے ہاں حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی اور پھر حضرت حسینؓ نے میری گود میں تربیت حاصل کی ایک مرتبہ میں حضرت حسینؓ کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لائی اور آپ کی گود میں بٹھا دیا پھر جو میں نے متوجہ ہو کر دیکھا

فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ

حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں رو رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبریل امین تشریف لائے اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے بیٹے حسینؓ کو قتل کردیگی میں نے کہا کہ حسینؓ کو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں حسینؓ کو پھر آپ نے ارشاد فرمایا وَ اَتَانِی بِتُربَۃٍ مِن تُربَتِہٖ حَمرَاءَ اور جبریل نے حسینؓ کی قبر کی سرخ مٹی بھی مجھے دکھائی ہے اس وجہ سے میں رو رہا ہوں۔

بیہقی میں حضرت عبداللہؓ بن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا اَشْعَثُ اَغْبَرُ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ آپ کے سر کے بال بکھرے ہوئے اور غبار آلود تھے آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا یہ حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں صبح سے جمع کر رہا ہوں پھر ہم نے دیکھا کہ حضرت حسینؓ واقعی اسی دن شہید ہوئے تھے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابورافعؓ کی بیوی حضرت سلمیٰؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا مَـا يُبۡكِيكِ آپ کیوں رو رہی ہیں تو حضرت ام سلمہؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا وَعَلٰى رَأسِهٖ وَلِحۡيَتِهِ التُّرَابُ آپ کا سر مبارک اور داڑھی مبارک غبار آلود تھی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا بات ہے

آپ نے ارشاد فرمایا شَهِدتُّ قَتلَ الحُسَينِ انِفاً

حسینؓ کو ابھی قتل کر دیا گیا میں بھی وہاں موجود تھا۔

حسنؓ وحسینؓ نانا کی نظر میں

حضرت حسنؓ کی پیدائش ۱۵ رمضان ۳ ھ میں ہوئی اور حضرت حسینؓ کی پیدائش ۵ شعبان ۴ ھ میں ہوئی اور حضور اکرم ﷺ کی وفات ربیع الاول ۱۱ ھ میں ہوئی۔

اس طرح حضرت حسنؓ نے آٹھ سال اور حضرت حسینؓ نے سات سال حضور اکرم ﷺ کے سایہ عاطفت اور سایہ رحمت میں گزارے

دونوں کے کان میں حضور اکرم ﷺ نے اذان دی

دونوں کو گھٹی حضور اکرم ﷺ نے اپنے لعاب مبارک کے ساتھ دی

دونوں کا ساتویں دن حضور اکرم ﷺ نے عقیقہ کیا اور نام رکھا

دونوں کیلئے ساتویں دن دو دو مینڈھے حضور اکرم ﷺ نے قربان کرائے

دونوں کے ساتویں دن سر کے بال کٹوا کران کے ہم وزن چاندی حضور اکرم ﷺ نے

خیرات کرائی۔

دونوں کا نام ماں باپ نے حرب رکھا تھا لیکن حضور اکرم ﷺ نے دونوں کا نام بدل کر ایک کا نام حسنؓ اور دوسرے کا حسینؓ رکھ دیا

دونوں حضور اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت میں رہے

دونوں حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کے حصار میں رہے

دونوں حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بن کر رہے

دونوں کو حضور اکرم ﷺ کا ڈھیروں پیار اور محبت نصیب رہی

دونوں کیلئے حضور اکرم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی جو اپنے وقت پر پوری ہوئی

دونوں کے والد حضرت علیؓ سے حضور اکرم ﷺ کا بہت زیادہ پیار تھا

دونوں کی والدہ حضرت فاطمہؓ سے حضور اکرم ﷺ کا بہت زیادہ پیار تھا

دونوں کو حضور اکرم ﷺ نے دنیا اور جنت کے پھولوں سے تشبیہ دی

دونوں کو حضور اکرم ﷺ نے جنت کے نوجوانوں کا سردار قرار دیا

دونوں کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے اہل بیت میں شمار فرمایا

حسنؓ و حسینؓ والد کی نظر میں

حضرت علی حسنؓ و حسینؓ سے بڑا پیار اور محبت فرماتے تھے باپ اپنی اولاد سے کبھی سختی کا معاملہ کر لیتا ہے لیکن حضرت علیؓ نے کبھی سختی کا معاملہ نہیں کیا تھا۔ کبھی حسنؓ و حسینؓ کو مارا نہیں ڈانٹا نہیں۔ کبھی گالی نہیں دی۔ بلکہ آپ حسنؓ و حسینؓ کو عزت دیتے تھے اور

ان کا احترام کرتے تھے کسی نے اس اعزاز واکرام کے بارے میں سوال کیا اور وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ یہ صرف میرے بیٹے نہیں بلکہ حضرت فاطمہؓ کے بھی نور نظر اور لخت جگر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بھی نواسے ہیں اس لئے میں ان کا احترام کرتا ہوں تا کہ میری وجہ سے نہ حسنؓ وحسینؓ کو پریشانی ہو اور نہ ہی ان کی والدہ اور نانا کو پریشانی ہو۔

حضرت علیؓ حضرت حسنؓ وحسینؓ سے مشاورت بھی فرماتے تھے جب حضرت عثمانؓ کے دور میں باغیوں نے بغاوت کی اور حضرت عثمانؓ کے قتل کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ وحسینؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کیلئے حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر بطور محافظ بھی مقرر کیا تھا اور حضرت عثمانؓ کی شہادت پر سخت جملے ارشاد فرمائے تھے جس پر حضرت حسنؓ وحسینؓ نے معذرت پیش کی تھی اور بتلایا تھا کہ ہم تو حفاظت کیلئے دروازے پر موجود تھے جبکہ باغی پیچھے کی جانب سے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ جنگ جمل اور جنگ صفین میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ شریک رہے اور قدم قدم ہمدم وہم راز رہے۔

حسنؓ وحسینؓ والدہ کی نظر میں

حضرت فاطمہؓ کو اپنے بیٹوں حسنؓ وحسینؓ سے بڑا پیار اور محبت تھی جیسے حضرت فاطمہ حضور اکرم ﷺ کے قلب وجگر کا ٹکڑا تھیں، آنکھوں کا نور تھیں، دل کا

سردار تھیں، ویسے ہی حسنؓ وحسینؓ حضرت فاطمہؓ کے قلب وجگر کا ٹکڑا تھے، آنکھوں کا نور تھے، دل کا سردار تھے، حضرت فاطمہؓ حسنؓ وحسینؓ کو نہلاتیں اچھے اور عمدہ کپڑے پہناتیں، آنکھوں میں سرمہ وجود پر خوشبو لگاتیں، کبھی حسنؓ وحسینؓ کو ان کے ابا حضرت علیؓ کے ساتھ باہر بھیجتیں اور کبھی اپنے ابا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں بھیجتیں۔

ماں کی گود اولاد کیلئے پہلا مدرسہ اور یونیورسٹی ہوتی ہے اگر ماں کے پاس علم عمل، کردار اور تقویٰ ہوگا تو وہی اولاد میں منتقل ہوگا حسنؓ وحسینؓ کی خوش قسمتی تھی کہ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حضرت فاطمہؓ الزہرہ کی گود انہیں نصیب ہوئی۔

حضرت فاطمہ سراپا صدق واخلاص اور سراپا شرم وحیا تھیں

الصواعق میں حضرت ابوایوبؓ انصاری اور حضرت ابوہریرہؓ سے اور اسد الغابہ میں حضرت علیؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ کل قیامت کے دن غیب سے ایک صدا سنائی دے گی۔

يَااَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُؤُسَكُمْ وَ غُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى الصِّرَاطِ

اے قیامت کے دن میں جمع ہونے والو اپنے سر جھکالو اور اپنی آنکھیں نیچے کرلو یہاں تک کہ فاطمۃ الزہرا بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر جائیں۔

ابوداؤد شریف میں حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ گھر میں داخل ہوئے وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ يَبْكِيَانِ اور حسنؓ وحسینؓ رو رہے تھے آپ نے

حضرت فاطمہؓ سے پوچھا حسنؓ و حسینؓ کیوں رو رہے ہیں تو حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا اَلْجُوْعُ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں حضرت علیؓ پریشانی کے عالم میں گھر سے باہر نکل گئے تو بازار میں ایک دینار گرا ہوا پایا تو وہ دینار اٹھا کر گھر لے آئے اور حضرت فاطمہؓ کو ساری صورتحال بتا دی تو حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ آپ فلاں یہودی کے پاس جائیں اور ہمارے لئے آٹا خرید کر لائیں تو حضرت علیؓ یہودی کے پاس گئے اور اس سے آٹا خریدا تو یہودی نے کہا کہ اَنْتَ خَتَنُ هٰذَا الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ کیا تم اس آدمی کے داماد ہو جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول قرار دیتا ہے۔ تو حضرت علیؓ نے کہا ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا داماد ہوں تو یہودی نے دینار واپس کر دیا اور مفت میں آٹا دیدیا حضرت علیؓ گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کو ساری صورتحال بتائی تو حضرت فاطمہؓ نے دوبارہ ان کو بھیجا کہ اب فلاں قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت لے آؤ تو حضرت علیؓ قصاب کے پاس گئے اور ایک درہم کے گوشت کے بدلے ایک دینار بطور رہن اور امانت کے قصاب کے پاس رکھا اور قصاب کو کہا جب ایک درہم واپس کرونگا تو اپنا دینار لے جاؤنگا اور ایک درہم کا گوشت گھر لا کر حضرت فاطمہؓ کے حوالے کیا

فَعَجَنَتْ وَنَصَبَتْ وَخَبَزَتْ حضرت فاطمہؓ نے آٹا گوندھا گوشت کی ہانڈی چڑھائی اور روٹیاں پکانے لگیں اور حضرت فاطمہؓ کو اندازہ تھا کہ جیسے میرے گھر میں غربت ہے اور میرے بیٹے حسنؓ و حسینؓ بھوکے ہیں ویسے شان والے نبی ﷺ کے گھر

میں بھی فقر و فاقہ ہے اور میرے ابا رسول ﷺ بھی بھوکے ہوں گے۔ اس لئے حضرت فاطمہؓ نے اب حضرت علیؓ کو بھیجا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو بلا کر لائیں تا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے سارا ماجرا سنایا اور بولیں کیا یہ کھانا ہمارے لئے حلال ہے یا حلال نہیں ہے اگر یہ کھانا حلال ہے تو آپ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہوں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کُلُو ا بِسْمِ اللہ سب لوگ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔

حضور اکرم ﷺ بھی کھانے میں شریک ہو گئے اور سب لوگوں نے ایک دستر خوان پر مل بیٹھ کر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ابھی یہ حضرات فراغت کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان آدمی اللہ اور دین اسلام کا واسطہ دے کر اپنا گم شدہ دینار طلب کر رہا تھا حضور اکرم ﷺ نے نوجوان کو بلایا اور اس سے دینار کے بارے میں وضاحت طلب کی تو اس نے بتایا کہ سَقَطَ مِنِی فِی السُّوقِ دینار مجھ سے بازار میں گر گیا تھا اور یہ وہی دینار تھا جو حضرت علیؓ بازار سے اٹھا کر لائے تھے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو قصاب کے پاس بھیجا اور ارشاد فرمایا کہ قصاب کو جا کر کہو کہ وہ دینار واپس کر دے اور اس کا ایک درہم میرے ذمہ قرض رہا جو میں اسے جلد ادا کر دوں گا تو حضرت علیؓ قصاب سے ایک دینار واپس لائے جو حضور اکرم ﷺ نے نوجوان کو واپس لوٹا دیا

آج دنیا کہتی ہے جناب ہم داماد کے گھر میں قدم نہیں رکھتے آج لوگ کہتے ہیں جناب ہم بیٹی کے گھر میں ایک لقمہ کھانا اور ایک گھونٹ پانی نہیں پیتے لیکن میرے نبی ﷺ نے

اپنے عمل سے بتایا کہ بیٹی کا گھر بھی اپنا گھر ہے اور داماد کا گھر بھی اپنا گھر ہے یہ کسی غیر اور دشمن کا گھر نہیں ہے اس واقعہ میں صاف نظر آرہا ہے کہ بیٹی حضرت فاطمہؓ کا گھر ہے داماد علیؓ بھی موجود ہے بیٹی فاطمہؓ بھی موجود ہے نواسے حسنؓ وحسینؓ بھی موجود ہیں اور نانا محمد رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہیں سب مل کر ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہیں سبحان اللہ!

حضور اکرم ﷺ کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ محبت اور پیار تھا حضرت فاطمہؓ شکل وصورت، عادات واطوار اور نشست وبرخاست میں سب سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھیں حضور اکرم ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں بی بی فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے بی بی فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے۔

حضور اکرم ﷺ جب حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو بیٹی کھڑے ہو کر اپنے والد کا استقبال کرتی پیشانی پر بوسہ دیتی اور اپنے والد کو اپنی جگہ پر بٹھاتی اور جب بیٹی چل کر اپنے والد کے گھر جاتی تو حضور اکرم ﷺ مَرْحَبًا يَا بِنْتِيْ فرماتے اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہتے کھڑے ہو کر اپنی بیٹی کا استقبال فرماتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی بیٹی کو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت مسورؓ بن مخرمۃ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا جس کا نام جمیلہ تھا اور اس وقت مشرکہ اور کافرہ عورت سے نکاح کی اجازت تھی جس پر حضور اکرم ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا آپ

منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّی فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے خطرہ ہے کہ علیؓ کی شادی کی وجہ سے فاطمہ کہیں اپنے دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے!

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں حرام کو حلال نہیں کرتا اور نہ ہی میں حلال کو حرام کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ وَ اللّٰهِ لَاتَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَانًا وَاحِدًا اَبَدًا اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن ابوجہل کی بیٹی ایک مکان میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّیْ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا

فاطمہؓ میرے وجود کا ٹکڑا ہے فاطمہؓ کا دکھ میرا دکھ ہے اور فاطمہؓ کی تکلیف میری تکلیف ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا ہے تو پہلے میری بیٹی کو طلاق دے پھر نکاح کرے جب حضرت علیؓ نے حضور اکرم ﷺ کا یہ غصہ اور ناراضگی دیکھی تو اپنا ارادہ بدل دیا اور ابوجہل کی بیٹی سے نکاح نہ کیا

حضور اکرم ﷺ کو اپنی بیٹی سے بھی پیار تھا اور اپنے نواسوں سے بھی پیار تھا

حسنؓ و حسینؓ صحابہؓ کی نظر میں

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت بلال حبشیؓ و دیگر اکابر صحابہ کرام حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ نہایت ہی عزت و احترام والا معاملہ فرماتے تھے۔

بخاری شریف میں حضرت عقبہؓ بن حارث سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک دن نماز عصر پڑھائی اور مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے حضرت علیؓ بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت حسنؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھ لیا تو انہیں پکڑ کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور ارشاد فرمایا بِاَبِیْ میرا باپ آپ پر قربان ہو

شَبِیْهٌ بِالنَّبِیِّ ﷺ لَیْسَ شَبِیْهاً بِعَلِیٍّ

اے حسنؓ تم اپنے نانا محمد رسول ﷺ کے مشابہ ہو اپنے ابا حضرت علیؓ کے مشابہ نہیں ہو وَعَلِیٌّ یَضْحَکُ اور حضرت علیؓ پاس کھڑے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے یہ محبت بھرے جملے سنتے جاتے تھے اور خوشی سے مسکراتے جاتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دور حکومت میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ماہانہ وظیفہ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا تھا جبکہ اکابر بدری صحابہؓ کا وظیفہ بھی پانچ پانچ ہزار درہم تھا اور بدری صحابہؓ کی اولاد کا وظیفہ صرف دو ہزار درہم تھا حضرت عمرؓ یمن سے بہترین اور عمدہ جوڑے منگوا کر حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ کو پہناتے

حضرت عثمانؓ کے دور میں 30ھ میں حضرت حسن اور حضرت حسینؓ طبرستان کی جنگ میں شریک ہوئے مجاہدانہ کردار ادا کیا اور داد شجاعت پائی۔

حضرت ابوہریرہؓ حسنؓ وحسینؓ کو سیدی کہہ کر بلاتے تھے اور ان دونوں حضرات کے بوسے لیتے تھے۔

حضرت بلالؓ حبشی حسنؓ وحسینؓ کی فرمائش پر مسجد نبوی میں اذان دیتے ہوئے نظر آتے تھے۔

گویا کہ حسنؓ وحسینؓ تمام صحابہ کرامؓ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے پھرتے تھے

حسنؓ وحسینؓ۔اوصاف حمیدہ

حضرت حسنؓ وحضرت حسینؓ اوصاف حمیدہ کا مجموعہ تھے

دونوں ظاہری اور باطنی حسن وجمال اور خوبصورتی کا مجسمہ تھے

دونوں میں عبادت کا ذوق تھا نماز، روزہ، حج وعمرہ، قرآن مجید کی تلاوت اور احادیث رسول ﷺ کی تعلیم آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا

دونوں میں سخاوت وفیاضی کا خاندانی وصف موجود تھا

دونوں تواضع وانکساری کا پیکر تھے

دونوں میں وقار اور سکینت موجود تھی

دونوں اخلاق عالیہ کا مصداق تھے

دونوں فقہ وفتاوی اور خطابت وشاعری کے عظیم درجہ پر فائز تھے

دونوں نے کئی مرتبہ پیدل حج کئے

دونوں حلم وحوصلہ کے پہاڑ تھے

دونوں نے دین اسلام کیلئے ناقابل فراموش قربانیاں دیں

دونوں ہی شہادت کے عظیم الشان درجے اور مرتبے پر فائز ہوئے

حضرت حسنؓ کی قربانی

حضرت علیؓ کی وفات کے بعد تقریباً چالیس ہزار افراد نے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کو خلیفہ راشد منتخب کیا اور حضرت حسنؓ تقریباً چھ ماہ تک خلافت کی کرسی پر موجود رہے، حضرت حسنؓ نواسہ رسول تھے، مسلمانوں کی جذباتی وابستگی آپ کے ساتھ تھی، آپ خلیفہ راشد تھے، آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو چکی تھی، چالیس ہزار انصار علیؓ کی تلواریں آپ کی مدد کیلئے نیام سے باہر تھیں، آپ کے پاس اپنی خلافت کیلئے شرعی دلائل بھی موجود تھے، آپ کے پاس اپنی خلافت کے تحفظ کیلئے فوجی طاقت بھی موجود تھی، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود جب حضرت حسنؓ نے یہ دیکھا کہ ان کے والد ماجد حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی اختلافات کی وجہ سے جو امت محمدیہ ﷺ دو حصوں میں بٹ گئی تھی آج اس افتراق وانتشار اور لڑائی و جھگڑے کے باعث مزید کمزور سے کمزور تر ہوتی جارہی ہے اور اختلاف ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آرہا تو حضرت حسنؓ نے امت محمدیہ ﷺ کے اجتماع اور قوت کی خاطر اپنی خلافت اور حکومت کی قربانی دینے کا فیصلہ کرلیا اور چند شرائط کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت فرما کر امت مسلمہ کی تفریق کو ختم کر کے امت مسلمہ میں اتفاق واتحاد اور اجتماعیت کو پیدا فرما دیا اور حضور اکرم ﷺ کی پیشینگوئی کو درست ثابت کر دیا کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ میرا یہ بیٹا حسنؓ سردار ہے اور اللہ رب العزت اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح

نصیب فرمائیں گے۔

حضرت حسنؓ کی قربانی کو بڑے بڑے لوگ اور مؤرخین عوام اور خواص سمجھنے سے قاصر ہیں میں کہتا ہوں کہ جیسے حضرت حسینؓ کی قربانی عظیم ہے ویسے ہی حضرت حسنؓ کی قربانی بھی عظیم ہے کیونکہ دونوں قربانیاں ملک وملت اور قوم کے بہترین مفاد میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے دی گئیں دونوں قربانیوں کی اپنے اپنے وقت موقع محل اور حالات میں دین اسلام کی سربلندی وسرفرازی اور علمۃ المسلمین کی خیر خواہی وہمدردی اور حکمرانوں کی اصلاح وتربیت کیلئے نہایت ہی اشد ضرورت تھی ایک طرف اپنی خلافت اور اقتدار کی قربانی جو حضرت حسنؓ نے دی دوسری طرف اپنی جان اور اپنے خاندان کی قربانی جو حضرت حسینؓ نے دی دونوں قربانیوں کے عظیم اور قیمتی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

حضرت حسنؓ کی شہادت

۵۰ھ میں آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا جس سے قلب وجگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جب حالت زیادہ نازک ہوگئی اور زندگی سے مایوسی ہوگئی تو حضرت حسینؓ کو بلا کر ان سے صورتحال بیان کی حضرت حسینؓ نے زہر دینے والے کا نام پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم اسے قتل کرو گے تو حضرت حسینؓ نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر میرا خیال درست ہے تو میرا اللہ خود بہتر بدلہ لینے والا ہے اور اگر میرا خیال غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ

سے ناکردہ گناہ میں قتل کیا جائے اور اس طرح آپ نے زہر دینے والے کا نام بتانے سے انکار کر دیا

حضرت حسنؓ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی آرزو اور خواہش تھی اس لئے اپنی نانی محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت طلب کی جنہوں نے بڑی خوشی سے اجازت عطا فرما دی لیکن پھر بھی حضرت حسینؓ کو وصیت فرمائی کہ اگر بنوامیہ کی طرف سے مزاحمت کا خطرہ ہو تو مجھے جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

زہر دیئے جانے کے تیسرے دن ماہ ربیع الاول ۵۰ھ میں 48 سال کی عمر میں آپ کی شہادت ہوئی وفات کے بعد مروان نے روضہ اقدس میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے پہلو میں دفن کیا گیا

آپ کی نماز جنازہ حاکم مدینہ سعید بن العاص نے پڑھائی۔ آپ نے عام رواج سے زیادہ شادیاں کیں لیکن آپ کی بیویوں کی تعداد کو نوے سے لے کر سو تک پہنچا دینا ایک مبالغہ آمیز اور غلط بات ہے جس کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ کی کل اولادیں دس تھیں جن میں سے آٹھ بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھیں اور بعض حضرات کے نزدیک آپ کی کل بارہ اولادیں تھیں جن میں دس بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھیں آپکی مرویات کی کل تعداد تیرہ ہے!

حضرت حسینؓ کی قربانی

حضرت امیر معاویہؓ نے ۵۶ھ میں حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور اپنے دیگر خیر خواہوں کے مشورہ سے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا اولاً حضرت معاویہؓ کو اس فیصلہ کے نافذ کرنے میں تأمل ہوا لیکن پھر شاید کہ اپنی جانب سے مسلمانوں کو خانہ جنگی سے بچانے کیلئے اور مرکز کو مستحکم رکھنے کیلئے آپ نے بطور حکمت عملی کے یزید کو اپنا ولی عہد بنانا مناسب سمجھا اور تمام اسلامی مراکز سے آپ نے یزید کی ولی عہدی پر بیعت بھی لی اس وقت مسلمانوں کے چار مرکز تھے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت کیلئے آپ نے مکہ اور مدینہ یعنی حجاز کی ذمہ داری مروان بن حکم کو سونپی کوفہ کی ذمہ داری مغیرہؓ بن شعبہ اور بصرہ کی ذمہ داری زیاد بن ابی سفیان کے حوالے کی۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور زیاد بن ابی سفیان اپنے مشن میں کامیاب رہے جبکہ مروان بن حکم ناکام رہا کیونکہ حضرت عبداللہؓ بن عمر، حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت عبداللہؓ بن زبیر، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر اور حضرت حسینؓ بن علی نے بیعت سے انکار کر دیا تھا ان حضرات کا موقف تھا کہ یہ حضور اکرم ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سنت نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کی سنت ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی وفات کے وقت کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کے اجماع سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا گیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا جن کا ان کے خاندان سے کوئی تعلق نہ

تھا اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی اپنے خلیفہ کا انتخاب کرنے کیلئے مجلس شوریٰ کے چھ افراد کا انتخاب فرمایا جن میں ان کا کوئی رشتہ دار موجود نہیں تھا اس لئے یہ خلافت کا نہیں بلکہ ملوکیت کا انداز ہے جو ہمیں منظور نہیں ہے مروان نے یہ منظر دیکھا تو حضرت معاویہؓ کو اطلاع دی آپ بذات خود تشریف لائے اور مکہ مدینہ والوں سے بیعت لی اور مندرجہ بالا پانچوں بزرگوں سے بھی بیعت لی

بقول طبری پانچوں حضرات کی بیعت دل سے تھی اور بقول ابن اثیر باول نخواستہ تھی

حضرت امیر معاویہؓ کا انتقال 60ھ میں ہوا اور یزید ان کا جانشین ہوا اس وقت یزید کیلئے سب سے بڑا مسئلہ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہؓ بن زبیر کی بیعت کا تھا کیونکہ ان دونوں حضرات نے یزید کی ولی عہدی کو نہ دل سے قبول کیا تھا اور نہ ہی زبان سے اقرار کیا تھا اور ان کے بیعت نہ کرنے سے حجاز اور عراق میں مخالفت کا اندیشہ تھا چنانچہ اقتدار سنبھالنے کے بعد یزید نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو جو یزید کا چچا زاد بھائی تھا حضرت حسینؓ اور حضرت ابن زبیرؓ سے بیعت لینے کا تاکیدی حکم بھیجا تو اس نے دونوں حضرات کو بلا بھیجا حضرت ابن زبیرؓ نے ایک رات کی مہلت مانگی اور پھر رات کی رات میں مدینہ سے نکل کر مکہ کیلئے روانہ ہو گئے اور مکہ پہنچ کر مستقل وہیں مقیم ہو گئے جبکہ حضرت حسینؓ حفاظتی تدابیر کے ساتھ ولید بن عتبہ کے پاس تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ جب تم عام بیعت کیلئے لوگوں کو بلاؤ گے تو میں بھی حاضر ہو جاؤں گا اب حضرت حسینؓ ایک سخت آزمائش اور

کشمکش کا شکار ہو چکے تھے ایک طرف آپ یزید کی بیعت کو سخت ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ خلفائے راشدینؓ کے اسلامی طریقہ انتخاب کے بالکل خلاف اور غیر شرعی بیعت تھی اور قیصر و کسریٰ کے طرز حکمرانی کی طرح اسلام میں پہلی شخصی اور موروثی بادشاہت تھی جبکہ دوسری طرف آپ جمہور امت کے خلاف بھی نہیں جانا چاہتے تھے اسی وجہ سے ولید بن عتبہ کو فرما دیا تھا کہ جب اہل مدینہ بیعت کریں گے تو پھر مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا

اسی کشمکش اور پریشانی کے عالم میں اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقارب کو لے کر آپ رات کے وقت عازم سفر ہوئے جبکہ آپ کے ذہن میں منزل مقصود کا دور دور تک کوئی تصور اور خیال بھی موجود نہ تھا لیکن پھر محمد بن حنفیہ کے مشورہ سے آپ نے مکہ مکرمہ کا رخ کر لیا جب آپ معہ اہل و عیال مکہ مکرمہ پہنچے تو شعب ابی طالب میں قیام فرمایا لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کو آنے لگے اور اہل کوفہ کے پیغامات خطوط، بلاوے اور وفود بھی آنے لگے جو آپ کو جلد از جلد کوفہ پہنچ کر مسند خلافت سنبھالنے کی دعوت دینے لگے تھے اور آپ کی ذات کیلئے اپنی جانیں دینے اور گردنیں کٹوانے کے دعوے بھی کرنے لگے تھے کیونکہ حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تھا اس لئے وہاں اہل بیت کے طرف داروں کی تعداد زیادہ تھی حضرت حسینؓ نے اہل کوفہ کی اس محبت اور ہمدردی کو دیکھتے ہوئے تحقیق حال کیلئے پہلے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنے کا فیصلہ کیا تا کہ مسلم بن عقیل کوفہ پہنچ کر براہ راست خود حالات کا درست جائزہ لیں اور حضرت حسینؓ کو باخبر کریں تا کہ کوفہ اور اہل کوفہ کے

پاس جانے یا نہ جانے کا فیصلہ کرنے میں آسانی رہے مسلم بن عقیل جب کوفہ پہنچے تو اہل کوفہ آپکے لئے چشم براہ تھے۔ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بارہ ہزار کوفیوں نے بیعت بھی کر لی اور کوفہ میں یزید کے خلاف اعلانیہ بغاوت اور مخالفت بھی شروع ہوگئی اس وقت کوفہ کے والی حضرت نعمانؓ بن بشیر انصاری صحابی رسول ﷺ تھے جب یزید کو ان حالات کی خبر ہوئی تو اس نے حضرت نعمانؓ بن بشیر کو معزول کر دیا اور عبیداللہ بن زیاد کو جو بصرہ کا حاکم تھا اسے کوفہ کا بھی حاکم بنا کر کوفہ روانہ ہونے کا اور حالات کو کنٹرول کرنے کا حکم دیدیا اور کہا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کر کے کوفہ سے نکال دو اور اگر وہ مزاحمت کرے تو اسے قتل کر دو۔

ابن زیاد بصرہ کے کچھ سرداروں کی معیت میں اہل حجاز کے لباس میں چہرے پر ڈھاٹا باندھے ہوئے رات کے وقت کوفہ میں داخل ہوا تا کہ لوگ اسے حضرت حسینؓ سمجھیں اور راستہ میں مزاحمت نہ کریں اور ایسا ہی ہوا لوگ اسے حضرت حسینؓ کی آمد سمجھ کر مَرْحَبا یَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ اے رسول اللہ کے بیٹے مرحبا کہتے رہے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے رہے یہاں تک کہ ابن زیاد قصر امارت میں داخل ہو گیا مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر میں مقیم تھے اور حضرت حسینؓ کو پیغام بھیج چکے تھے کہ بارہ ہزار کوفی بیعت کر چکے ہیں سرفروشی اور جانثاری کا وعدہ کر چکے ہیں آپ جلد از جلد کوفہ تشریف لے آئیں۔ ادھر ابن زیاد اپنے غلام معقل کے ذریعے مسلم بن عقیل کی رہائشگاہ کا پتہ لگا چکا تھا اس لئے اس نے ہانی بن عروہ کو بلا بھیجا اور مسلم بن

عقیل کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ہانی بن عروہ کے انکار پر ابن زیاد نے اس کے ساتھ ظلم وزیادتی والا معاملہ کیا عوام میں افواہ پھیل گئی کہ ہانی بن عروہ کو قتل کردیا گیا ہے تو ہانی کے قبیلہ کے ہزاروں افراد نے ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کرلیا اور انتقام انتقام کے نعرے لگانے لگے تو ابن زیاد نے قاضی شریح کو مجبور کیا کہ وہ لوگوں کو بتائیں اور تسلی دیں کہ ہم نے ہانی کو صرف تحقیق کیلئے بلوایا ہے ان کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے قاضی شریح کو مجبوراً یہ پیغام لوگوں تک پہنچانا پڑا اس پیغام کے بعد لوگ منتشر ہوگئے جب مسلم بن عقیل نے ہانی بن عروہ کے قتل کی افواہ سنی تو اپنے بارہ ہزار لوگوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور ابن زیاد کے محل کا محاصرہ کرلیا اس وقت ابن زیاد کے پاس قصر اقتدار میں صرف پچاس آدمی تھے جن میں تیس آدمی پولیس کے تھے اور بیس عمائدین کوفہ تھے ابن زیاد نے عمائدین کوفہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے قبیلوں کے افراد کو اور عوام کو ڈرائیں تاکہ وہ مسلم بن عقیل کی حمایت نہ کریں اور حکومت کی مخالفت نہ کریں عمائدین کے ڈرانے ودھمکانے اور طمع ولالچ دلانے کی وجہ سے لوگ مسلم بن عقیل سے جدا ہونے لگے یہاں تک کہ کوفہ کے ایوان اقتدار کے سامنے جمع ہونے والے بارہ ہزار افراد میں سے پانچ سو پھر چار سو پھر چالیس پھر چار اور پھر رات کی تاریکی اور اندھیرے میں ایک حیران وپریشان مسلم بن عقیل بچ گئے جب مسلم نے دیکھا کہ وہ تنہا رہ گئے ہیں تو وہ بھی چل پڑے اور اس کسمپرسی اور پریشانی کے عالم میں دل میں اہل کوفہ کی بے وفائی کے زخم لئے اور آنکھوں میں غم کے آنسو لئے کوفہ کی گلیوں کی خاک چھانتے ہوئے اور

ٹھوکریں کھاتے ہوئے بھوک و پیاس اور وحشت کے عالم میں طوبہ نامی ایک عورت کے دروازے پر پہنچے اور اس سے پانی مانگا بڑھیا نے پانی پلایا اور اپنے گھر سے چلے جانے کا کہا لیکن ایک غریب الدیار مصیبتوں کا مارا اہل کوفہ کا ستایا ہوا جاتا تو کہاں جاتا تب حضرت مسلم بن عقیل نے اپنے سفر کی درد بھری کہانی اور اہل کوفہ کی غداری کی دکھ بھری داستان اس بڑھیا کو سنادی بڑھیا کو رحم آ گیا اس نے مسلم کو اپنے گھر میں پناہ دیکر چھپا لیا اور آپ کی خبر گیری و خدمت کرنے لگی بڑھیا کا بیٹا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا جب اسے مسلم بن عقیل کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے اپنے آقا ابن اشعث کو بتلا دیا اور ابن اشعث جو شامی دستہ کا امیر اور ابن زیاد کے ماتحت تھا اس نے اپنے آقا و امیر ابن زیاد کو اس بات کی خبر دیدی تب ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی سربراہی میں ستر آدمیوں کا دستہ مسلم بن عقیل کی گرفتاری کیلئے روانہ کیا ان حضرات نے بڑھیا کے گھر کا محاصرہ کر لیا مسلم بن عقیل نے مقابلہ کیا آپ کا چہرہ زخمی ہوا، ہونٹ کٹ گیا سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے لیکن آپ کی شجاعت و بہادری میں فرق نہیں آیا تب محمد بن اشعث نے آپ کو گرفتاری دینے پر امان دینے کا اور آپ کی جان کی حفاظت کا وعدہ کیا تو آپ نے محمد بن اشعث کو اپنی گرفتاری دیدی لیکن ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی امان کو قبول نہیں کیا اور اس نے مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا اور ان کے میزبان ہانی بن عروہ کو بھی سولی پر چڑھا دیا

وفات سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل رونے لگے کسی نے کہا موت سے ڈر کر رو رہے ہو

آپ نے کہا میں اپنے لئے نہیں روتا ہوں میں حسینؓ کیلئے روتا ہوں میں آل حسینؓ کیلئے روتا ہوں میں اپنے گھر والوں کیلئے روتا ہوں جو تمہارے کہنے پر یہاں آرہے ہیں پھر آپ نے محمد بن اشعث کو کہا تم نے مجھے امان دی لیکن میری جان کی حفاظت تمہارے بس سے باہر ہوگئی لیکن اگر تم سے ہو سکے تو مجھ پر اتنا احسان کرو حضرت حسینؓ کو میرے احوال سے باخبر کرو اور پیغام پہنچاؤ کہ وہ ہرگز ہرگز اہل کوفہ پر اعتماد نہ کریں اور کوفہ تشریف نہ لائیں اور اپنے اہل بیت کو لے کر واپس پلٹ جائیں محمد بن اشعث نے کہا خدا کی قسم جس طرح بھی ہو سکا میں یہ وعدہ ضرور پورا کرونگا اور حضرت حسینؓ تک تمہارا یہ پیغام ضرور پہنچاؤں گا اور محمد بن اشعث نے اپنا یہ وعدہ پورا کر کے دکھایا اور محمد بن اشعث نے مسلم بن عقیل کا پیغام حضرت حسینؓ تک پہنچادیا۔

حضرت حسینؓ کو جب مسلم بن عقیل کا پیغام پہنچا تو آپ نے مع اہل وعیال کوفہ جانے کی تیاری شروع کردی لیکن کیونکہ سب لوگ کوفہ والوں کی بے وفائی اور غداری سے واقف تھے اس لئے حضرت عبداللہؓ بن عباس حضرت عبداللہؓ بن زبیر اور دیگر خیر خواہوں نے لاکھ روکنے اور منع کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت حسینؓ آمادہ نہ ہوئے جب حضرت ابن عباسؓ بالکل مایوس ہوگئے تو فرمایا آپ اکیلے چلے جائیں بیوی اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی حضرت عثمانؓ کی طرح بیوی اور بچوں کے سامنے شہید کردیا جائے لیکن حضرت حسینؓ نے کہا کہ اب تو میں ارادہ اور فیصلہ کر چکا ہوں اس لئے آپ مجھے روکنے کی کوشش نہ

کریں غرضیکہ اہل بیت کا قافلہ کوفہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا ''تنعیم'' سے ہوتے ہوئے جب قافلہ ''مقام صفاح'' پر پہنچا تو حضرت حسینؓ کی ملاقات اہل بیت کے محبّ شاعر فرزدق سے ہوئی تو آپ نے اس سے عراق کے حالات پوچھے تو اس نے کہا کہ آپ نے ایک باخبر شخص سے احوال پوچھا ہے اب سنیں! لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں قضائے الٰہی آسمان سے اترتی ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت حسینؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا واقعی اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے فرزدق سے گفتگو کے بعد قافلہ پھر چل پڑا ''مقام ثعلبیہ'' پر ایک اسدی کی زبانی حضرت حسینؓ اور قافلہ والوں کو ابن زیاد کے ہاتھوں مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے قتل کی خبر ملی تو حضرت حسینؓ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور اہل کوفہ کی بے وفائی پر حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے اب قافلہ والوں نے بھی واپسی کا اظہار کیا اور حضرت حسینؓ بھی واپسی کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے لیکن مسلم بن عقیل کے بھائی واپسی پر آمادہ نہیں ہوئے انہوں نے کہا کہ یا تو ہم اپنے بھائی کا بدلہ لیں گے یا بھائی کی طرح شہید ہو جائیں گے تو حضرت حسینؓ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور بولے تمہارے بغیر ہماری زندگی کس کام کی غرض یہ کہ قافلہ یہاں سے بھی آگے بڑھا اور ''مقام ذی حسمہ'' پہنچا جہاں سے قادسیہ تین میل کے فاصلہ پر تھا تو حضرت حسینؓ سے حر بن یزید تمیمی ملا اور پوچھا کہاں کا ارادہ ہے آپ نے جواب دیا کوفہ کا ارادہ ہے تو حر نے کہا کہ کوفہ کے حالات آپ کیلئے ساز

گار نہیں ہیں تو حضرت حسینؓ کوفہ کے راستہ سے ہٹ گئے اور دو محرم 61ھ کو کربلا کے میدان میں اتر گئے جب میدان میں اتر کر نام پوچھا تو جواب ملا میدان کا نام کربلا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا ھٰذَا مَوْضِعُ کَرْبٍ وَبَلَاءٍ یہ تکلیف اور ہلاکت کی جگہ ہے یہ مقام پانی سے دور تھا۔

ادھر اہل بیت کا قافلہ بے یار و مددگار نینویٰ کے میدان کربلا میں پڑا تھا اور ادھر کوفہ میں ان چند نفوس کے مقابلہ کیلئے بڑی زبردست تیاریاں ہو رہی تھیں ابن زیاد نے حضرت حسینؓ سے مقابلہ کیلئے ابن سعد کا انتخاب کیا جو رے کا حاکم تھا اور حضرت حسینؓ کا رشتہ دار تھا ابن سعد کی معذرت اور حیل و حجت پر ابن زیاد نے کہا کہ اگر حکم پر عمل نہ کیا تو رے کا اقتدار بھی چھوڑنا پڑیگا اور لشکر کو شمر ذی الجوشن کے حوالے کرنا پڑیگا جس پر ابن سعد مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا تین محرم 61ھ کو عمرو بن سعد بن ابی وقاص چار ہزار فوج کے ساتھ کربلا پہنچ گیا اور حضرت حسین کو پیغام بھیجا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں تو حضرت حسینؓ نے جواب دیا میں خود نہیں آیا بلکہ مجھے بلایا گیا ہے کوفہ والوں نے خطوط لکھے وفود بھیجے تب میں یہاں آیا ہوں اگر تم لوگوں کو میرا آنا منظور نہیں ہے تو میں واپس جانے کو تیار ہوں جبکہ ابن سعد کے لشکر میں موجود اکثر لوگ حضرت حسین کو خطوط اور پیغام بھیجنے والوں میں شامل تھے۔ ابن سعد نے حضرت حسینؓ کا یہ پیغام ابن زیاد تک پہنچایا جس نے جواب میں یہ پیغام بھیجا کہ جب تک حسینؓ اور ان کے ساتھی یزید کی بیعت نہ کرلیں انہیں کہیں جانے کی اجازت نہیں ہے اور یہ لوگ جب تک بیعت نہیں

کر لیتے ان پر پانی بھی بند کر دو اور خبردار پانی کا ایک قطرہ بھی ان لوگوں تک پہنچنے نہ پائے جس طرح حضرت عثمانؓ تک پانی نہ پہنچنے دیا گیا تھا۔ اس حکم پر ابن سعد نے پانچ سو سواروں کا ایک دستہ دریائے فرات پر متعین کر دیا تا کہ قافلہ حسینیؓ پانی حاصل نہ کر سکے اور اس دستہ نے سات محرم سے پانی بند کر دیا۔

دس محرم کی رات

نو محرم 61ھ کو دونوں جانب سے جنگ کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں دن گزرنے کے بعد عاشورہ کی وہ رات نمودار ہوئی جس کی صبح کو میدان کربلا میں قیامت برپا ہونے والی تھی حضرت حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اگر تم واپس جانا چاہتے ہو تو میں تم سب کو بخوشی اجازت دیتا ہوں میری طرف سے تمہیں کسی قسم کی ملامت نہ ہوگی رات ہو چکی ہے تم لوگ ایک ایک اونٹ لے لو میرے ایک ایک اہل بیت کو ساتھ لے لو اپنے اپنے شہروں اور گھروں کو چلے جاؤ۔ کیونکہ دشمن کو صرف میری تلاش ہے اور میرے بعد کسی اور کی جستجو نہ ہوگی لیکن سب ساتھیوں اور جانثاروں نے یک زبان ہو کر ساتھ نبھانے کی قسم اٹھائی اور کسی نے بھی ساتھ چھوڑنے کی ہمت اور جرأت نہ دکھائی تب حضرت حسینؓ نے منتشر خیموں کو ایک جگہ ترتیب سے نصب کرایا خیموں کی پشت پر خندق کھدوا کر آگ جلوائی تا کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے!

ہتھیاروں اور تلواروں کی صفائی کرائی جس وقت آپ کی تلوار صاف کی جا رہی تھی تو آپ نے چند دردناک اشعار پڑھے آپ کی جانثار بہن حضرت زینبؓ نے

جب ان انتظامات کو دیکھا اور بھائی کے دردناک اشعار کو سنا تو روتی ہوئی اور دوڑتی ہوئی حضرت حسینؓ کے پاس تشریف لائیں

اور کہا کاش آج موت میری زندگی کا خاتمہ کردیتی

آج میری اماں حضرت فاطمہؓ میرے ابا حضرت علیؓ میرے بھائی حسنؓ میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا

ان گزرے ہوئے لوگوں کے آپ ہی جانشین ہیں اور ہم زندہ لوگوں کا آپ ہی سہارا ہیں

بھیا میری جان آپ پر قربان

بھیا آپ کے بدلے میں اپنی جان دینا چاہتی ہوں

بھیا ہمیں یوں بے آسرا اور بے سہارا چھوڑ کر جانے کی کوشش نہ کرو

بھیا آپ کا خود کو یوں مجھ سے الگ کرنا میرے دل کے ٹکڑے کئے دیتا ہے

بہن کی یہ پیار بھری، محبت بھری اور درد بھری گفتگو سن کر بھائی کا دل بھی بھر آیا اور آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہنے لگے

حضرت حسینؓ نے اپنی بہن حضرت زینبؓ کو صبر و شکر، ضبط و تحمل، انابت واستقامت کی تلقین کی اور خیمہ سے باہر تشریف لے آئے اور حفاظت کے ضروری انتظامات سے فارغ ہو کر صبح صادق تک سب حضرات نماز و دعا، تضرع و زاری، توبہ و استغفار میں مصروف ہو گئے۔

دس محرم کا دن

شب عاشورہ ختم ہونے کے بعد صبح قیامت نمودار ہوئی بعد نماز فجر حسینی لشکر لڑنے کیلئے تیار ہوا یہ کوئی لشکر جرار نہ تھا بلکہ 72 جانثاروں کی ایک مختصر جماعت تھی جبکہ مد مقابل چار ہزار کا شامی لشکر تھا کوفیوں کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے تھے اور دلوں پر مہر لگ چکی تھی حضرت حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کے سارے دلائل بے اثر ہو چکے تھے لیکن عین اس وقت جب طبل جنگ بجنے والا تھا شامیوں کے لشکر میں ایک پرستار حق ظاہر ہوا یہ حر بن یزید تمیمی تھا جن کی آنکھوں کے سامنے سے تاریکی کا پردہ ہٹ گیا تھا اور جلوہ حق سامنے نظر آنے لگا تھا چنانچہ آپ کوفیوں کے لشکر سے نکل کر حضرت حسینؓ کی فوج میں شامل ہو گئے

اور عرض کیا میری گستاخیاں معاف ہوں اور میری جان قبول ہو

حضرت حسینؓ نے کہا تمہیں مبارک ہو تم دنیا و آخرت میں حر ہو یعنی آزاد ہو

اتنے میں ابن سعد نے پہلا تیر چلا کر جنگ شروع کر دی دونوں طرف سے شاہ سوار نکل نکل کر داد شجاعت دینے لگے پہلے انفرادی مقابلے ہوتے رہے پھر عام لڑائی اور جنگ شروع ہو گئی لیکن اس حالت جنگ میں بھی حضرت حسینؓ نے نماز کو نہیں چھوڑا اور ظہر کی نماز عین حالت جنگ میں میدان کربلا میں ادا فرمائی۔

اہل بیت کے جانثار ایک ایک کر کے جام شہادت نوش کرتے رہے اور آخر میں اہل بیت کے نونہالوں نے بھی اپنی جان اللہ کے راستہ میں قربان کر ڈالی.

حضرت حسینؓ کی شہادت

اب حسینی قافلہ کے صرف دو افراد بچ گئے تھے ایک امام ہمام حضرت حسینؓ اور دوسرے عابد بیمار حضرت زین العابدین بالآخر وہ قیامت خیز گھڑی بھی آگئی جب حضرت حسینؓ بھوک اور پیاس کے عالم میں ہاتھ میں تلوار لے کر مقابلہ کیلئے میدان میں اترے جب تک عباس علم بردار زندہ تھے اپنی جان پر کھیل کر پانی لاتے رہے لیکن ان کی شہادت کے بعد ساقی کوثر ﷺ کے نواسہ کو کوئی پانی دینے والا بھی باقی نہ رہا اہل بیت کے خیموں میں جو پانی تھا وہ بھی ختم ہو چکا تھا یہ وہی تشنہ لب حسینؓ ہے کہ جب انہیں اور ان کے بھائی حسنؓ کو پیاس ستاتی تھی رحمت عالم ﷺ دونوں بھائیوں کو اپنی زبان مبارک چسواتے تھے آج کربلا کے میدان میں حضرت حسینؓ پیاس کے عالم میں دشمنوں سے پوری جرات وبہادری کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تھے

لیکن ایک تنہا آدمی کب تک ایک بڑے لشکر کا مقابلہ کرتا دشمنوں کے تیر وتلوار کے زخموں نے آپ کے وجود کو چور چور کر دیا

ایک بدبخت کا تیر آپ کے گلے کے پار ہو گیا آپ گھوڑے سے نیچے گر پڑے

اسی حالت میں شمر نے آپ کے چہرے پر تلوار سے وار کیا

اور سنان بن انس نے نیزہ سے حملہ کیا اور پھر سنان نے اس سر کو جو بوسہ گاہ سرور کائنات تھا کاٹ کر جسم سے الگ کر دیا

اور دس محرم الحرام 61ھ مطابق ستمبر 681ء کو خاندان نبوت کا یہ آفتاب ماہتاب ہمیشہ

کیلئے غروب ہوگیا اور جنت کے نوجوانوں کا یہ سردار اپنی سرداری کے حصول کیلئے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوکر عالم باقی کی طرف کوچ کر گیا۔

حضرت حسینؓ کے ساتھ بہتر افراد شہید ہوئے جن میں سے تقریباً بیس افراد خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ تھے

حضرت حسینؓ کے قتل میں شریک سب افراد اللہ کے قہر و غضب اور انجام بد کا شکار ہوئے

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد اہل بیت نبوی ﷺ میں سے حضرت زین العابدین جن کی عمر اس وقت تقریباً 23 برس تھی بوجہ بیمار ہونے کے چھوڑ دیئے گئے اور اسی بیماری کی وجہ سے وہ جنگ میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے اور کچھ شیر خوار بچے اور مستورات تھیں جو میدان جنگ میں ہلاکت سے محفوظ رہ گئے تھے

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد شامی لشکر اہل بیت کے بچے کھچے افراد اور حضرت حسینؓ کے سر مبارک کو لے کر کربلا سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا اس وقت تک شہداء کی بے گور و کفن لاشیں میدان جنگ میں پڑی تھیں ان شہداء کی لاشوں کو تیسرے دن غاضریہ کے باشندوں نے دفن کیا۔ حضرت حسینؓ کا لاشہ بغیر سر کے کربلا میں دفن کیا گیا اور آپ کا سر مبارک ابن زیاد کے ملاحظہ کیلئے کوفہ بھیج دیا گیا پھر وہاں سے یزید کے ملاحظہ کیلئے ملک شام بھیج دیا گیا۔ پھر یزید نے مدینہ کے والی عمرو بن سعید کے پاس بھیجا جس نے حضرت حسینؓ کے سر کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن کر دیا

یہ بھی عجائب قدرت میں سے ہے کہ اس پرستار حق کا سر کہیں دفن ہوا اور دھڑ کہیں دفن ہوا

اہل بیت کا یہ ستم رسیدہ اور لٹا پٹا قافلہ اسی راستہ سے گزرا جب مستورات اور بچوں کی نظر بے گور وکفن لاشوں پر پڑی تو جو دل و دماغ پر گزری وہ ہر صاحب دل سمجھ سکتا ہے قلم کو بتانے کا یارا نہیں ہے۔اس طریقہ سے یہ قافلہ کوفہ لے جا کر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا ابن زیاد نے اہل بیت کے حالات اور شہداء کے سروں کے معائنہ کے بعد قافلہ کو ملک شام یزید کے پاس بھجوادیا یزید کو جب حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر دی گئی تو اس نے کہا اگر تم لوگ حسینؓ کو شہید نہ کرتے تو میں تم سے زیادہ خوش ہوتا ابن زیاد پر خدا کی لعنت ہو اگر میں وہاں موجود ہوتا تو خدا کی قسم حسینؓ کو معاف کر دیتا خدا حسینؓ پر اپنی رحمت نازل کرے پھر تین دن تک اہل بیت کا قافلہ یزید کے گھر میں مقیم رہا ان تین دنوں میں یزید اور اس کے گھرانے نے اہل بیت کے ساتھ نرمی اور اچھائی کا سلوک روا رکھا اور پھر حضرت نعمانؓ بن بشیر کی نگرانی میں نہایت ہی عزت واحترام اور ہمدردی و غمخواری کیساتھ اہل بیت کے قافلہ کو مدینہ منورہ تک پہنچایا۔قتلِ حسینؓ کے معاملہ میں جہاں تک یزید کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل درست ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کو نہ خود قتل کیا نہ قتل کرنے کا حکم دیا لیکن یہ بات بھی درست ہے کہ یزید نے قتلِ حسین کے معاملہ میں ابن زیاد پر کوئی گرفت بھی نہیں کی نہ اسے سزا دی نہ اسے معزول کیا اور نہ ہی کسی قسم کی ملامت کی۔حضرت حسینؓ کی یہ قربانی اور شہادت مال و دولت اور حکومت واقتدار کی خاطر نہیں تھی بلکہ اسلامی خلافت کے احیاء اور بیعت اور ووٹ کی قدر و قیمت کا احساس دلانے کی خاطر تھی۔جب وقت کے حکمرانوں نے

اپنی قوت وطاقت کے بل بوتے پر زبردستی حضرت حسینؓ سے بیعت اور ووٹ لینے کی کوشش کی اور نافرمانی کی صورت میں برے انجام سے ڈرایا اور جان سے گزر جانے کی دھمکی دی تو حضرت حسینؓ نے وقت کے حکمرانوں کو للکارا اور بیعت اور ووٹ کی اہمیت کو اجاگر کیا اور ارشاد فرمایا اکبر دوں گا، اصغر دوں گا، قاسم دوں گا، عباس دوں گا، اپنی جان اور پورا خاندان قربان کردونگا لیکن نانا کی آن اور شان اور دین اسلام پر حرف نہیں آنے دونگا۔ تم میرے نانا اور اس کے دین اسلام کے اصولوں کے مخالف ہو اس صورت میں تمہارے ہاتھوں پر میں کیسے بیعت کرسکتا ہوں ہاں تم میرے نانا اور اس کے دین اسلام کے فرماں بردار بن جاؤ حسینؓ اور اس کا پورا خاندان تمہارا غلام اور فرماں بردار بن جائیگا۔ آپ نے متعدد شادیاں کیں آپ کی ازواج میں لیلیٰ، حباب، حرار اور غزالہ شامل ہیں چار صاحبزادوں میں علی اکبر، علی اصغر اور ایک شیر خوار صاحبزادہ واقعہ کربلا میں شہید ہوگئے۔ جبکہ چوتھے صاحبزادہ امام زین العابدین ہیں جن سے آپ کی نسل چلی تین صاحبزادیوں میں حضرت زینب، حضرت سکینہ اور حضرت فاطمہ شامل ہیں بعض روایات میں حضرت حسینؓ کی ازواج میں ایک نام یزدگرد شاہ ایران کی بیٹی شہربانو کا بھی ملتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ امام زین العابدین انہی کے بطن میں سے تھے لیکن یہ روایات درست اور قابل اعتماد نہیں ہیں۔

آپ نے 25 حج پاپیادہ ادا فرمائے۔ آپ کی مرویات کی کل تعداد آٹھ ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

جماعتِ صحابہؓ

ازافادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم ۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

مرکزی راہنما ۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان

نائب امیر مرکزیہ ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود

Mob: 0300 ...

جماعتِ صحابہؓ

خطبہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (پ ۱ بقرہ آیت ۱۳۷)

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ (رواہ رزین)

صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ. وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِهٖ نُوْرٌ بِبُرْهَانٍ
فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهٗ
فَلَا يَرْمِيَنَّ اَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانٍ
وَلَا اَبَا حَفْصِ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهٗ
وَلَا الْخَلِيْفَةَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانٍ

اَمَّا عَلِیٌّ فَمَشْهُوْرٌ فَضَائِلُهٗ
وَالْبَیْتُ لَایَسْتَوِیْ اِلَّا بِاَرْكَان
اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ
فَمُنْكِرُهُمْ زِنْدِیْقٌ جَهُوْلٌ

محمدؐ از تو میخواہم خدارا
خدایا از تو عشق مصطفیؐ را
محمد را خدا داد لشکر
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ
اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے

احساسِ صداقت رکھتا ہوں آئینِ عدالت رکھتا ہوں
آنکھوں میں حیا دل میں غیرت توفیقِ شجاعت رکھتا ہوں
اسلام سے مجھ کو الفت ہے ایماں کی حلاوت رکھتا ہوں
ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ چاروں سے محبت رکھتا ہوں

بات کیا تھی کہ نہ روما اور ایراں سے دبے
چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
ہوگئے دنیا کو اکسیر بنانے والے
دیکھنے کو نکل آئی خدائی ساری
گھر سے نکلے جو محمدؐ کے گھرانے والے
یــــا رب صــــل وســــلم دائــــمــــاً ابــــداً
عــــلــــی حبیبک خیــــر الــــخــــلــــق کــــلــــهــــم
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فــــصــــلــــوا عــــلــــیــــه کثیــــراً کثیــــراً

پیغمبر شافع یوم محشر حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں

تمہید: محترم سامعینِ کرام آج کے بیان میں جماعتِ صحابہؓ میں سے ایسے چودہ اولوالعزم اور عظیم الشان صحابہ کرامؓ کا جامع اور مفصل تذکرہ ہوگا۔ جو لاثانی اور لافانی انعامات اور القابات کے حامل تھے۔

آیت کا مطلب۔ صحابہؓ کی عظمت

یہ آیت پہلے پارہ اور سورۃ بقرہ کی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی عظمت کا ذکر ہے

یعنی صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کائنات کے لوگ ایسا ایمان لائیں جیسا اے صحابہ کرام تم ایمان لائے ہو تو ان کا ایمان معتبر ہوگا۔ اور کائنات کے لوگ پھر گئے ایسا ایمان نہ لائے تو وہ ضد و خلاف میں ہوں گے۔ ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا تو قرآن نے صحابہؓ کے ایمان کو دنیا کے ایمان کے لئے معیار ٹھہرایا پھر فرمایا اگر لوگ نہ مانیں تو آپ پریشان نہ ہوں ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہی ہر ایک کی بات سننے والا ہے اور ہر ایک کا حال جاننے والا ہے۔

صحابہؓ کا ایمان تمام لوگوں کے ایمان کے لئے معیار کیوں ٹھہرا وہ اس لئے کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول کے چار کام ہیں

پہلا کام صحابہؓ پر قرآن کی آیات پڑھتے ہیں ان کو قرآن کے الفاظ پڑھاتے ہیں

دوسرا کام وہ صحابہؓ کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ان کو شرک و کفر سے غلط عقائد، غلط اعمال سے، غلط اخلاق سے تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ ایسے پاک ہوئے کہ بت پرست تھے تو خدا پرست بن گئے۔ جاہل تھے، عالم بن گئے، غافل تھے تو زاہد بن گئے، اونٹوں کے چرواہے تھے تو بادشاہ بن گئے۔

تیسرا کام صحابہؓ کو قرآن کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں

چوتھا کام احادیث کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں

تو صحابہ براہ راست بلا واسطہ پیغمبر کے شاگرد ہوئے حضور ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ ہوئے

کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کی حقانیت کے گواہ ہوئے اور مزکّی و پاک ہوئے۔ تو حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت و تزکیہ کے بعد ان پر اعتماد نہ ہوگا تو پھر دین کے کس مسئلہ پر اعتماد رہے گا۔ اس لئے صحابہؓ معیار حق ہیں۔ جس کا ایمان ان کے ایمان کے مطابق ہوگا تو معتبر ہوگا۔ اگر صحابہؓ پر اعتماد نہ ہوگا تو استاذ یعنی حضرت محمد ﷺ کی ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا۔ نبی ملے گا صحابہؓ کے ماننے سے اس لئے قرآن نے صحابہؓ کو معیار بنایا۔

حدیث کا مطلب۔ صحابہؓ معیار حق ہیں

اس حدیث میں صحابہؓ کے معیار حق ہونے کا ذکر ہے۔ رزین نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جیسے ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے ایسے جو شخص میرے کسی صحابی کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔ صحابہؓ سے بھی دین کی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے ستارے بلند ہیں۔ اسی طرح صحابہؓ کی شان بھی بلند ہے پھر جو ستاروں کی طرف تھوکے وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی۔ اسی طرح جو صحابہؓ کو سب وشتم کرے گا اس کا وبال اس پر لوٹے گا۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس۔رئیس المفسرین

حضرت عبداللہؓ بن عباس حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں آپکی والدہ لبابہ بنت حارث حضرت میمونہؓ ام المومنین کی حقیقی بہن تھیں آپکی ولادت ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ہوئی حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر 13 سال تھی حضور اکرم ﷺ نے آپ کیلئے تین دعائیں ارشاد فرمائیں

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔اے اللہ ابن عباسؓ کو قرآن مجید کی تشریح و تفسیر کا علم عطا فرما

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ۔اے اللہ ابن عباسؓ کو حکمت و دانائی نصیب فرما

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ اے اللہ ابن عباسؓ کو دین کی سمجھ عطا فرما

پیارے نبی ﷺ کی ان دعاؤں کے صدقے رب رحمٰن نے حضرت عبداللہؓ بن عباس کو رئیس المفسرین کا عظیم منصب ولقب نصیب فرمادیا حضرت عبداللہؓ بن عباس نے دو مرتبہ جبریل امین کو انسانی شکل وصورت میں دیکھا تھا اسی وجہ سے آپ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے حضرت عبداللہؓ بن عباس کو اپنی ذہانت وذکاوت اور حصول علم کے ذوق وشوق کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کا خصوصی قرب اور محبت حاصل تھی اسی وجہ سے آپ دن کو تو حضور اکرم ﷺ کی محفل مجلس میں شریک رہتے تھے لیکن مَنْ طَلَبَ الْعُلٰى سَهَرَ اللَّيَالِيْ کے مصداق کئی مرتبہ اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے گھر میں راتیں بھی گزارتے تھے اور شب بھر بیدار رہ کر حضور اکرم ﷺ کی راتوں کی مصروفیات،عبادات،معاملت،کا مشاہدہ فرماتے تھے اور کبھی آپ

کیلئے وضو کے پانی کا بھی بندوبست کرتے تھے اور کبھی آپکے ساتھ نماز تہجد میں بھی شریک ہوجاتے تھے اور پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھانے اور آپ کے اعمال کا مشاہدہ کرنے کے ساتھ ساتھ پیارے نبی ﷺ کی ڈھیروں دعاؤں اور محبت سے بھی فیضیاب ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی محفل سجی تھی اور آپکی دائیں طرف حضرت عبداللہؓ بن عباس موجود تھے اور آپ کی بائیں جانب حضرت خالدؓ بن ولید موجود تھے حضور اکرم ﷺ نے دودھ نوش فرمایا اور آپ نے بچا ہوا دودھ بطور تالیف قلب کے حضرت خالدؓ بن ولید کو دینا چاہا لیکن حق حضرت عبداللہؓ بن عباس کا بنتا تھا کیونکہ وہ دائیں جانب بیٹھے تھے اور قاعدہ ہے کہ اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ کہ اگر محفل مربوط ہو منظم اور باترتیب ہو تو دائیں جانب والے کو ترجیح دی جائیگی اور اگر محفل غیر مربوط غیر منظم اور بے ترتیب ہو تو اَلْاَکْبَرُ فَالْاَکْبَرُ جو علم عمل یا عمر میں بڑا ہوگا اس کو ترجیح دی جائیگی اور اس جگہ کیونکہ محفل مربوط تھی اور حق حضرت عبداللہؓ بن عباس کا بنتا تھا اس لئے حضور اکرم ﷺ نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ اس دودھ پر حق تو تمہارا بنتا ہے لیکن اگر تم اجازت دو تو میں یہ دودھ خالدؓ بن ولید کو دیدوں۔ تو ابن عباسؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر حق میرا بنتا ہے تو یہ دودھ میں ہی پیوں گا میں آپ کے بچے ہوئے خیر و برکت والے دودھ پر کسی اور کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دوں گا۔

حضرت عمرؓ بھی حضرت ابن عباسؓ کا بڑا احترام فرماتے تھے اور آپ کو اکابر صحابہؓ کے ساتھ محفل و مجلس میں شریک فرماتے تھے اور آپ سے اہم معاملات میں مشاورت فرماتے تھے اور آپ کی رائے کو ترجیح دیتے تھے ایک مرتبہ بعض اکابر صحابہؓ نے شکوہ بھی فرمایا

کہ یہ تو ہمارے بیٹوں جتنا ہے اور آپ اسے ہمارے ساتھ محفل ومجلس کا حصہ بناتے ہیں اور مشاورت کرتے ہیں تو ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اکابر صحابہ کرام کو ابن عباسؓ کا علمی مقام دکھلانے و بتلانے کیلئے سوال کیا کہ آپ حضرات اللہ رب العزت کے اس فرمان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ اس سے اللہ رب العزت کی کیا مراد ہے پھر حضرت عمرؓ نے سورۃ النصر اول سے آخر تک مکمل پڑھی۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ۝
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

ترجمہ: اے محمد ﷺ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور آپ لوگوں کو اللہ کے اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں تو آپ اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کیجئے اور اس سے بخشش طلب کیجئے بے شک وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔

تو بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم کیا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور ہمیں فتح نصیب ہو جائے اور لوگ اسلام میں داخل ہونے لگیں تو ہم اس کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور بعض صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ تم کیا کہتے ہو تو حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی وفات کی اطلاع ہے اس سورۃ میں حضور اکرم ﷺ کو بتایا گیا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور لوگ دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے لگیں تو یہ آپ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے وقت کے قریب آنے کی نشانی ہے لہذا آپ اپنے رب کی تسبیح وتحمید بیان کیجئے اور اس سے

مغفرت طلب کیجئے ۔ بے شک وہ توبہ کے قبول کرنے والا ہے حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا میرا بھی یہی گمان ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عباس سے سوال کیا گیا کہ اللہ رب العزت کے اس فرمان سے کیا مراد ہے

اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

ترجمہ: آسمان اور زمین دونوں بند تھے پس ہم نے دونوں کو کھول دیا

تو ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ آسمان کا رتق بارش نہ برسانا اور زمین کا رتق نباتات نہ اگانا ہے اور آسمان کا فتق بارش برسانا اور زمین کا فتق نباتات اگانا ہے۔

حضرت مسروق فرماتے ہیں جب میں نے ابن عباسؓ کو دیکھا تو میں نے کہا اَجْمَلَ النَّاس کہ ابن عباس تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں جب میں نے ابن عباسؓ کی گفتگو سنی تو میں نے کہا کہ اَفْصَحَ النَّاس کہ ابن عباس تمام لوگوں سے زیادہ فصیح ہیں جب میں نے ابن عباس سے حدیث سنی تو میں نے کہا اَعْلَمَ النَّاس کہ ابن عباس تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ جب ان میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو وہ حضرت عبداللہؓ بن عباس کی طرف رجوع فرماتے تھے۔

آپ کی کل مرویات ۲۶۶۰ دو ہزار چھ سو ساٹھ ہیں۔

آپ کی وفات 68ھ میں بمقام طائف ہوئی آپ کی عمر 71 سال تھی آپ بڑے ہی حسین وجمیل حلیم وشمیم آدمی تھے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمر۔ رئیس المحدثین

حضرت عبداللہؓ بن عمر حضور اکرم ﷺ کی نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے آپ نے بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا۔ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں صغر سنی کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے تھے باقی غزوہ خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں غزوہ احد میں لڑائی کیلئے حاضر ہوا اس وقت میری عمر 14 سال تھی حضور اکرم ﷺ نے میرا جائزہ لیا اور لڑائی کیلئے اجازت نہ دی پھر میں غزوہ خندق میں لڑائی کیلئے حاضر ہوا اس وقت میری عمر 15 سال تھی حضور ﷺ نے میرا جائزہ لیا اور لڑائی کیلئے اجازت دیدی۔

آپ نہایت ہی متقی پرہیزگار، عالم، زاہد اور فقیہ تھے آپ نے ایک ہزار غلام اور لونڈیوں کو آزاد کیا تھا آپ کو حضور اکرم ﷺ کی سنت کے ساتھ عشق کے درجے کا نہایت ہی والہانہ انداز کا پیار اور محبت تھی۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر کوئی کسی نہ کسی درجہ میں دنیا کی طرف مائل ہوا اور دنیا بھی اس کی طرف متوجہ ہوئی سوائے حضرت عمرؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ بن عمر کے کہ یہ دونوں حضرات بھی دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور نہ ہی دنیا ان کی طرف متوجہ ہوئی حضرت میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن عمر سے زیادہ تقویٰ والا اور حضرت عبداللہؓ بن عباس سے زیادہ علم والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

حضرت عبداللہؓ بن عمر سے 1630 احادیث مروی ہیں۔ مؤطا امام مالکؒ جو حدیث کی عظیم الشان اور قابل فخر کتاب ہے زیادہ تر آپ کی ہی روایت کردہ احادیث پر مشتمل

ہےاور فقہ مالکیہ کی مدار اکثر و بیشتر حضرت عبداللہؓ بن عمر کے فتاویٰ اور مسائل پر ہے۔

جیسا کہ فقہ حنفیہ کی مدار اکثر و بیشتر حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے فتاویٰ اور مسائل پر ہے۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد علوم نبویہ کے تین مراکز تھے

1:۔ مکہ مکرمہ جس کے صدر معلم حضرت عبداللہؓ بن عباس تھے

2:۔ مدینہ منورہ جس کے صدر معلم حضرت عبداللہؓ بن عمر تھے

3:۔ کوفہ جس کے صدر معلم حضرت عبداللہؓ بن مسعود تھے

اور انہی تین حضرات کو عبادلہ ثلاثہ کے خوبصورت لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے آپ سے بے شمار مخلوق نے علم حاصل کیا اور احادیث کو روایت کیا خصوصاً آپ کے بیٹے حضرت سالم اور آپکے خادم وشاگرد اور آزاد کردہ غلام حضرت نافع نے اور خصوصیت کے ساتھ مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کا سلسلہ محدثین کے نزدیک سلسلۃ الذہب (سونے کی چین یا کڑی) کہا جاتا ہے اور بجا کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت عبداللہؓ بن عمر حضور اکرم ﷺ اور حضرات شیخین (حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) کی خدمت و صحبت وشاگردی میں تیس سال رہے پھر حضرت نافعؒ حضرت ابن عمرؓ کی خدمت وصحبت وشاگردی میں تیس سال رہے پھر امام مالکؒ حضرت نافع کی خدمت وصحبت وشاگردی میں بارہ سال تک موجود رہے تو سند کو تو چار چاند لگنے تھے اور عند المحدثین یہ سلسلہ، سلسلۃ الذہب بنا ہی تھا۔

اسی طرح دوسری سند زھری عن سالم عن ابن عمرؓ بھی اپنی مثال آپ ہے اور سلسلۃ الذھب کا حصہ ہے حضرت سالم فقہائے سبعہ، یعنی مدینہ منورہ کے ان سات فقہا میں شمار ہوتے ہیں جن پر حدیث وفقہ کا مدار تھا اور جن کے فتویٰ کے بغیر کوئی قاضی فیصلہ

کرنے کا مجاز نہیں تھا باقی چھ فقہاء کے نام یہ ہیں۔خارجہ بن زید، عروہ بن زبیر، سلیمان بن یسار، عبید اللہ بن عبداللہ، سعید بن میسب، قاسم بن محمد۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کی مجلس میں سوال کیا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کلمہ طیبہ کی مثال شجرہ طیبہ سے دی ہے تو بتایئے کہ شجرہ طیبہ کا مصداق کون سا درخت ہے تو تمام صحابہؓ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی خاموش رہے تو حضور اکرم ﷺ نے خود جواب دیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اس مجلس میں حضرت ابن عمرؓ بھی موجود تھے اور فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں بھی یہی جواب موجود تھا لیکن میں اکابر صحابہؓ کی وجہ سے خاموش رہا بعد میں جب میں نے یہ بات حضرت عمرؓ کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ اگر تم اس محفل میں یہ جواب دے دیتے تو مجھے اس بات کی بہت زیادہ خوشی ہوتی

سن 73ھ میں آپ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے تو حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ آدمی نے زہر آلود نیزہ کی نوک آپ کے پاؤں پر چبھودی جس سے زہر وجود میں سرایت کر گیا اور آپ کی وفات ہوگئی آپ کی عمر 84 سال تھی مکہ مکرمہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابو ہریرۃؓ۔شاگردرسول ﷺ

حضرت ابو ہریرۃؓ کے نام میں بہت اختلاف ہے یہاں تک کہ آپ کے نام کے بارے میں 35 اقوال نقل کئے گئے ہیں زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام جاہلیت میں عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور زمانہ اسلام میں عبداللہ یا عبدالرحمٰن تھا لیکن آپ کی شہرت آپ کی کنیت سے ہے اور آپ کی کنیت کی تین وجوہ ہیں۔

1۔آپ بچپن میں بلی کے ساتھ کھیلا کرتے تھے

2۔آپ بلی کی دیکھ بھال اور تربیت کیا کرتے تھے

3۔حضرت ابو ہریرۃؓ خود فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنی آستین میں بلی چھپائے ہوئے جارہا تھا کہ راستہ میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات ہوگئی تو آپ نے بلی کو میرے ساتھ دیکھ کرارشاد فرمایا یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ آپ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا جو یمن میں رہائش پذیر تھے اس لئے آپ دوسی اور یمنی کہلاتے تھے آپ کی پیدائش حضور اکرم ﷺ کی ہجرت سے 24 سال پہلے یمن میں ہوئی آپ 7ھ میں فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے آپ حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں صرف چار سال رہے لیکن ان چار سالوں میں کبھی حضور اکرم ﷺ سے جدا نہیں ہوئے سفر ہو یا حضر ہو، دن ہو یا رات ہو، امن ہو یا جنگ ہو، خوشی ہو یا غم ہو، صحت ہو یا بیماری ہو، کبھی حضور اکرم ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان چار سالوں میں حضرت ابو ہریرۃؓ کا محور و مرکز تین چیزیں رہیں۔

۱۔حضور اکرم ﷺ کے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھوں کو منور کرنا اور اپنے دل کو روشن کرنا

۲۔حضور اکرم ﷺ کی جس قدر ممکن ہو سکے خدمت اور اطاعت کرنا

۳۔ حضور اکرم ﷺ کے علوم و معارف کے چشمے سے خود کو سیراب و فیضیاب کرنا

انہیں مقاصد کے حصول کیلئے حضرت ابو ہریرہؓ نے عہد رسالت میں ازدواجی زندگی کو خیر باد کہا، ذریعہ معاش کو ترک کیا، فقر و فاقہ کے عالم میں اصحاب صفہ جیسی پاک باز جماعت کے ساتھ ڈیرے لگائے۔

ہر قسم کے دکھ، تکلیف، پریشانی اور فقر و فاقہ کو برداشت کیا لیکن دامن نبوت کو کبھی کسی حال میں کسی دور میں ایک لمحہ کیلئے بھی چھوڑنا گوارہ نہ کیا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں بھوک پیاس کی وجہ سے مدینہ کی گلیوں میں بے ہوش پڑا رہتا تھا اور لوگ سمجھتے تھے کہ شاید مجھے جنون یا مرگی کا دورہ پڑا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سوائے حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کے مجھ سے زیادہ کسی کے پاس احادیث موجود نہیں تھیں اور ان کے پاس اس لئے احادیث زیادہ تھیں کہ وہ لکھ لیتے تھے اور میں احادیث کو لکھتا نہیں تھا بلکہ صرف حفظ کر لیتا تھا اسی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ کو حافظ الحدیث کہا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود کتب احادیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت کردہ صرف 700 احادیث موجود ہیں جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات 5 ہزار 3 سو 64 ہیں آپ صحابہؓ میں کثیر الروایت ہیں آپ کی وفات 58ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کی عمر 78 سال تھی آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ اپنی کثرت روایت کا پس منظر خود یوں بیان کرتے ہیں کہ میرے مہاجر و انصار بھائی اپنے دنیا کے کاموں میں مصروف رہتے تھے جب کہ میں مسکین آدمی مجھے صرف اپنے پیٹ بھرنے اور بھوک مٹانے کی حاجت ہوتی تھی اور میری دنیوی

کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی اس لئے میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت وصحبت میں موجود رہتا تھا لوگ جب غیر حاضر ہوتے میں حاضر ہوتا تھا۔ لوگ جن باتوں کو بھول جاتے تھے میں انہیں یاد رکھتا تھا ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی تم میں سے چادر پھیلائے اور میری گفتگو سنے پھر اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائے تو وہ میری باتوں کو کبھی نہیں بھول پائیگا حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میرے پاس ایک چادر تھی میں نے وہ چادر پھیلائی حضور اکرم ﷺ کی گفتگو سنی پھر میں نے وہ چادر جمع کر کے اپنے سینے سے لگالی تو مجھے حضور اکرم ﷺ کی وہ باتیں آج تک یاد ہیں۔ اور حضور اکرم ﷺ کی باتوں میں سے کوئی بات بھی مجھے آج تک نہیں بھولی۔

حضرت ابو ہریرہؓ اپنی والدہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ بھی خود بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں میری والدہ مشرکہ تھی ایک دفعہ میں نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے جملے استعمال کئے جو مجھے اچھے نہ لگے اور میں غم کی وجہ سے روتا ہوا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ سے درخواست کی کہ میری والدہ کیلئے دعا فرمائیں کہ اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائیں تو حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اے اللہ ابو ہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمادیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں والدہ کو خوشخبری دینے کیلئے گھر کی طرف چلا جب میں گھر پہنچا تو گھر کا دروازہ بند تھا اور اندر سے قدموں کے حرکت کرنے کی اور پانی کے گرنے کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی نہانے میں مصروف ہو میری والدہ نے میرے قدموں کی آواز سن لی اور میری آمد کو پہچان لیا تو بولی مَکَانَکَ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اے ابو ہریرہؓ ذرا ٹھہرو، تھوڑی دیر

بعد میری والدہ نے دروازہ کھولا میری والدہ نے غسل کیا ہوا تھا صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے جلدی میں اس نے دوپٹہ بھی نہ اوڑھا تھا سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے میری والدہ نے کہا اے ابوہریرہؓ سن

اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اب میں خوشی کی وجہ سے روتا ہوا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی والدہ کے اسلام قبول کرنے کی آپ کو خوشخبری سنائی تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی کثرت روایت کی وجہ سے بعض صحابہ کرام جو روایت کے نقل کرنے میں نہایت ہی احتیاط کرنے والے تھے اعتراض کیا کرتے تھے انہیں میں حضرت عبداللہؓ بن عمر بھی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہؓ بن عمر نے کہا کہ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَلٰى نَفْسِهٖ کہ ابوہریرہؓ کثرت روایت کی وجہ سے اپنی ذات پر ظلم کرتے ہیں تو حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوہریرہؓ کی کسی روایت کا انکار کرتے ہیں تو کہا میرا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وَلٰكِنَّهٗ اِجْتَرَءَ وَجَبُنَّا کہ ابوہریرہؓ نے روایت کے نقل کرنے میں جرأت کی اور ہم نے بزدلی اختیار کی یعنی انہوں نے کثرت سے روایات کو نقل کیا اور ہم ایسا نہ کر سکے جب یہ بات حضرت ابوہریرہؓ تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا

فَمَا ذَنْبِیْ اِنْ كُنْتُ حَفِظْتُ وَنَسُوْا

اس میں میرا کیا قصور اور غلطی ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی باتوں کو یاد رکھا اور دوسرے

لوگوں نے آپ کی باتوں کو بھلادیا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ مدینہ کے بازار میں تشریف لے گئے، دوکانیں کھلی ہوئی تھیں، لوگ خرید وفروخت میں مصروف تھے، آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اَنْتُمْ مُشْتَغِلُوْنَ هٰهُنَا وَمِيْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقَسَّمُ فِي الْمَسْجِدِ تم بازار میں تجارت میں مصروف ہو اور حضور اکرم ﷺ کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے لوگوں نے دوکانوں کو بند کیا خرید وفروخت کو موقوف کیا، بھاگے بھاگے، دوڑے دوڑے، مسجد نبوی میں پہنچے منظر دیکھا نہ درہم نہ دینار نہ سونا نہ چاندی نہ کپڑے نہ برتن، کوئی مال ودولت تقسیم ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ لوگ واپس آگئے دوکانیں کھول کر دوبارہ کاروبار میں مصروف ہو گئے، حضرت ابو ہریرہؓ دوبارہ آگئے فرمایا تم لوگ واپس آگئے لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو کوئی مال ودولت مسجد نبوی میں تقسیم ہوتے ہوئے نہیں دیکھا،

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تم نے کیا دیکھا کہنے لگے

رَأَيْنَا رِجَالاً يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر اللہ میں مصروف تھے

تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں سے غلطی ہو گئی، تم لوگ بھول گئے هٰذَا مِيْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یہی تو میراث رسول اللہ ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی میراث قرآن وحدیث کا علم وعمل ہے، تلاوت قرآن مجید وذکر اللہ ہے۔

اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو پیارے نبی ﷺ کا سچا وارث اور فرمانبردار بنائیں (آمین)

حضرت انسؓ۔خادم رسول ﷺ

حضرت انسؓ خادم رسول ﷺ کے لقب سے مشہور تھے آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے آپ کے والد کا نام مالک بن نضر ہے اور آپکی والدہ کا نام ام سلیم بنت ملحان ہے آپ کی کنیت ابوحمزہ حضور اکرم ﷺ نے رکھی تھی کیونکہ حضرت انسؓ حمزہ نامی گھاس کاٹا کرتے تھے اور حضور اکرم ﷺ کبھی حضرت انسؓ کو بطور مزاح کے یَاذَ الْاُذُنَیْنِ اے دو کانوں والے بھی کہا کرتے تھے۔حضور اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت انسؓ کی عمر 10 سال تھی والدہ ام سلیم نے ہاتھ سے پکڑا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت صحبت اور شاگردی میں چھوڑ گئیں حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں 10 سال تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت وصحبت میں رہا مَاضَرَبَنِیْ حضور ﷺ نے ان دس سالوں میں کبھی مجھے مارا نہیں وَلَا کَهَرَنِیْ اور کبھی مجھے ڈانٹا نہیں وَلَا شَتَمَنِیْ اور کبھی مجھے گالی نہیں دی بلکہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے چار دعائیں دیں۔

1: عمر میں برکت

2:۔ اولاد میں برکت

3:۔ مال میں برکت

4:۔ مغفرت ذنوب ودخول جنت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی تین دعائیں اپنی آنکھوں کے سامنے پھلتی پھولتی اور مقبول ہوتی دیکھ رہا ہوں اور انشاء اللہ العزیز چوتھی دعا کی مقبولیت کا نظارہ بھی آخرت میں کرلونگا حضرت انسؓ کی عمر میں برکت ہوئی اور ایک سو ایک سال یا

ایک سو تین سال آپ کی عمر ہوئی حضرت انسؓ کی اولاد میں برکت ہوئی اور ایک سو اولاد بیٹے، بیٹیاں، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھیں حضرت انسؓ کے مال میں برکت ہوئی مدینہ میں آپ کا ایک باغ تھا مدینہ میں جن کے باغ تھے وہ سال میں ایک مرتبہ پھل دیتے تھے لیکن آپ کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا یہ پیارے نبی ﷺ کی دعا کا اثر تھا اور مغفرت ذنوب و دخول جنت کا وعدہ تو ساری ہی جماعت صحابہؓ اور اصحاب محمد ﷺ کیلئے ہے آپ پوری زندگی مدینہ منورہ میں رہے لیکن خلافت عمرؓ میں تعلیم فقہ کیلئے بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور بصرہ میں ہی 91ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور بصرہ میں وفات پانے والے آپ سب سے آخری صحابیؓ تھے آپ کی کل مرویات 1286 ہیں۔

حضرت معاذؓ بن جبل۔ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلاَلِ وَالْحَرَام

آپ مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے نبوت کے بارہویں سال جب مدینہ میں اسلام کی دعوت شروع ہوئی تو آپ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر داعی اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اس وقت آپ کی عمر 18 سال تھی حج کے موسم میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کے ہمراہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ستر انصار کے ساتھ وادی عقبہ میں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی آپ تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے لیکن غزوہ حنین میں حضور اکرم ﷺ نے آپ کو اہل مکہ کی تعلیم کیلئے مکہ مکرمہ میں چھوڑ دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلاَلِ وَالْحَرَامِ قرار دیا تھا یعنی حضرت معاذؓ صحابہ کرام میں سب سے

زیادہ حلال وحرام کے جاننے والے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اگر چہ حضرت معاذؓ کی قابلیت پر آپ کو پورا بھروسہ تھا لیکن پھر بھی امتحان لینا مناسب تھا اس لئے پوچھا کہ فیصلہ کیسے کرو گے حضرت معاذؓ نے جواب دیا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرونگا فرمایا اگر اس میں نہ ملے جواب دیا سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرونگا فرمایا اگر اس میں نہ ملے جواب دیا اپنے اجتہاد سے فیصلہ کرونگا حضور اکرم ﷺ نہایت مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جو رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے موافق ہے۔

جب حضرت معاذؓ کی روانگی کا وقت آیا تو حضور اکرم ﷺ انہیں رخصت کرنے کیلئے خود تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا یَا مَعَاذ اِرْکَبْ عَلَی الْفَرَسِ اے معاذ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں روانہ کرتا ہوں حضرت معاذؓ بھی ادب والے شاگرد تھے کہا کَیْفَ اَرْکَبُ عَلَی الْفَرَسِ وَاَنْتَ عَلَی الْاَرْضِ حضرت آپ زمین پر کھڑے ہوں اور میں گھوڑے پر سوار ہوں یہ کیسے ممکن ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے معاذؓ تم گھوڑے پر سوار ہو جاؤ آج میں دنیا کو معلم اور مبلغ کا مقام بتانا چاہتا ہوں حدیث میں آتا ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اٰخِذًا بِرَکَابِہٖ وَاٰخِذًا بِلَجَامِہٖ رحمت والے نبی ﷺ نے رحمت والے ہاتھوں سے گھوڑے کی لگام کو پکڑ لیا حضرت معاذؓ گھوڑے پر سوار ہیں اور شہنشاہ مدینہ پا پیادہ ساتھ چل رہے ہیں اور باہم

گفتگو کا سلسلہ بھی جاری ہے وہ منظر کیسا ہوگا جب حضور اکرم ﷺ کی نگاہ حضرت معاذؓ کے چہرہ پر اور حضرت معاذؓ کی نگاہ حضور اکرم ﷺ کے نورانی چہرہ پر ہوگی آپ نے ارشاد فرمایا یَامَعَاذ لَعَلَّکَ لَاتَرَ انِی بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا وَلَا تَلْقَانِیْ سَتَمُرُّ بِمِنْبَرِیْ هٰذَا اے معاذ آج جی بھر کے میرا چہرہ دیکھ لے شاید کہ تو واپس آئے تو تجھے منبر تو نظر آئے لیکن منبر والا محمد ﷺ نظر نہ آئے فَبَکٰی مَعَاذٌ جُشَاءً حضرت معاذؓ جو نہ جانے کب سے جذبات کے طوفان کو سینے میں چھپائے بیٹھے تھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور سمجھ گئے کہ اب یہ جلوہ جہاں تاب جیتے جی دوبارہ نظر آنے والا نہیں ہے حضور اکرم ﷺ نے تسلی دی اور ارشاد فرمایا اَلْمُتَّقُوْنَ مَعِیْ مَنْ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا. متقی لوگ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے جس خاندان کے ہوں جس حال میں ہوں مراتب کا فرق ہوگا لیکن جنت میں رفاقت ملے گی۔

حضرت معاذؓ یمن میں دو سال رہے جب واپس آئے تو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو چکی تھی حضرت عمرؓ فرماتے تھے عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ یَّلِدْنَ مِثْلَ مَعَاذٍ عورتیں معاذؓ جیسا شخص پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔

آپ کی وفات طاعون عمواس میں 18ھ میں ہوئی آپ کی عمر کے بارے میں 33 سال سے لے کر 38 سال کے مختلف اقوال ہیں حضرت معاذؓ کی وفات کا وقت آیا تو لوگ رونے لگے پوچھا کیوں روتے ہو کہا علم کے اٹھ جانے پر رو رہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا علم اور ایمان زمین سے ختم نہیں ہو سکتے جو جستجو کریگا وہ پالے گا اور

ارشاد فرمایا میرے بعد علم ان چار حضرات سے حاصل کرو۔ عبداللہؓ بن مسعود، سلمانؓ فارسی، عبداللہؓ بن سلام، ابوالدرداءؓ۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ۔ میزبانِ رسول ﷺ

حضرت ابوایوب انصاریؓ میزبان رسول ﷺ ہیں آپ کا نام خالد بن زید تھا آپ مدینہ منورہ کے قبیلہ بنوخزرج سے تعلق رکھتے تھے آپ مدینہ منورہ کے ان منتخب لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے وادی عقبہ میں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت اسلام کی تھی آپ ہی وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد ایک مہینے تک میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی قصواء آپ کے ہی مکان پر آ کر رکی تھی آپ تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے اور حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی زندگی کا بیشتر حصہ جہاد میں گزارا حضرت ابوایوبؓ انصاری نے دو مرتبہ مصر کا سفر کیا پہلی مرتبہ صرف ایک حدیث کے حصول کیلئے مصر کا سفر کیا جس کے روایت کرنے والے صرف حضرت عقبہؓ بن عامر جُہنی تھے جو امیر معاویہؓ کے دور میں مصر کے گورنر تھے ایک حدیث کیلئے بڑھاپے میں سفر کیا حدیث سنی اونٹ پر سوار ہوئے اور سیدھا مدینہ منورہ واپس چلے آئے۔ دوسری مرتبہ غزوہ روم فتح قسطنطنیہ میں شرکت کیلئے مصر تشریف لے گئے جبکہ حضور اکرم ﷺ قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی اور جہاد میں شریک ہونے والوں کے جنتی ہونے کی بشارت دے چکے تھے اس لئے اس بشارت کا مصداق بننے کیلئے بڑے

بڑے جلیل القدر صحابہ کرام اس لشکر کا حصہ بنے جن میں حضرت عبداللہؓ بن عمر، حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت عبداللہؓ بن زبیر اور میزبان رسول حضرت ابوایوبؓ انصاری جیسے عظیم لوگ شامل تھے اس بشارت کی تفصیل بخاری شریف میں موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت انسؓ کی خالہ حضرت ام حرامؓ بنت ملحان کے گھر دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آپ بیدار ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک پر تبسم تھا حضرت ام حرامؓ نے تبسم کی وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ یَرْکَبُوْنَ الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ مجھے خواب میں اپنی امت کے لوگ دکھائے گئے ہیں جو جہاد کیلئے سمندر کی موجوں پر ایسے سفر کر رہے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں تو حضرت ام حرامؓ نے کہا اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ میرے لئے بھی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل فرما دیں تو آپ نے دعا فرما دی اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا مِنْھُمْ آپ پھر محو خواب ہو گئے تھوڑی دیر بعد پھر بیدار ہوئے تو دوبارہ آپ کے چہرہ مبارک پر مسکراہٹ تھی حضرت ام حرامؓ نے دوبارہ وجہ پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے شہر قسطنطنیہ پر جہاد کریگا اس کی مغفرت کی بشارت دی گئی ہے تو حضرت ام حرامؓ نے دوبارہ دعا کی درخواست کی کہ اللہ رب العزت مجھے اس لشکر میں شامل فرما دے تو آپ نے ارشاد فرمایا اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْآخِرِیْنَ کہ تم پہلی جماعت میں شامل ہو گی۔ حضور اکرم ﷺ کی دونوں بشارتیں پوری ہوئیں پہلی بشارت حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت

میں 28ھ میں پوری ہوئی جب حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے قبرص پر حملہ کیا یہ تاریخ اسلام کی پہلی بحری لڑائی تھی اس میں حضرت ام حرامؓ اپنے شوہر حضرت عبادہؓ بن صامت کے ساتھ لشکر میں شامل تھیں یہ جنگی مہم اسی لحاظ سے کامیاب رہی کہ اہل قبرص نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کرلی اور جب واپس ہونے لگے تو حضرت ام حرامؓ اپنی سوارسے گر گئیں اور جام شہادت نوش کرلیا دوسری بشارت حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں 52ھ میں پوری ہوئی جب یزید بن معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کیا یہ مسلمانوں کی طرف سے قسطنطنیہ کا پہلا محاصرہ تھا جو کافی مدت تک جاری رہا لیکن اس محاصرے میں قسطنطنیہ فتح نہ ہوسکا اور اسلامی لشکر واپس آگیا۔ میزبان رسول ﷺ حضرت ابوایوبؓ انصاری جو 80 سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اسی محاصرے کے دوران شدید بیمار ہوگئے یزید عیادت کیلئے گیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میری لاش کو جتنا ہوسکے دشمن کی سرزمین کے اندر لے جاکر دفن کرنا وفات کے بعد یزید نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور قسطنطنیہ کی دیوار کے قریب آپ کو دفن کیا گیا۔

تاریخ میں ہے کہ جب 857ھ میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور قیصر روم کو ہلاک کیا تو اس کے ساتھ ہی سلطنت روما کے گیارہ سو سالہ دور کا بھی خاتمہ ہوگیا اور حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی بھی پوری ہوگئی کہ اِذَا هَلَکَ قَیْصَرَ فَلاَ قَیْصَرَ بَعْدَهٗ جب قیصر ہلاک ہوا تو پھر کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا اور پھر قیصر کا لقب صرف ایک تاریخی داستان بن کر رہ گیا پھر سلطان محمد فاتح نے بڑے اہتمام کے ساتھ حضرت

ابوایوبؓ انصاری کی قبر مبارک کو تلاش کیا اور اس جگہ جامع ابوایوبؓ کے نام سے ایک مسجد تعمیر کی آج یہ جگہ مرجع گاہ وزیارت گاہ خاص وعام ہے مزار مبارک پر لوگ اکثر بیٹھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور میزبان رسول ﷺ کو خراج عقیدت وخراج تحسین پیش کرتے رہتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ۔ طویل العمر صحابیِ رسول ﷺ

حضرت سلمانؓ اصلاً فارس ایران کے باشندہ تھے آپ کا مذہب مجوسیت تھا دن رات آتش پرستی میں مشغول رہتے لیکن دل میں چونکہ حق پرستی کی جستجو تھی اس لئے بہت جلد مجوسیت سے بےزار ہوگئے اور عیسائیت کو اختیار کرلیا اور ملک شام چلے گئے شام اور عراق کے مختلف علماء کی صحبت اختیار کی اور ان سے علم حاصل کیا بالآخر عموریہ کے ایک نصرانی عالم کے پاس پہنچے اور اس سے فیض حاصل کرتے رہے جب اس عالم کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں تو اس پادری نے حضرت سلمانؓ کو ان الفاظ میں مستقبل کی رہنمائی دی اب اس نبی ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آچکا ہے جو ریگستان عرب سے اٹھے گا اور دین ابراہیمی کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہجرت کریگا اس نبی کی تین علامتیں ہوں گی۔

۱۔ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائے گا

۲۔ وہ ہدیہ قبول کرلیں گے

۳۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔

اگر تمہارے لئے اس نبی تک پہنچنا ممکن ہو تو ضرور پہنچنا۔

نصرانی عالم کی وفات کے بعد حضرت سلمانؓ ایک قافلے کے ساتھ عرب کی طرف روانہ ہوئے لیکن قافلہ کے ظالم لوگوں نے آپ کو ایک یہودی کے ہاتھوں بطور غلام کے راستہ میں فروخت کردیا وہ یہودی، مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا وہ آپ کو بھی مدینہ منورہ لے آیا اس سرزمین کے نخلستان دیکھ کر آپ کو یقین ہو گیا کہ یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں نصرانی عالم نے بتایا تھا

ایک مدت تک یہودی کے پاس غلام بن کر خدمت کرتے رہے بالآخر مدینہ میں شور مچا کہ ایک شخص مکہ سے چل کر قبا پہنچا ہے جس کے گرد مکہ کے مہاجر اور مدینہ کے انصار جمع ہو گئے ہیں اور اسے اللہ کا نبی اور پیغمبر قرار دے رہے ہیں حضرت سلمان فارسیؓ قبا پہنچے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اپنی جمع پونجی حضور اکرم ﷺ اور صحابہؓ کیلئے بطور صدقہ کے پیش کی کہ آپ حضرات حاجت مند ہیں حضور ﷺ نے اپنے لئے صدقہ قبول کرنے سے انکار فرمادیا اور صحابہؓ کیلئے اجازت دے دی

حضرت سلمانؓ کے سامنے پہلی نشانی ظاہر ہو گئی۔

جب حضور اکرم ﷺ قبا سے مدینہ تشریف لائے تو حضرت سلمانؓ نے آپ کیلئے صدقہ کی بجائے ہدیہ پیش کیا تو آپ نے قبول فرمالیا

حضرت سلمانؓ کے سامنے دوسری نشانی بھی ظاہر ہو گئی۔

چندروز کے بعد حضرت سلمانؓ پھر حاضر خدمت ہوئے تب حضور اکرم ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ جنت البقیع میں صحابہؓ کے حصار میں موجود تھے حضرت سلمانؓ نے مہر نبوت

دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا آپ نے پشت مبارک سے چادر کو ہٹا دیا حضرت سلمانؓ نے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت کی زیارت کی

اب حضرت سلمانؓ کے سامنے تیسری نشانی بھی ظاہر ہو چکی تھی

تلاش حق کا طویل اور پر مشقت سفر اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا راہ حق کا یہ گرتا پڑتا مسافر اپنے آقا کے قدموں تک پہنچ چکا تھا عمر بھر کی بے قراری کو قرار آچکا تھا اور پھر دل میں پوشیدہ طوفان آنسوؤں کی شکل میں آنکھوں سے پھوٹ نکلے آگے بڑھ کر مہر نبوت کو بوسہ دیا برسوں سے دل میں چھپائے ہوئے عقیدت واخلاص کے جذبات آپ کی نذر کئے عمر بھر کا ماجرا اور سرگزشت سنائی اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا جب پیارے رسول ﷺ نے حضرت سلمانؓ کی غریب الوطنی اور حب دینی کو دیکھا تو ارشاد فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ سلمانؓ ہمارے اہل بیت سے ہے۔

ادھر یہودی آقا نے آزادی کیلئے تین شرائط رکھ دیں

۱۔ چالیس اوقیہ سونا ادا کرو

۲۔ کھجور کے تین سو درخت لگاؤ

۳۔ جب کھجور کے تین سو درختوں پر پھل آجائیگا تب تم آزاد ہو جاؤ گے!

تینوں ہی شرطیں نا قابل یقین اور نا قابل عمل تھیں۔

لیکن حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ترغیب دی کہ وہ کھجور کے پودوں سے حضرت سلمانؓ کی مدد کریں چنانچہ صحابہ کرامؓ کے تعاون سے کھجور کے تین سو پودے جمع ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت سلمانؓ سے کہا کہ تم ان کھجوروں کیلئے گڑھے تیار کرو جب

گڑھے تیار ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے اور تمام پودے اپنے ہاتھ مبارک سے لگائے اور برکت کی دعا فرمائی یہ پودے اس مقدس ذات کے ہاتھوں سے لگے تھے جس نے دلوں کی ویران کھیتیوں کو سیراب کیا تھا اور جس نے چند ہی سالوں میں حق کے درختوں کو تناور کر دیا تھا ان مبارک ہاتھوں کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ایک تو ان تین سو کھجوروں میں سے کوئی پودا مرا نہیں اور دوسرا ان تمام کھجور کے درختوں پر ایک ہی سال میں پھل آ گیا اور حضرت سلمانؓ کی آزادی کی دو شرطیں پوری ہو گئیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کہیں سے سونا آیا تو آپ نے حضرت سلمانؓ کے حوالے کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ اپنے یہودی آقا کو دیکر تیسری شرط پوری کر کے آزادی حاصل کر لیں حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ بظاہر سونا چالیس اوقیہ سے بہت کم تھا لیکن جب میں نے وزن کیا تو پورے چالیس اوقیہ نکلا تھوڑا بھی کم نہ ہوا اور اس طرح پیارے نبی ﷺ کے صدقے حضرت سلمانؓ کو غلامی سے بھی نجات مل گئی۔ غلامی کی وجہ سے حضرت سلمانؓ غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک نہیں ہو سکے تھے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کا پہلا غزوہ غزوۂ خندق تھا اور اس غزوہ میں آپ کے ہی مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی حضرت سلمانؓ نے اصحاب صفہ میں رہ کر علم حاصل کیا اور فیض نبوت کو اپنے سینے میں سمیٹا حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ مسلسل جہاد میں مصروف رہے خاص طور پر حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب ایران پر لشکر کشی کی گئی تو اس میں آپ نے ایک نمایاں سالار کی حیثیت سے حصہ لیا۔ ہزاروں عرب مجاہدین آپکی کمان میں جہاد کرنے والے تھے

ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ جب ایران کے کسی قلعے پر حملہ کیا جاتا تو پہلے حضرت

سلمان فارسیؓ انہیں اسلام کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں بھی ایرانی ہوں لیکن اسلام کی بدولت آج عربوں کا امیر بنا ہوا ہوں ایران فتح ہونے کے بعد آپ نے مدائن کو اپنا مستقر بنالیا تھا اور کچھ عرصہ آپ مدائن کے گورنر بھی رہے 33ھ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں آپ کی وفات مدائن میں ہوئی اور آپ کو یہیں دفن کیا گیا۔ آپ کی عمر مبارک طویل تھی مشہور ہے کہ 350 سال تھی لیکن راجح یہ ہے کہ 250 سال تھی حضرت سلمان فارسیؓ نے طویل عمر پائی لیکن بیماریوں سے محفوظ رہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو یہ دعا دی تھی کنزالعمال میں ہے

یَاسَلْمَانُ شَفَی اللّٰہُ سَقَمَکَ وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وعَافَاکَ فِیْ دِیْنِکَ وَجَسَدِکَ اِلٰی مُدَّۃِ اَجَلِکَ

اے سلمانؓ اللہ تمہیں تمہاری بیماری سے شفا دے تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے اور تمہارے دین کو اور تمہارے جسم کو تازیست عافیت نصیب فرمائے۔

مستدرک حاکم میں روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے **اَلسُّبَّاقُ اَرْبَعَۃٌ اَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَسَلْمَانُؓ سَابِقُ الْفَارِسِ وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبْشَۃِ وَصُھَیْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ .**

سبقت لے جانے والے افراد چار ہیں میں عرب کا سابق ہوں، سلمانؓ فارس کے سابق ہیں۔ بلالؓ حبشہ کے سابق ہیں اور صہیبؓ روم کے سابق ہیں۔

حضرت بلال حبشیؓ۔ مؤذنِ رسول ﷺ

حضرت بلالؓ کا شمار حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد ان چند عظیم الشان صحابہ کرامؓ میں سے ہوتا ہے جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے تھے حضرت عمروؓ بن عبسہ

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا مَنْ مَعَکَ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ اس دین اسلام اور پیغام توحید میں سب سے اول آپ کا ساتھ کس نے دیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا حُرٌّ وَ عَبْدٌ ایک آزاد یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ایک غلام یعنی حضرت بلال حبشیؓ نے۔

مکہ مکرمہ میں اسلام لانے سے پہلے غلامی کی زندگی گزار رہے تھے امیہ بن خلف آپ کا آقا تھا جو حضرت بلال کے اسلام لانے کی وجہ سے تپتی ہوئی دوپہر میں آپ کو سخت تکلیف اور اذیت پہنچایا کرتا تھا کبھی تپتی ہوئی ریت پر کبھی تپتے ہوئے سنگریزوں پر آپ کو لٹاتا تھا کبھی آپ کو اوندھے منہ لٹا کر پیٹھ پر پتھر کی چکی رکھ دیتا تھا کبھی آپ کی گردن میں رسی ڈال کر مکہ کے بچوں کے حوالے کر کے تماشہ بنا دیتا تھا، تمام تر ظلم وستم اور قہر و جبر کا مقصد یہی تھا کہ ایک خدا کی پرستش وعبادت چھوڑ کر لات وعزیٰ اور تین سو ساٹھ بتوں کو اپنا معبود بنالو لیکن حضرت بلالؓ تھے کہ بس صرف اور صرف احد احد اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے کا ترانہ وگیت گائے چلے جاتے تھے اور جسمانی وروحانی لطف اور مزا حاصل کئے جاتے تھے مشرکین مکہ اور اپنے آقا امیہ بن خلف کے تمام تر ظلم وستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کئے جارہے تھے بالآخر حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان دردناک مناظر کو دیکھ کر حضرت بلالؓ کو امیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا۔

اسی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ کہا کرتے تھے کہ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَیِّدُنَا یعنی بِلَالًا ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلالؓ کو بھی آزاد کرایا حضرت بلالؓ کے اس عظیم مقام اور صبر واستقامت کو دیکھتے ہوئے علامہ اقبال مرحوم جیسا عظیم الشان شاعر بھی تڑپ اٹھا اور یوں خراج تحسین پیش کیا۔

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا
حبش سے اٹھا کر تجھے حجاز لایا
ہوئی اس سے ترے غم کدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آستاں کہ نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کیلئے
کسی کے عشق میں تونے مزے ستم کے لیئے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہوتو محبت میں کچھ مزاہی نہیں
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا بہانہ بنی
خوشاوہ وقت کہ مدینہ میں تھا قیام تیرا
خوشاوہ وقت کہ دیدار تھا عام تیرا

پھر علامہ اقبالؒ نے ایک اور نظم میں حضرت بلالؓ اور سکندر رومی کا موازنہ اس طرح بیان کیا ہے

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

اور اسی اقبال نے حضرت بلال حبشیؓ کے پیروکار فاتح اندلس طارق بن زیاد کو

یوں خراج تحسین پیش کیا ہے

طارق چوں بر کنارہ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست
دوریم ازسواد وطن بازچوں رسیم
ترک سبب زروئے شریعت کجارواست
خندید ودست خویش بہ شمشیر برد وگفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

طارق نے جب اندلس کے ساحل پر اپنی کشتی جلائی تو لوگوں نے کہا کہ عقل کی نظر میں تمہارا یہ عمل بڑی غلطی ہے ہم لوگ اپنے وطن کی سرزمین سے دور ہیں اب وطن واپس کیسے پہنچیں گے اسباب کو ترک کرنا شریعت کی نظر میں بھی درست نہیں ہے جواب میں طارق مسکرایا اور اپنا ہاتھ اپنی تلوار تک لے جا کر بولا ہر ملک ہمارا ملک ہے کیونکہ وہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

اور پھر یہی اقبالؒ حضرت بلالؓ کے نقش قدم پر چلنے والے اور مغل اعظم جلال الدین محمد اکبر کے سامنے کلمہ حق کہنے والے اور شہنشاہ اکبر کے دین الٰہی کے نام سے برپا کئے ہوئے نئے دین اور نئی شریعت کے طوفان بدتمیزی کو روکنے والے گیارہویں صدی ہجری کے عظیم مجدد ومجاہد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو یوں خراج عقیدت وخراج تحسین پیش کرتا ہے

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آزادی پانے کے بعد حضرت بلالؓ سفر و حضر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہتے، خدمت میں حاضر رہتے، محبت میں سرشار رہتے، حضرت بلالؓ ظہیر الصوت اور حسین الصوت تھے نہایت ہی بلند و بالا اور دلکش آواز کے مالک تھے اور جب اذان مشروع ہوئی تو سب سے پہلے اذان بھی آپ نے دی اور باقاعدہ موذن رسول ﷺ کا مقام ومنصب ولقب بھی آپ کو نصیب ہوا حضرت بلالؓ کی توحید و رسالت کی صدا اور اذان کی آواز دین اسلام کے متوالوں کو بے چین و بے قرار کر دیتی تھی اور دنیا کے ہر کام سے بیزار کر دیتی تھی مرد اپنا کاروبار چھوڑ کر اور عورتیں اپنا کام کاج چھوڑ کر اور بچے کھیل کود چھوڑ کر رب رحمٰن کے حضور حاضری دینے کیلئے مسجد نبوی میں جمع ہو جاتے جب خدائے واحد کے عاشقوں کا مجمع کثیر ہو جاتا تو حضرت بلالؓ نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ آستانہ نبوت پر حاضری دیتے اور اَلصَّلٰوۃُ یَارَسُوْلَ اللہ کی صدا لگاتے پھر پیارے نبی ﷺ تشریف

لاتے اور صحابہؓ کی دیدار کو ترستی نگاہوں کو بھی سیراب فرماتے اور رب رحمٰن کی اطاعت وعبادت کا بھی حق ادا فرماتے۔حضرت بلالؓ تمام مشہور غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور غزوہ بدر میں امیہ بن خلف بھی آپ کے ہاتھوں مردار ہوا جو حضرت بلالؓ پر غلامی کے ایام میں بہت زیادہ مظالم ڈھایا کرتا تھا اور اسلام کا بھی بہت بڑا دشمن تھا امام بخاریؒ نے کتاب الوکالۃ میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی روایت نقل کی ہے کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور امیہ بن خلف کی دوستی تھی اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف چاہتے تھے کہ امیہ بن خلف میدان بدر میں قتل ہونے سے کسی طرح بچ جائے اور شاید کہ اسے اسلام کی دولت بھی بعد میں نصیب ہو جائے اور امیہ کا بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا اچانک حضرت بلالؓ کی نظر امیہ بن خلف پر پڑ گئی اور آپ نے ایک نعرہ مستانہ لگا دیا لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا اُمَیَّۃَ اگر آج امیہ بچ گیا تو پھر میری زندگی کا کیا فائدہ حضرت بلالؓ کے توجہ دلانے پر انصار نے امیہ کو گھیر لیا تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے پہلے امیہ کے بیٹے کو سامنے کر دیا تا کہ جب تک وہ اسے قتل کریں میں امیہ کو لے کر نکل جاؤں لیکن انصار نے فوراً امیۃ کے بیٹے کو قتل کیا اور دوبارہ امیہ کا محاصرہ کر لیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے امیہ کو لٹا دیا اور اس کی حفاظت کیلئے خود اس پر لیٹ گئے لیکن امیہ کیونکہ بہت لحیم شحیم آدمی تھا اس لئے حضرت عبدالرحمٰنؓ اس کے پورے وجود کی حفاظت نہ کر سکے اور صحابہؓ نے اسے نیچے سے اتنی تلواریں اور نیزے مارے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔

اور پھر وہ وقت بھی آیا جب 8ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا جہاں حضرت بلالؓ کو کلمہ طیبہ پڑھنے کی پاداش میں سخت اذیت اور تکلیف سے گزرنا پڑتا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں تو حضرت بلالؓ نے خانہ

کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی اور مکہ مکرمہ میں پہلی مرتبہ اذان بلالی گونجی اور اللہ کا مقدس گھر مدتوں صنم خانہ رہنے کے بعد ایک حبشی کے نغمہ توحید سے گونج اٹھا اور دنیا بھر کے بت کدوں میں ماتم برپا ہو گیا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اور ترمذی میں حضرت بریدہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ تمہارا کونسا عمل ہے جو تمہارے لئے سب سے زیادہ امید افزا ہے کیونکہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوا تمہارے جوتوں کی آواز میں نے اپنے سامنے سنی یعنی میں نے تمہیں جنت میں پہلے سے موجود پایا

تو حضرت بلالؓ نے جواب میں تین عمل بیان کیئے

1:۔　میں جب بھی اذان دیتا ہوں تو بعد میں دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں

2:۔　ہمیشہ باوضو رہتا ہوں یعنی جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو فوراً یا وضو کرتا ہوں

3:۔　جب بھی وضو کرتا ہوں تو بعد میں دو رکعت نفل تحیۃ الوضو ادا کرتا ہوں

تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بس تمہارے یہی اعمال تمہاری کامیابی وکامرانی کا باعث اور سبب ہیں

ابوداؤد شریف میں حضرت عروہؓ بن زبیر سے ایک روایت ہے جس میں ابتدائی دور میں حضرت بلالؓ کی اذان کی کیفیت منقول ہے فرماتے ہیں کہ بنو نجار کی ایک صحابیہ عورت بیان کرتی ہے کہ میرا گھر مسجد نبوی کے اردگرد کے گھروں میں سے بلند ترین گھر تھا اور حضرت بلالؓ فجر کی اذان میرے گھر کی چھت پر دیا کرتے تھے فرماتی ہیں کہ حضرت بلالؓ صبح صادق کے طلوع ہونے سے بہت پہلے پہنچ جاتے اور گھر کی چھت پر انتظار میں بیٹھے رہتے جب صبح

صادق کی روشنی ظاہر ہو جاتی تو انگڑائی لیتے اور پہلے یہ دعا مانگتے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ وَاَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی قُرَیْشٍ اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَکَ.

اے اللہ میں آپ کی تعریف کرتا ہوں اور آپ سے قریش کیلئے مدد طلب کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے آپ کے دین اسلام کی پاسبانی ونگہبانی کر سکیں اور پھر اذان کہتے اور وہ عورت قسم کھا کر کہتی ہے کہ حضرت بلالؓ کسی رات بھی اس دعا کو چھوڑتے نہیں تھے اور حضرت بلالؓ قریش کیلئے یہ دعا اس وجہ سے مانگتے تھے کہ ایک تو قریش حضور اکرم ﷺ کا قبیلہ ہے دوسرا حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے **اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ** امام اور حاکم بننے کے قابل اور لائق صرف اور صرف قریش ہیں اور کوئی نہیں اور تیسرا یہ کہ قریش جب جب حاکم اور امام بنیں گے تب تب دین اسلام کی خدمت کریں گے اور عدل وانصاف کو رائج کریں گے اس لئے حضرت بلالؓ کبھی اس دعا کا ناغہ نہیں کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلالؓ کیلئے مدینہ منورہ میں محبوب کے بغیر تنہا رہنا اور قیام کرنا مشکل ہو گیا تو مدینہ منورہ چھوڑنے کا اور حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کیلئے عمر بھر اذان نہ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملک شام میں جہاد کیلئے جانے کی اجازت مانگی جو نہ ملی پھر حضرت عمرؓ کے دور میں ان سے اجازت مانگی اور شدید اصرار کیا تو حضرت عمرؓ نے بادل نخواستہ اجازت دیدی اور حضرت بلالؓ مدینۃ الرسول ﷺ سے ملک شام چلے گئے اور یہیں مقیم ہو گئے حضرت عمرؓ نے 16ھ میں جب ملک شام کا سفر کیا اور بیت المقدس تشریف لے گئے تو حضرت بلالؓ کو بھی اپنے ساتھ رکھا ایک دن حضرت بلالؓ سے درخواست کی کہ آج قبلہ اول بیت المقدس میں بھی وہی اذان

بلالی گونجنی چاہئے جو بیت اللہ مسجد حرام میں گونجی اور جو سالہا سال تک مدینۃ الرسول ﷺ مسجد نبوی میں گونجتی رہی تو حضرت بلالؓ نے کہا گو کہ میں عہد کر چکا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی کیلئے اذان نہیں دونگا لیکن آج آپ کی خواہش ضرور پوری کرونگا اور پھر اس عندلیب توحید نے کچھ ایسے انداز سے نغمہ توحید سنایا کہ سارا مجمع بے تاب ہو گیا اور صحابہ کرامؓ کو حضور اکرم ﷺ کا دور مبارک یاد آ گیا اور حضرت عمرؓ، حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح، حضرت معاذؓ بن جبل کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور محبوب کی یاد میں دل بے چین اور بے تاب ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت بلالؓ کو ملک شام میں رہتے رہتے ایک زمانہ بیت گیا تو ایک روز حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا بلالؓ ایسی بھی کیا بے مروتی، کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ تم آ کر مجھے سے ملاقات کرو بیدار ہوئے تو محبوب کی یاد ستانے لگی، فوراً سواری منگوائی اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے روضہ اقدس پر حاضری دی، دل روتا رہا، آنسو بہتے رہے، خود فراق یار میں تڑپتے رہے، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نبی ﷺ کے نواسوں اور جنت کے شہزادوں کو سینے سے لگا کر پیار کرتے رہے، ماضی کی دلفریب اور خوبصورت یادوں کو تازہ کرتے رہے، اصحاب رسول اور اپنے یاروں سے حال احوال بانٹتے رہے، کہ اچانک حضرات حسنین کریمینؓ کی ایک عجیب خواہش وفرمائش حضرت بلالؓ کے کانوں سے ٹکرائی، ہمیں بھی وہ اذان سنائیں جو آپ ہمارے نانا محمد رسول اللہ ﷺ کو سنایا کرتے تھے

شاید کہ مدینہ کے درودیوار بھی خواہش مند تھے

شاید کہ اصحاب رسول بھی خواہش مند تھے

شاید کہ عرشی اور فرشی بھی گوش برآواز تھے

شاید کہ عرش پر رب رحمٰن

اور روضہ اقدس میں نبی آخرالزمان کی چاہت بھی یہی تھی

کہ آج مدینہ کی وادیوں میں پھر سے اذان بلالی گونجے

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح وشام تو

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

حضرت بلالؓ نے اذان دینی شروع کی اور ابھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تھا کہ مدینہ کی وادیاں گونجنے لگیں اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو مدینہ میں کہرام مچ گیا جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہ کہا تو پردہ نشین خواتین تک بے تابی و بے قراری کے عالم میں گھروں سے باہر نکل آئیں جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کی صدا لگائی تو تمام عاشقان رسول ﷺ پکار اٹھے کہ کہیں محمد رسول اللہ ﷺ دوبارہ تو مبعوث نہیں ہو گئے

کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اس دن سے زیادہ کسی اور دن میں مدینہ منورہ میں لوگوں کو روتے ہوئے نہیں دیکھا گیا

حضرت بلالؓ وفات کے وقت بے خودی اور وارفتگی کے عالم میں یہ شعر پڑھ رہے تھے

غَدًا نَلْقِیْ الْاَحِبَّۃْ مُحَمَّدًا وَحِزْبَہٗ

کل کے دن ہماری محبوب شخصیات سے ملاقات ہوگی یعنی محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ سے

موت کی شدت کو دیکھ کر آپ کی بیوی نے کہا وَاوَیْلَاہُ۔ہائے رے افسوس

اور حضرت بلالؓ نے کہا وَاَفْرَحَاہُ ۔ واہ رے خوشی ۔

20ھ میں 60 برس کی عمر میں حضرت بلالؓ حبشی کی وفات ہوئی۔

آپ دمشق میں باب الصغیر کے قریب مدفون ہیں۔

حضرت خزیمہؓ بن ثابت۔ذوشہادتین

آپ کا نام خزیمہ ہے کنیت ابوعمارہ ہے اور لقب ذوشہادتین ہے یعنی اکیلے آپ کی گواہی دو آدمیوں کی گواہی کے برابر ہے اور یہ اعزاز اور لقب آپ کو حضور اکرم ﷺ نے دیا تھا جس کا واقعہ یہ ہے کہ

حضور اکرم ﷺ نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا اور قیمت طے کر کے آپ تشریف لے گئے اور بدو سے کہہ گئے کہ میں قیمت ادا کر کے تم سے گھوڑا وصول کرلونگا بعد میں کسی نے گھوڑے کی قیمت زیادہ لگادی تو اس بدو نے حضور اکرم ﷺ کو کہا کہ آپ نے گھوڑا لینا ہے تو زائد قیمت ادا کریں حضور اکرم ﷺ نے اسے کہا کہ میں گھوڑا تو تم سے طے شدہ قیمت پر لے چکا ہوں اب تم زائد رقم کا مطالبہ کیوں کررہے ہو تو بدو مکر گیا اور اس نے کہا کہ میں نے گھوڑا آپ کو اتنی رقم پر بیچا ہی نہیں ہے اور اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو کوئی گواہ پیش کریں جبکہ اس وقت وہاں پر کوئی تیسرا آدمی بطور گواہ کے موجود ہی نہیں تھا تو حضرت خزیمہؓ بن ثابت نے گواہی دی تو حضور اکرم ﷺ نے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ لِمَ تَشْهَدُ تم کیسے گواہی دے رہے ہو حالانکہ تم موقع پر موجود نہیں تھے تو حضرت خزیمہؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ ہم نے جنت، جہنم، اللہ کی ذات، کو دیکھا نہیں لیکن آپ کے کہنے پر ہم نے ان سب چیزوں کی تصدیق کی ہے تو یہاں پر ہم کیسے آپ کی تصدیق نہیں کریں گے اور گواہی نہیں دیں گے! تو حضور اکرم ﷺ نے اسی دن حضرت خزیمہؓ کی گواہی دو آدمیوں کے برابر

قرار دیدی اور اسی وجہ سے آپؓ کا لقب ذو شہادتین پڑ گیا آپ ہجرت سے پہلے اسلام لے آئے تھے بدر سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔

بخاری شریف میں حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت ہے کہ جب ہم قرآن کو ایک جگہ جمع کر رہے تھے اور تحریر کر رہے تھے تو مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں مل رہی تھی جو میں حضور اکرم ﷺ سے سنا کرتا تھا تو ہم نے اس آیت کی تلاش شروع کردی تو وہ آیت ہمیں حضرت خزیمہؓ بن ثابت انصاری کے پاس مل گئی وہ آیت یہ تھی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ

ترجمہ: مومنین میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے اپنے وعدے کو سچا کر دکھایا پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنے مقصود کو پہنچ گئے (یعنی اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو اپنے مقصود (یعنی شہادت) کے انتظار میں ہیں تو حضرت زیدؓ فرماتے ہیں پھر ہم نے یہ آیت قرآن مجید میں لکھ دی

ایک دفعہ حضرت خزیمہؓ بن ثابت نے خواب دیکھا کہ میں حضور اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ لے رہا ہوں یا سجدہ کر رہا ہوں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے خواب کی تعبیر پوری کرلو تو حضرت خزیمہؓ نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کا بوسہ لے لیا۔

حضرت خزیمہؓ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں آپ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دونوں لڑائیوں میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ رہے جنگ جمل میں صرف رفاقت کی حد تک حضرت علیؓ کا ساتھ نبھایا جبکہ جنگ صفین میں اوّلاً خاموش رہے لیکن جب حضرت عمارؓ بن یاسر شامی افواج کے ہاتھوں شہید ہوئے تو حضرت خزیمہؓ نے تلوار نکالی اور حضرت علیؓ کی جانب سے

شامی افواج کا مقابلہ بھی کرتے جاتے تھے اور کلمہ حق بھی فرماتے جاتے تھے کہ اب گمراہی واضح ہو چکی ہے میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا عمارؓ کو باغی گروہ قتل کریگا چنانچہ اسی معرکہ میں لڑتے ہوئے شہادت حاصل کی یہ 37ھ کا واقعہ ہے۔

حضرت صہیب رومیؓ۔سَابِقُ الرُّوْم

حضرت صہیبؓ پہلے رومی ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔جب مکہ میں اسلام کا غلغلہ بلند ہوا تو تحقیق وتفتیش کیلئے آستانہ نبوت پر حاضر ہوئے اتفاق سے حضرت عمارؓ بن یاسر بھی اسی خیال سے آرہے تھے حضرت صہیبؓ نے حضرت عمارؓ سے پوچھا تم کس ارادہ سے آئے ہو تو حضرت عمارؓ نے کہا کہ پہلے تم اپنا مقصد ظاہر کرو حضرت صہیبؓ نے کہا میں حضور اکرم ﷺ سے مل کر ان کی گفتگو سننا چاہتا ہوں تو حضرت عمارؓ نے کہا میرا بھی یہی مقصد ہے۔غرض دونوں ایک ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساقی اسلام کے ایک ہی جام نے دونوں کو توحید کے نشہ سے مخمور کر دیا اور دونوں نے اکٹھے ہی اسلام قبول کرلیا حضرت صہیب رومیؓ سب سے آخری مہاجر تھے۔جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے تو مشرکین مکہ نے کہا کہ جب تک اپنا سارا مال ومتاع ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم تمہیں ہجرت نہیں کرنے دیں گے تو حضرت صہیبؓ اپنا سارا مال ومتاع کفار مکہ کو دیکر اور اپنا سرمایہ ایمانی بچا کر مدینہ پہنچے۔

تب حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا صہیبؓ نے نفع کا سودا کیا ہے۔

کنزالعمال میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ اَلسُّبَّاقُ اَرْبَعَةٌ اَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ وَسَلْمَانُ سَابِقُ الْفَارِسِ وَبِلَالٌ سَابِقُ الْحَبْشَةِ وَصُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ سبقت لے جانے والے افراد چار ہیں۔ میں عربوں میں سبقت لے جانے والا ہوں، سلمانؓ فارس کے، بلالؓ حبشہ کے اور صہیبؓ روم کے سابق ہیں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ صہیبؓ روم کا پہلا پھل ہے

آپ تمام غزوات، بدر واحد وخندق وغیرہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے

آپ کی وفات 38ھ میں 72 سال کی عمر میں ہوئی جنت البقیع میں مدفون ہوئے

حضرت خالد بن ولیدؓ۔ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰه

حضرت خالدؓ بن ولید اور ان کا خاندان زمانہ جاہلیت سے ہی سپاہ گری اور سپاہ سالاری میں ایک ممتاز مقام رکھتا تھا اسی وجہ سے غزوہ احد میں مشرکین کے اکھڑے ہوئے قدموں کو دوبارہ مستحکم کرنے میں حضرت خالدؓ بن ولید کا اہم کردار تھا اور صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی نقل وحرکت کا پتہ لگانے کیلئے قریش کا جو دستہ آیا تھا اس کے قائد بھی حضرت خالدؓ بن ولید تھے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے غزوہ موتہ میں شریک ہوئے موتہ ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے حضور اکرم ﷺ نے جب مختلف سلاطین وامراء کے نام دعوت اسلام کیلئے خطوط روانہ فرمائے تو قیصر روم کے نام بھی خط روانہ کیا لیکن شرجیل بن عمرو نے جو سرحدی علاقے پر قیصر روم کا گورنر تھا حضور اکرم ﷺ کے قاصد حضرت حارثؓ بن عمیر کو

شہید کر دیا حضور اکرم ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے قصاص کیلئے تین ہزار کا لشکر روانہ کیا اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کو امیر بنایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب کو امیر بنانا اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہؓ بن رواحہ کو امیر بنانا اور اگر عبداللہؓ بن رواحہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمانوں کو اختیار ہوگا کہ باہمی مشاورت سے جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ موتہ کے میدان میں مسلمانوں کے تین ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں کفار کا دو لاکھ افراد کا ٹڈی دل لشکر موجود تھا مسلمانوں اور کافروں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور حضور اکرم ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ حضرت جعفرؓ اور عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت کی خبر صحابہ کرامؓ کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ زیدؓ نے جھنڈا لیا اور شہادت پائی پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا اور شہادت پائی پھر عبداللہؓ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور انہوں نے بھی شہادت پائی اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے حضرت زیدؓ حضور اکرم ﷺ کے حبشی منہ بولے بیٹے تھے اور صحابہ میں سے قرآن میں صرف انہیں کا نام آیا ہے فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا اور حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے جو عمر میں دس سال بڑے تھے جن کو حضور ﷺ نے کہا تھا اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ تم صورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ ایک عظیم الشان شاعر تھے۔ جن سے حضور ﷺ بھی اشعار سنتے پھر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈے کو لیا اور پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمادی یہاں پر تلوار سے مراد حضرت خالدؓ

بن ولید ہیں اور یہیں سے آپ کا لقب سیف اللہ مشہور ہوا اور حضرت خالدؓ بن ولید مسلمانوں کی جماعت لے کر مدینہ منورہ واپس پہنچے پوری زندگی جہاد وقتال میں مصروف رہے تقریباً سوا سو لڑائیوں میں شریک ہوئے جسم کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں تھا جہاں تیروں اور تلواروں کے زخم موجود نہ ہوں خود فرماتے تھے کہ مجھے میدان جنگ کی وہ رات زیادہ محبوب ہے جس میں میں اپنے دشمن سے مقابلہ کروں بنسبت اس رات کے جس میں میں اپنے محبوب سے ملاقات کروں۔

حضرت عمرؓ نے 17ھ میں حضرت خالد بنؓ ولید کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا تھا جس کی تین وجوہ تھیں۔

1:۔ حضرت خالدؓ بن ولید حساب کتاب کے کاغذات اور فوج کے مصارف دربار خلافت میں نہیں بھیجتے تھے۔

2:۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے اخراجات اسراف کی حد تک پہنچ گئے تھے چنانچہ وہ شعراء کو بڑی بڑی رقمیں دینے لگے تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اشعث بن قیس کو یکمشت دس ہزار انعام دے ڈالا تھا۔

3: حضرت خالدؓ بن ولید فتح کی علامت اور نشان بن گئے تھے بلکہ فتح کا دوسرا نام بن گئے تھے لوگ کہتے تھے کہ اگر لڑائی میں خالدؓ شریک ہیں تو فتح مسلمانوں کی ہوگی اور اگر لڑائی میں خالدؓ شریک نہیں ہیں تو مسلمانوں کو شکست ہوگی حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو بولے کہ مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ فتح و شکست کے فیصلے خالدؓ کی شرکت و عدم شرکت پر کرنے لگے ہیں اور اللہ کی ذات سے اعتماد ہٹنے لگا ہے حالانکہ فتح و شکست اور عزت و ذلت کے سارے فیصلے میرے اللہ کے اختیار میں ہیں تو ان تین وجوہ کے اعتبار سے حضرت عمرؓ نے

حضرت خالدؓ بن ولید کو سپہ سالاری سے معزول کر کے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو سپہ سالار بنا دیا اور حضرت خالدؓ کو ان کے ماتحت کر دیا

حضرت خالدؓ بن ولید نے حضرت عمرؓ کے فیصلے پر کہا اگر میں عمرؓ کیلئے لڑتا تھا تو اب میدان جنگ میں لڑتا ہوا نظر نہیں آؤں گا اور اگر میں اپنے اللہ کیلئے لڑتا تھا تو میرے جوش اور سرگرمی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔

پھر چشم فلک نے وہ منظر دیکھا کہ خالدؓ بن ولید جس جذبے اور جوش سے سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے نظر آتے تھے اسی جذبے اور جوش سے عام سپاہی کی حیثیت سے بھی لڑتے ہوئے نظر آئے اور اس اللہ کے سچے اور نیک بندے نے اپنی بات کو سچا کر دکھایا اور اس کے جوش جہاد اور شوق شہادت میں کوئی فرق نہ آیا اس واقعہ سے جہاں حضرت خالدؓ بن ولید کی نیک نفسی اور حق پرستی کی گواہی ملتی ہے وہاں حضرت عمرؓ کی سطوت وجلالت کا بھی اظہار ہوتا ہے حضرت خالدؓ بن ولید جیسا سپہ سالار اسلامی تاریخ میں دوسرا کوئی نظر نہیں آتا جس کی تلوار نے عراق اور شام کا فیصلہ کر دیا تھا لیکن جب حضرت عمرؓ نے حضرت خالدؓ کو معزول کیا تو تمام اضلاع میں ایک گشتی فرمان بھیجا کہ میں نے حضرت خالدؓ کو کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا اور جب حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت مثنیٰؓ کو معزول کیا تھا تو انہی خیالات کا اظہار کیا تھا کہ میں نے انہیں کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا

بلکہ ان تینوں حضرات کے معزول کرنے کی اصل وجہ یہی تھی کہ میدان جنگ میں فتح کیلئے لوگوں کی نظریں اللہ سے ہٹ کر ان حضرات پر جمنے لگی تھیں اور تمام لوگ ان پر بہت

زیادہ بھروسہ اور اعتماد کرنے لگے تھے جو اَشَــدُّهُـمْ فِـیْ اَمْـرِ اللہ حضرت عمرؓ کو منظور نہ تھا حضرت خالد بن ولیدؓ کی وفات 22ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت حذیفہؓ بن یمان ۔ محرم رازِ رسول ﷺ

حضرت حذیفہ جلیل القدر صحابی ہیں اپنے وطن میں اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کرلیا تھا غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے غزوہ احد میں حضرت حذیفہؓ اور ان کے والد حضرت یمانؓ دونوں شریک ہوئے اور ایک افسوسناک غلط فہمی کی وجہ سے حضرت یمانؓ خود مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے حضرت حذیفہؓ کو معلوم ہوا تو انتہائی حلم وحوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ اللہ تم لوگوں کی مغفرت فرمائے۔

غزوہ احزاب میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے سخت سردی اور طوفانی ہوا کے باوجود مشرکین کے لشکر کی خبر حضور اکرم ﷺ کو پہنچائی اور انتہائی شجاعت وہمت اور تدبر وحکمت سے اپنی ذمہ داری نبھائی۔

حضرت حذیفہؓ کا لقب صَاحِبُ السِّرِ محرم رازِ رسول ﷺ تھا حضرت حذیفہؓ خود فرماتے ہیں کہ دوسرے صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے جبکہ میں آپ سے شر کے بارے میں سوال کرتا تھا تاکہ میں اپنے آپ کو شر سے محفوظ رکھ سکوں۔ حضرت حذیفہؓ آنے والے فتنوں کے بارے میں تمام صحابہ کرامؓ سے زیادہ معلومات رکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنی خواہش اور آرزو کا اظہار کیا کہ کاش میرے پاس ابوعبیدہؓ بن الجراح، معاذؓ بن جبل اور حذیفہؓ بن یمان جیسے لوگ ہوتے میں انہیں حکومت میں اہم عہدے تفویض کرتا اور انسانیت کو عدل وانصاف مہیا کرتا حضرت حذیفہؓ بن یمان

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی مسلسل جہاد میں مصروف رہے عراق اور ایران کی فتوحات میں آپ نے غیر معمولی خدمات سرانجام دیں دینور کا علاقہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا کسریٰ کے دربار میں آپ نے ہی ولولہ انگیز بیان فرمایا تھا جس نے کسریٰ کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا تھا ایران کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر فرما دیا تھا

ایک مرتبہ حضرت حذیفہؓ مدائن سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت عمرؓ راستے میں چھپ کر بیٹھ گئے کہ دیکھوں مدائن سے کتنا مال و دولت لے کر آئے ہیں لیکن حضرت حذیفہؓ جس حال میں گئے تھے اسی حال میں خالی ہاتھ واپس آئے یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرط محبت سے گلے لگا لیا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی مردم شماری کی ذمہ داری بھی حضرت حذیفہؓ بن یمان کے سپرد فرمائی تھی۔ جسے آپ نے بطریق احسن پورا فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ ہزار شمار میں آئی تھی۔

حضرت حذیفہؓ بن یمان آخر عمر تک مدائن میں مقیم رہے مدائن میں ہی حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس دن بعد 36ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت عبداللہؓ ابن ام مکتوم۔ نابینا صحابی رسول ﷺ

حضرت عبداللہؓ ماں کی نسبت سے ابن ام مکتوم مشہور ہوئے ام المومنین حضرت خدیجہؓ الکبریٰ کے ماموں زاد بھائی تھے ابتدائے بعثت میں مکہ مکرمہ میں مشرف باسلام ہوئے آپ ظاہری آنکھوں کی روشنی سے محروم تھے لیکن دل کی آنکھیں روشن تھیں

اس لئے مکہ میں جیسے ہی نور اسلام چمکا آپ فوراً تاریکی کفر سے باہر نکل آئے۔

بقول شاعر

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

جب ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ حضور اکرم ﷺ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں جا کر مقیم ہو گئے تھے

قرآن مجید میں دو مقامات پر آپ کے بارے میں آیات نازل ہوئیں پہلے نمبر پر سورۃ النساء کی آیت نمبر 95 کا ابتدائی حصہ

لاَ يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ .

ترجمہ:۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہ ہوں اور جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہوں یہ دونوں آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

تو اللہ رب العزت نے اندھے، لنگڑے، بیمار اور مجبور لوگوں کو جہاد سے مستثنٰی قرار دے دیا

دوسرے نمبر پر سورۃ عبس کی ابتدائی دس آیات بھی آپ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

جسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ مشرکین مکہ کے سرداروں کو تبلیغ فرمار ہے تھے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ کوئی مسئلہ پوچھنے کیلئے تشریف لائے اور نابینا

ہونے کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی مصروفیت کو نہ سمجھ سکے اور بار بار آپ کو مخاطب کر کے سوال کرنے لگے تو حضور اکرم ﷺ کو یہ انداز ناگوار گزرا اور آپ نے ان کی طرف کوئی التفات نہ کیا اور اپنی تبلیغ میں مصروف رہے جس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰی o اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی o وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّهٗ یَزَّکّٰی o اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّکْرٰی o اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی o فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی o وَمَا عَلَیْکَ اَلَّا یَزَّکّٰی o وَاَمَّا مَنْ جَاءَکَ یَسْعٰی o وَهُوَ یَخْشٰی o فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی

ترجمہ:۔ تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ ان کے پاس نابینا آیا اور آپ کو کیا خبر شاید کہ وہ نابینا آپ کے جواب سے سنور جاتا یا نصیحت قبول کرتا اور نصیحت اس کو فائدہ پہنچاتی جو شخص استغنا کا معاملہ کرتا ہے آپ اس کی تو فکر میں پڑتے ہیں اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔

ان آیات میں نابینا سے مراد حضرت ابن ام مکتومؓ ہی ہیں اور آپ کی عظمت وفضیلت کیلئے یہی کافی ہے کہ آپ کی خشیت الٰہی کی گواہی خود رب کا قرآن دے رہا ہے ان آیات کے نزول کے بعد حضور اکرم ﷺ حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کا خاص لحاظ فرماتے اور بڑی خاطر مدارات فرماتے اور ارشاد فرماتے مرحبا اس شخص کیلئے جس کے معاملہ میں میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا۔

ہجرت کے بعد جب حضور اکرم ﷺ جہاد وغیرہ کیلئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو اکثر حضرت ابن ام مکتومؓ کو ہی مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر

تشریف لے جاتے تھے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے مجموعی طور پر تیرہ مرتبہ آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب اور جانشین بنایا اگرچہ قرآن مجید نے آپ کو جہاد کی فرضیت سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا لیکن شوق جہاد اس قدر تھا کہ آپ بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور امیر لشکر سے یہ مطالبہ کرتے کہ جھنڈا میرے سپرد کردو کیونکہ میں نابینا ہونے کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتا چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں شہرہ آفاق جنگ قادسیہ میں آپ ایرانیوں کے خلاف جنگ میں سینہ سپر ہوئے آپ نے ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا اٹھایا ہوا تھا اور سینہ پر زرہ باندھی ہوئی تھی

بعض حضرات کے نزدیک آپ کی شہادت جنگ قادسیہ میں ہوئی اور بعض حضرات کے نزدیک جنگ قادسیہ سے واپسی پر آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت حسانؓ بن ثابت۔ شاعر رسول ﷺ

حضرت حسانؓ کا لقب شاعر رسول ﷺ ہے آپ انصار مدینہ کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی ساٹھ سال جاہلیت میں ساٹھ سال اسلام میں۔ آپ کی وفات 54ھ میں ہوئی۔ یہ بات ایک حقیقت ہے اور دنیا کو معلوم ہے کہ اہل عرب جنگ وحرب کے ساتھ ساتھ شعر و بیان کے بھی بڑے شاہ سوار تھے حضور اکرم ﷺ کی بعثت اور دعوت الی التوحید کی وجہ سے اہل عرب نے اپنی طاقت وخطابت کے ساتھ ساتھ اپنی شاعری وزبان کے تمام گھوڑے بھی اسلام کے خلاف دوڑانے لگے تھے اور حضور اکرم ﷺ کو ہجو کے ذریعے تکلیف پہنچانے لگے تھے

تو حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اور جواب دینے کی اجازت دے دی تو مشرکین کے گستاخانہ حملوں کا جواب دینے کیلئے سب سے پہلے حضرت حسانؓ نے قدم اٹھایا ان کے علاوہ حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ بھی شان رسالت میں اشعار کہتے رہے اور مشرکین کو ان کی گستاخیوں کا جواب دیتے رہے۔

حضور اکرم ﷺ مسجد نبوی میں حضرت حسانؓ کیلئے منبر رکھواتے تھے اور حضرت حسانؓ اس منبر پر بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں اللہ کی توحید پیارے رسول ﷺ کی رسالت، اسلام کی عظمت اور مشرکین کی ہجو پر اپنے تیار کردہ اشعار سنایا کرتے تھے اور زبان رسالت سے داد پایا کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ یہ دعا ارشاد فرمائی اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اے اللہ روح القدس یعنی جبریل امین کے ذریعے حسانؓ کی مدد فرما۔

ایک مرتبہ حضرت حسانؓ مسجد نبوی میں اشعار سنا رہے تھے حضرت عمرؓ کا گزر ہوا تو آپ نے کہا اے حسانؓ یہ کیا کر رہے ہو مسجد میں اشعار پڑھ رہے ہو تو حضرت حسانؓ نے جواب دیا کُنْتُ اَنْشُدُ فِیْہِ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِنْکَ میں اسی مسجد نبوی میں اس ذات کو اشعار سناتا تھا جو تم سے بہتر تھی یعنی حضور اکرم ﷺ۔

حضرت حسانؓ جیسے علم الاشعار کے ماہر تھے ویسے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ علم الانساب کے ماہر تھے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسانؓ کو کہا تھا کہ جب بھی مشرکین کی ہجو کریں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ضرور مشورہ کریں تاکہ غلطی سے محفوظ

رہ سکیں حضرت حسانؓ بن ثابت اپنے کلام کے بارے میں خود ارشاد فرماتے ہیں

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَاعَیْبَ فِیْهِ

میرے اشعار کا رتبہ جہاں میں اعلیٰ ٹھہرا ہے

وَبَحْرِیْ لَا تُکَدِّرُهُ الدِّلَاءُ

میرا نتیجہ فکر سمندر سے بھی گہرا ہے

حضرت حسانؓ کے اشعار سیرت پر مشہور و معروف ہیں

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

عجائباتِ صحابہ رض

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستی رح کے جانشین

شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی دامت برکاتہم مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

مہتمم۔ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان

نائب امیر مرکزیہ۔ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی مرکز جامعہ عبداللہ بن مسعود

Web: www.shaikhdarkhwasti.org Mob: 0300-0939348

عجائباتِ صحابہؓ

خطبہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَاِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ آمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ (پ ۱ بقرہ آیت ۱۳۷)

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ (رواه رزين)

صَدَقَ اللّٰهُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ. وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

حُبُّ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ مُفْتَرَضٌ
وَحُبُّ اَصْحَابِهٖ نُوْرٌ بِبُرْهَانِ
فَمَنْ كَانَ يَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهٗ
فَلَا يَرْمِيَنَّ اَبَا بَكْرٍ بِبُهْتَانِ
وَلَا اَبَا حَفْصِ نِ الْفَارُوْقَ صَاحِبَهٗ
وَلَا الْخَلِيْفَةَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانِ

اَمَّا عَلِیٌّ فَمَشْھُوْرٌ فَضَائِلُہٗ

وَالْبَیْتُ لَایَسْتَوِیْ اِلَّا بِاَرْکَان

لَلصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ عُدُوْلٌ

فَمُنْکِرُھُمْ زِنْدِیْقٌ جَھُوْلٌ

محمدؐ از تو میخواہم خدارا

خدایا از تو عشق مصطفیٰؐ را

محمد را خدا داد لشکر

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ

ایمان ما اطاعت خلفاء راشدینؓ

اسلام ما محبت آل محمدؐ است

راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے

اور ہدایت میرے محمد ﷺ کے یاروں سے

احساسِ صداقت رکھتا ہوں آئینِ عدالت رکھتا ہوں

آنکھوں میں حیا دل میں غیرت توفیق شجاعت رکھتا ہوں

اسلام سے مجھ کو الفت ہے ایماں کی حلاوت رکھتا ہوں

ابو بکرؓو عمرؓ،عثمانؓ و علیؓ چاروں سے محبت رکھتا ہوں

بات کیا تھی کہ نہ روما اور ایراں سے بچے
چند بے تربیت اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ
ہوگئے دنیا کو اکسیر بنانے والے
دیکھنے کو نکل آئی خدائی ساری
گھر سے نکلے جو محمدؐ کے گھرانے والے
یارب صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم
نبی کی آمد ہے بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
فصلوا علیہ کثیراً کثیراً

پیغمبر شافع یوم محشر حضرت محمد ﷺ پر درود شریف پڑھ لیں۔

تمہید: آج کے بیان میں جماعتِ صحابہؓ کے عظیم الشان اور ناقابلِ فراموش عجائبات اور کرامات میں سے چودہ صحابہ کرامؓ کے بے مثال اور عظیم الشان عجائبات و کرامات کا تذکرہ ہوگا۔

آیت کا مطلب۔صحابہؓ کی عظمت

یہ آیت پہلے پارہ اور سورۃ بقرہ کی ہے۔اس میں صحابہؓ کی عظمت کا ذکر ہے

یعنی صحابہ کرام کے معیارِ حق ہونے کا اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کائنات کے لوگ ایسا ایمان لائیں جیسا اے صحابہ کرام تم ایمان لائے ہو تو ان کا ایمان معتبر ہوگا۔ اور کائنات کے لوگ پھر گئے ایسا ایمان نہ لائے تو وہ ضد و خلاف میں ہوں گے۔ ان کا ایمان معتبر نہ ہوگا تو قرآن نے صحابہؓ کے ایمان کو دنیا کے ایمان کے لئے معیار ٹھہرایا پھر فرمایا اگر لوگ نہ مانیں تو آپ پریشان نہ ہوں ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے وہی ہر ایک کی بات سننے والا ہے اور ہر ایک کا حال جاننے والا ہے۔

صحابہؓ کا ایمان تمام لوگوں کے ایمان کے لئے معیار کیوں ٹھہرا وہ اس لئے کہ اللہ نے دوسری جگہ فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں سے اپنا رسول بھیجا اور اس رسول کے چار کام ہیں

پہلا کام صحابہؓ پر قرآن کی آیات پڑھتے ہیں ان کو قرآن کے الفاظ پڑھاتے ہیں

دوسرا کام وہ صحابہؓ کا تزکیہ فرماتے ہیں یعنی ان کو شرک و کفر سے غلط عقائد، غلط اعمال سے، غلط اخلاق سے تمام برائیوں سے پاک کرتے ہیں۔ وہ ایسے پاک ہوئے کہ بت پرست تھے تو خدا پرست بن گئے۔ جاہل تھے، عالم بن گئے، غافل تھے تو زاہد بن گئے، اونٹوں کے چرواہے تھے تو بادشاہ بن گئے۔

تیسرا کام صحابہؓ کو قرآن کے معانی و مطالب کی تعلیم دیتے ہیں۔

چوتھا کام احادیث کے معانی ومطالب کی تعلیم دیتے ہیں

توصحابہ براہ راست بلاواسطہ پیغمبر کے شاگرد ہوئے۔حضور ﷺ کی نبوت کے عینی گواہ ہوئے

کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ کی حقانیت کے گواہ ہوئے اور مزکّی و پاک ہوئے۔تو حضور ﷺ کی تعلیم وتربیت وتزکیہ کے بعد ان پر اعتماد نہ ہوگا تو پھر دین کے کس مسئلہ پر اعتماد رہے گا۔اس لئے صحابہؓ معیار حق ہیں۔جس کا ایمان ان کے ایمان کے مطابق ہوگا تو معتبر ہوگا۔اگر صحابہؓ پر اعتماد نہ ہوگا تو استاذ یعنی حضرت محمد ﷺ کی ذات پر اعتماد اٹھ جائے گا۔نبی ملے گا صحابہؓ کے ماننے سے اس لئے قرآن نے صحابہؓ کو معیار بنایا۔

حدیث کا مطلب۔صحابہؓ معیار حق ہیں

اس حدیث میں صحابہؓ کے معیار حق ہونے کا ذکر ہے۔رزین نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہؓ کی مثال ستاروں کی طرح ہے جیسے ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے ایسے جو شخص میرے کسی صحابی کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت پر ہوگا۔صحابہؓ سے بھی دین کی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔جیسے ستارے بلند ہیں۔اسی طرح صحابہؓ کی شان بھی بلند ہے پھر جو ستاروں کی طرف تھوکے وہ تھوک اس کے منہ پر آئے گی۔اسی طرح جو صحابہؓ کو سب وشتم کرے گا اس کا وبال اس پر لوٹے گا۔

تین انوکھے شہید

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ۴ھ میں مشرکین کی جاسوسی کیلئے دس افراد کی جماعت کو حضرت عاصمؓ بن ثابت انصاری کی امارت وقیادت میں بھیجا جب یہ حضرات مقام رجیع میں پہنچے تو قبیلہ ہذیل کے سو تیر اندازوں نے ان کا گھیراؤ کر لیا اور کہنے لگے کہ تمہارے لئے عہد و پیان ہے کہ اگر تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو تو ہم تم میں سے کسی فرد کو قتل نہیں کریں گے اس پر جماعت کے امیر حضرت عاصمؓ بن ثابت نے کہا اَمَّا اَنَا فَلَا اَنْزِلُ فِیْ ذِمَّۃِ کَافِرٍ میں تو کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا اور پھر کہا

اَللّٰھُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِیَّکَ اے اللہ اپنے نبی ﷺ کو ہمارے حال کی خبر پہنچا دیں!

اس کے بعد حضرت عاصمؓ اور ان کے چھ ساتھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے باقی تین حضرات حضرت خبیبؓ حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہؓ بن طارق نے کفار کے عہد و پیان پر اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا! کفار نے تینوں حضرات کو پکڑ کر باندھ دیا تو حضرت عبداللہؓ بن طارق نے کہا ھٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ یہ پہلی غداری ہے فَاَبٰی اَنْ یَّصْحَبَھُمْ اور ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو کفار نے آپ کو بھی شہید کر دیا اور حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو مکہ مکرمہ لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیبؓ کی شہادت

حضرت خبیبؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے اپنے باپ کا قصاص اور بدلہ لنے کیلئے خریدا کیونکہ حضرت خبیبؓ نے حارث کو بدر میں قتل کیا تھا حضرت خبیبؓ ان کے ہاں قیدی بن کر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے حضرت خبیبؓ کے قتل کا پختہ ارادہ کرلیا تو حضرت خبیبؓ نے زینب بنت حارث سے طہارت ونظافت کیلئے استرہ مانگا اس عورت نے استرہ دے دیا اور اپنے کام میں مصروف ہوگئی زینب کہتی ہے کہ کچھ دیر بعد میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ خبیبؓ کی گود میں بیٹھا ہے اور خبیبؓ کے ہاتھ میں استرہ ہے یہ منظر دیکھ کر میں گھبرا گئی حضرت خبیبؓ نے کہا کیا تو اس بات سے ڈر رہی ہے کہ میں تیرے بچے کو قتل کر دوں گا انشاءاللہ العزیز میں ایسا نہیں کرونگا اور بچے کو چھوڑ دیا زینب بنت حارث کہتی ہے مَارَ اَیْتُ اَسِیْرًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ خُبَیْبٍ میں نے خبیبؓ سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَاْکُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَکَّۃَ یَوْمَئِذٍ ثَمَرَۃٌ وَاِنَّہٗ لَمُوْثَقٌ فِی الْحَدِیْدِ میں نے خبیبؓ کو انگور کے خوشوں سے کھاتے دیکھا حالانکہ اس وقت نہ انگور کا موسم تھا اور نہ مکہ میں انگور موجود تھے اور خبیبؓ خود لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے وَمَا کَانَ الْاَرِزْقٌ رَزَقَہُ اللّٰہُ لیکن یہ رزق اللہ رب العزت کی جانب سے انہیں عطا کیا جارہا تھا یہ زینب بنت حارث حضرت خبیبؓ کے ان عجائبات کو دیکھ کر بعد میں مسلمان ہوگئی تھی! پھر یہ لوگ حضرت خبیبؓ کو قتل کرنے کیلئے حرم سے باہر لے کر نکلے تو حضرت

خبیبؓ نے کہادَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مجھے چھوڑ دوتا کہ میں شہادت سے پہلے دو رکعت نماز بطور شکرانہ کے پڑھ لوں انہوں نے چھوڑ دیا آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور کفار کو مخاطب کر کے کہا اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر گیا اور گھبرا گیا تو میں نماز کو مزید طویل اور لمبا کرتا لیکن اسی اندیشے کی وجہ سے میں نے نماز کو مختصر کر دیا۔ پھر حضرت خبیبؓ نے ان کافر اور ظالم لوگوں کیلئے بددعا کی اَللّٰھُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَاتُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا اے اللہ ان کی گنتی کر لیجئے اور انہیں الگ الگ کر کے موت دیجئے اور ان میں سے کسی کو بھی زندہ مت چھوڑیئے۔ اور پھر حضرت خبیبؓ نے یہ اشعار پڑھے

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰی اَیِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جارہا ہوں تو مجھے اس چیز کی کوئی فکر اور پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کیلئے کس پہلو پر میرا زمین پر گرنا ہوگا اور میرا یہ قتل ہونا اللہ کی رضا کیلئے ہے اور اگر اللہ چاہے تو ٹکڑے ٹکڑے کیئے ہوئے عضو کے جوڑوں میں بھی خیر و برکت ڈال سکتا ہے پھر عقبہ بن حارث اٹھا اور اس نے حضرت خبیبؓ کو شہید کر دیا اور آپ کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو حضرت خبیبؓ کی لاش مبارک کو سولی سے اتارنے کیلئے بھیجا یہ دونوں حضرات وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ

مشرکین حضرت خبیبؓ کی لاش کے ارد گرد موجود ہیں اور پہرہ دے رہے ہیں تا کہ کوئی لاش کو اتار کر نہ لے جائے۔ مشرکین نے کئی مرتبہ کوشش کی تھی کہ حضرت خبیبؓ کے چہرے کو قبلہ کی طرف سے ہٹا دیا جائے لیکن وہ جب بھی چہرے کو قبلہ کی طرف سے ہٹاتے تو چہرہ خود بخود قبلہ کی طرف مڑ جاتا تھا اور چالیس دن تک حضرت خبیبؓ کی لاش سولی پر لٹکی رہی لیکن آپ کا چہرہ بھی قبلہ رخ رہا اور لاش بھی تر و تازہ رہی بالآخر حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ نے رات کے وقت جب کفار کو غافل پایا تو حضرت خبیبؓ کی لاش کو اتارا اور اونٹ پر رکھ کر روانہ ہو گئے مشرکین کی جب آنکھ کھلی اور انہوں نے لاش کو غائب پایا تو انہوں نے تعاقب کیا اور حضرت زبیرؓ اور حضرت مقدادؓ کو راستے میں پالیا تو حضرت زبیرؓ نے اس غرض سے کہ کہیں لاش کی بے حرمتی نہ ہو حضرت خبیبؓ کی لاش کو اونٹ سے اتارا اور اطمینان کے ساتھ زمین پر رکھ دیا اچانک زمین شق ہوئی اور حضرت خبیبؓ کی لاش کو اپنے اندر محفوظ کر لیا اسی وجہ سے حضرت خبیبؓ کا لقب بَلِيعُ الْاَرْض مشہور ہوا اور یوں رب رحمٰن نے حضرت خبیبؓ کی لاش کو مشرکین کی دست برد اور بے حرمتی سے محفوظ کر دیا۔

حضرت زیدؓ کی شہادت

حضرت زیدؓ بن دثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے خریدا کیونکہ حضرت زیدؓ نے غزوہ بدر میں امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا صفوان نے حضرت زیدؓ کو اپنے غلام نسطاس رومی کے حوالے کیا اور قتل کرنے کیلئے حرم کے باہر مقام تنعیم

میں بھیج دیا تماشہ دیکھنے کیلئے قریش کی ایک جماعت بھی مقام تنعیم میں جمع ہوگئی جن میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھے اور انہوں نے اس وقت تک اسلام قبول نہیں کیا تھا ابوسفیان نے حضرت زیدؓ کو مخاطب کیا اور بولے اے زیدؓ کیا تم پسند کرو گے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے اور تمہاری جگہ حضور اکرم ﷺ کو قتل کر دیا جائے تو حضرت زیدؓ مشتعل ہوگئے اور ڈانٹ کر کہا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے محبوب محمد ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور اس کے عوض میں میری جان بچ جائے تو ابوسفیان نے جواب سن کر کہ وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ یُحِبُّ اَحَدًا کَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا ﷺ اللہ کی قسم میں نے کسی کو کسی سے اتنا پیار اور محبت کرتے نہیں دیکھا جتنا اصحاب محمد ﷺ اپنے محمد ﷺ سے پیار اور محبت کرتے ہیں اس کے بعد نسطاس نے حضرت زیدؓ کو شہید کر دیا یہ نسطاس رومی بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگئے تھے اور صفوان بن امیہ بھی فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگئے تھے اور ابوسفیان بھی فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوگئے تھے۔

حضرت عاصمؓ کی شہادت

حضرت عاصمؓ بن ثابت انصاری کی شہادت کی اطلاع جب قریش کو پہنچی تو انہوں نے چند آدمیوں کو بھیجا تا کہ وہ حضرت عاصمؓ کا سر کاٹ کر لے آئیں کیونکہ حضرت عاصمؓ نے غزوہ بدر میں قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا تھا اور ادھر حضرت عاصمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ میں آپ کے دین کی حفاظت کر رہا ہوں آپ بھی میرے جسم کی حفاظت فرمانا اللہ رب العزت نے

آپ کی دعا قبول فرمائی اور اللہ رب العزت نے قریش کے لوگوں سے حضرت عاصمؓ کے وجود کی حفاظت کیلئے بھڑوں کا ایک دستہ بھیج دیا جس نے سائبان کی مانند حضرت عاصمؓ کے وجود کی حفاظت کی پھر رات کے وقت اللہ رب العزت نے سیلاب بھیج دیا جو حضرت عاصمؓ کے وجود کو بہا کر محفوظ جگہ لے گیا اور قریش اپنے مذموم ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکے!

پورا خاندان شہید

حضرت عمارؓ بن یاسر کا پورا خاندان مظلوموں اور شہیدوں کا خاندان ہے حضرت عمارؓ شہید، والد حضرت یاسرؓ شہید، والدہ حضرت سمیہؓ شہید، بھائی حضرت عبداللہؓ شہید، پورا خاندان بے یارومددگار غریب الوطن تھا جن کا اصل وطن یمن تھا پورا خاندان ساتھ ساتھ ایمان لایا ساتھ ساتھ دکھ اور تکلیفیں اٹھاتا رہا ساتھ ساتھ شہادت کی نعمت حاصل کرتا رہا اور ساتھ ساتھ ہی جنت کا وارث اور مالک بنتا گیا۔

دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا، دہکتے ہوئے انگاروں میں جلایا گیا، بہتے ہوئے پانی میں غوطے دیئے گئے، لیکن جلوہ توحید نے وہ نقشہ دکھایا کہ دشمنوں کا ظلم وستم بھی کسی کام نہ آیا۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ حق عمارؓ کے ساتھ ہے اور باغی گروہ عمارؓ کو قتل کریگا آپ کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی آپ حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے حضرت عمارؓ کے والد حضرت یاسرؓ اور والدہ حضرت سمیہؓ اور بھائی حضرت عبداللہؓ مشرکین کے

ظلم وستم کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے حضرت سمیہؓ کو ابو جہل نے نہایت وحشیانہ طریقے سے شہید کیا حضرت سمیہؓ کے دونوں پاؤں دو اونٹوں کے ساتھ باندھے گئے اور دونوں اونٹوں کو مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا اور ابو جہل نے ایک نیزہ مار کر حضرت سمیہؓ کو شہید کر دیا یہ تاریخ اسلام کی پہلی مظلومانہ شہادت تھی۔

ترمذی شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علیؓ، عمارؓ، سلمانؓ۔

حضرت محمد ﷺ جب حضرت عمار بن یاسرؓ کے گھر کی طرف سے گزرتے اور پورے خاندان کو مشرکین کے ظلم وستم کا شکار پاتے تو ارشاد فرماتے اے آل عمارؓ تمہیں بشارت ہو جنت تمہاری منتظر ہے ایک مرتبہ حضرت یاسرؓ نے حضور اکرم ﷺ کو گردش زمانہ کی شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا صبر کرو صبر کرو پھر دعا فرمائی اے اللہ آل یاسرؓ کو بخش دے ایک مرتبہ مشرکین حضرت عمارؓ کو انگاروں پر لٹا رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ اس طرف سے گزرے تو حضرت عمارؓ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور آگ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارؓ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ۔ اے آگ عمارؓ پر ایسے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جیسا کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور جنگ یرموک

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ماہ رجب 15ھ میں مسلمانوں اور رومیوں

کے درمیان ایک عظیم الشان اور نا قابل فراموش جنگ یرموک برپا ہوئی مسلمانوں کی تعداد 35 ہزار تھی اور سپہ سالار حضرت خالدؓ بن ولید تھے جبکہ لشکر میں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت عمرؓ وبن العاص ،حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت سعیدؓ بن زید، حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان، حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ، حضرت عکرمہؓ، حضرت عمروؓ بن طفیل، اور حضرت قعقاعؓ بن عمرو جیسے عظیم الشان جرنیل اور سالار موجود تھے جبکہ رومیوں کی تعداد 2 لاکھ تھی اور سپہ سالار باہان رومی تھا اور رومیوں میں مقابلہ کیلئے بڑا جوش وخروش تھا اور یوں لگتا تھا کہ رومی بحر و بر سے ابل پڑے ہیں لشکر کے آگے مذہبی پیشوا ہاتھوں میں صلیب اٹھائے جوش دلا رہے تھے جب میدان جنگ سجا تو حضرت خالدؓ بن ولید نے عرب کے عام طریقے کے خلاف نئے انداز سے فوجوں کی صف آرائی کی 35 ہزار فوج کو 36 حصوں میں تقسیم کیا اور آگے پیچھے نہایت ترتیب کے ساتھ 36 صفیں قائم کیں قلب پر حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو، میمنہ پر حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ کو اور میسرہ پر حضرت یزیدؓ بن ابی سفیان کو مامور کیا اس کے علاوہ ہر صف پر الگ الگ افسروں کو متعین کیا جو بہادری اور فنون سپاہ گری میں اپنی مثال آپ تھے پھر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور جرأت و بہادری کی عظیم الشان اور نا قابل یقین داستانیں رقم کی گئیں بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور رومیوں کے مقدر اور نصیب میں شکست لکھ دی گئی مسلمانوں کے تین ہزار افراد شہید ہوئے اور کافروں کے ستر ہزار سے زائد مقتول ہوئے جنگ

یرموک میں رومیوں اور شامیوں کی ایسی کمر ٹوٹی کہ پھر وہ اتنی شان وشوکت اور افرادی قوت کے ساتھ دوبارہ کبھی بھی مسلمانوں کے مقابلہ پر نہ آسکے اور قیصر روم جو انطاکیہ میں موجود تھا جب اسے مسلمانوں کے ہاتھوں رومیوں کی شکست کی اطلاع پہنچی تو اس نے اسی وقت قسطنطنیہ کی طرف کوچ کیا اور شام کی طرف رخ کر کے کہا، الوداع اے شام۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور دریائے دجلہ

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں 15ھ میں ایران پر لشکر کشی کیلئے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو ۶۰ ہزار کے اسلامی لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے تاریخ اسلام کی عظیم الشان اور نا قابل فراموش جنگ قادسیہ میں فتح حاصل کرنے بعد جب مسلمانوں نے اپنے مدمقابل لاکھوں ایرانیوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور فارس کے عظیم الشان سپہ سالار رستم ومہران کو تہ تیغ کر دیا اور پھر بابل کو بھی فتح کر لیا تو حضرت سعدؓ نے کسریٰ کے پایہ تخت مدائن کے قریب ایک مستحکم مقام بہرہ شیر میں ڈیرے ڈال دیئے مدائن ایران کا پایہ تخت تھا اور اس دور کا کسریٰ یزدگرد اسی شہر میں رہتا تھا شہر کے درمیان سے دریائے دجلہ گزرتا تھا دجلہ کے مغربی جانب بہرہ شیر اور مشرقی جانب مدائن تھا ایرانی بادشاہوں نے مدائن کو اس کے بہترین محل وقوع اور بہترین آب وہوا کی وجہ سے اپنا دارالحکومت قرار دیا تھا اور مدائن میں ایک ایسا عظیم الشان اور مستحکم قلعہ تعمیر کیا تھا جو اپنی مضبوطی کی وجہ سے نا قابل تسخیر سمجھا جاتا تھا لیکن عرب کے وہ صحرا نشین جنہیں حضور اکرم ﷺ کی کیمیا اثر صحبت نصیب ہو چکی تھی

اور جن کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ کے استبداد سے انسانیت کی نجات لکھ دی گئی تھی بظاہر بے سرو سامانی کے عالم میں اپنے بوسیدہ لباس اور بے آب تلواروں کے ساتھ یہاں پہنچے تھے شروع میں کسریٰ نے انہیں غیر اہم مدمقابل سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا لیکن پھر قادسیہ کے معرکہ بلاخیز اور بابل کی شکست نے اس کی کمر توڑ دی اور وہ مدائن میں محصور ہو کر رہ گیا اور وہ سمجھتا تھا کہ مدائن کا ناقابل تسخیر قلعہ اور درمیان میں بہتا ہوا دریائے دجلہ اسے مسلمانوں سے بچالے گا اسی وجہ سے ایرانیوں نے دریائے دجلہ کے تمام پل توڑ دیئے تھے تاکہ مسلمان مدائن پر حملہ آور نہ ہو سکیں لیکن حضرت سعدؓ اور صحابہؓ کی اولوالعزمی کے سامنے کوئی دریا کوئی پہاڑ اور کوئی سمندر نہیں ٹھہر سکتا تھا جب حضرت سعدؓ دجلہ کے کنارے پہنچے تو نہ کوئی پل موجود تھا اور نہ ہی کوئی کشتی موجود تھی تو فوج سے مخاطب ہو کر کہا کہ برادران اسلام دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے آیئے اسے بھی عبور کر لیں تو آگے مطلع صاف ہو گا یہ کہہ کر گھوڑا دریا میں ڈال دیا آپ کو دیکھ کر دوسروں نے بھی ہمت کی اور اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے ساٹھ ہزار گھوڑوں پر سوار اسلامی لشکر اس بحر زخار و مواج میں نہایت ہی اطمینان کے ساتھ آپس میں ملے جلے باہم باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ ساٹھ ہزار کا لشکر اسلامی شاہسوار دریائے دجلہ میں متحرک پانی کی سطح پر سواریوں چلے جا رہے تھے جیسے سرسبز و شاداب باغات میں چہل قدمی اور سیر کر رہے ہوں نہ کوئی شخص ڈوبا نہ کسی کی کوئی چیز ضائع ہوئی ایک سوار کا پیالہ دریا میں گر گیا

کنارے پر پہنچ کر اس نے کہا اللہ کی قسم۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ میرا پیالہ دریا میں رہ جائے اے دجلہ میرا پیالہ واپس کر یہ کہنا تھا کہ ایک لہر اور موج آئی اور پیالہ کنارہ پر پہنچا دیا جب فوج کنارے کے قریب آگئی تو ایرانیوں کو خیال ہوا کہ یہ انسان نہیں جن ہیں کیونکہ دوسرے کنارے پر ایرانی یہ حیرت انگیز منظر اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے تو وہ دیو آمدند، دیو آمدند کہتے ہوئے بھاگ گئے یزدگرد کسریٰ فارس اپنے خاندان وحرم کے ساتھ مدائن سے بھاگ گیا اور اہل مدائن نے تھوڑی سی مزاحمت کے بعد ہتھیار ڈال دیئے اور یوں مدائن اور اس کے شاہی محلات اور نا قابل یقین عظیم الشان سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے خزانوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا اور یوں مدائن کی فتح کے ساتھ ہی ایران وعراق بالفاظ دیگر فارس سے کسریٰ کی سطوت وجلالت کا پرچم یوں اترا کہ پھر کبھی دوبارہ لہرایا نہ جاسکا اور اس دن کے بعد سے لے کر آج تک مدائن میں صرف اسلام کا ہی جھنڈا لہرا رہا ہے۔

حضرت عقبہ بن نافعؓ اور شمالی افریقہ

حضرت عقبہ بن نافعؓ صحابی تو نہیں ہیں لیکن آپ کی ولادت حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے ایک سال قبل ہوئی مصر کی فتوحات میں آپ حضرت عمروؓ بن عاص کے ساتھ رہے بعد میں حضرت معاویہؓ نے اپنے دور حکومت میں شمالی افریقہ کے باقی ماندہ حصے کی فتح جوئی کیلئے آپ کو مقرر کر دیا تھا حضرت عقبہ بن نافعؓ اپنے دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ مصر سے نکلے اور فتوحات سمیٹتے ہوئے تیونس تک پہنچ گئے اور یہاں

قیروان کا مشہور شہر بسایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ آج جہاں قیروان کا شہر آباد ہے پہلے یہاں ایک بہت ہی گھنا جنگل تھا جو درندوں اور زہریلے جانوروں سے بھرا ہوا تھا حضرت عقبہؓ نے لشکر میں موجود اٹھارہ صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور اوّلا اللہ رب العزت سے دعا مانگی اس کے بعد جنگل میں اعلان کر دیا اَیَّتُهَا السِّبَاعُ وَالْحَشَرَاتُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِرْحَلُوْا عَنَّا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَجَدْنَاهُ بَعْدُ قَتَلْنَاهُ۔ اے درندو اور کیڑ و سنو ہم رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ ہیں ہم یہاں آباد ہونا چاہتے ہیں لہٰذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اس کے بعد جو بھی تم میں سے یہاں نظر آیا ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

امام ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں۔ فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا شَيْئٌ اِلَّا خَرَجَ هَارِبًا حَتّٰى اِنَّ السِّبَاعَ تَحْمِلُ اَوْلَادَهَا تمام جانور جنگل کو خالی چھوڑ کر نکل گئے یہاں تک کہ درندے اپنے بچوں کو اٹھا کر جنگل سے چلے گئے۔

علامہ قزوینی فرماتے ہیں۔ فَرَاَى النَّاسُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ عَجَبًا لَمْ يَرَوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَكَانَ السَّبُعُ يَحْمِلُ اَشْبَالَهُ وَالذِّئْبُ اَجْرَاءَهُ وَالْحَيَّةُ اَوْلَادَهَا وَهِيَ خَارِجَةٌ سَرَبًا سَرَبًا فَحَمَلَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا مِنَ الْبَرْبَرِ عَلَى الْاِسْلَامِ اس روز لوگوں نے ایسا عجیب وغریب منظر دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا تھا کہ درندے اپنے بچوں کو بھیڑیے اپنے بچوں کو سانپ اپنے بچوں کو سینے سے لگائے قطار اندر قطار ٹولیوں کی شکل میں نکلے چلے جا رہے ہیں یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر بہت سے بربر ای

وقت مسلمان ہو گئے اس کے بعد حضرت عقبہ بن نافعؓ اوران کے ساتھیوں نے جنگل کو کاٹ کر یہاں مستقل شہر قیروان آباد کیا جامع مسجد بنائی اور شمالی افریقہ میں اسے اپنا مستقر قرار دیدیا۔

حضرت خبابؓ بن ارت اور جلتے انگارے

حضرت خبابؓ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو ابتدا میں ہی مسلمان ہو گئے تھے جبکہ ابھی حضور اکرم ﷺ دار ارقم بھی تشریف نہیں لائے تھے آپ ایک غلام تھے اسی وجہ سے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں آپ کو سخت ترین تکلیفوں سے گزرنا پڑا آپ کو ننگے بدن پیٹھ کے بل جلتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جاتا اور آپ کے سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جاتا تا کہ آپ ہل بھی نہ سکیں آپ کا وجود انگاروں پر جل کر کباب ہوتا رہتا یہاں تک کہ آپ کے زخموں کی رطوبت ہی آگ کو بجھاتی۔ آپ اپنے وجود کو مخاطب کر کے فرماتے اے چمڑا جل جا اے چربی پگھل جا اے خون نکل جا لیکن اے دل تو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا ہو جا حضرت خبابؓ مدتوں تک نہایت ہی صبر و استقلال کے ساتھ تمام قسم کی مشقتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے رہے بالآخر جب ہجرت کی اجازت ملی تو ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کچھ دن سکون کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزارے حضرت عمرؓ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت خبابؓ سے ان مظالم کے بارے میں پوچھا جوان پر ڈھائے گئے تھے تو حضرت خبابؓ نے کہا امیر المومنین میری پیٹھ دیکھئے حضرت عمرؓ نے پیٹھ

دیکھ کر کہا کہ ایسی پیٹھ تو کسی کی نہیں دیکھی حضرت خبابؓ نے کہا کہ امیر المومنین مجھے آگ کے انگاروں پر لٹایا اور گھسیٹا جاتا تھا میرے وجود کی چربی اور خون آگ کو بجھاتے تھے

آپ نے زندگی کے آخری ایام کوفہ میں گزارے اور یہیں 37ھ میں 73 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور کوفہ میں سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی بھی آپ ہیں۔

حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ۔ دو ننھے مجاہد

بخاری شریف میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے روایت ہے کہ میں بدر کے دن میدان جنگ میں موجود تھا صف بندی ہو چکی تھی میرے دائیں بائیں دو نوجوان لڑکے کھڑے تھے جن کے درمیان میں خود کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا میں اپنے انہیں خیالوں میں گم تھا کہ ایک لڑکے نے مجھ سے پوچھا کہ چچا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں میں نے کہا ہاں میں پہچانتا ہوں لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے تو اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب وہ مجھے نظر آئیگا تو یَمُوْتُ الْاَعْجَلُ مِنَّا ہم دونوں میں سے جس کی جلد موت لکھی ہوگی وہ مر جائیگا یا میں مر جاؤں گا یا اس کو مار ڈالوں گا پھر دوسرے لڑکے نے بھی مجھ سے یہی گفتگو کی حضرت عبدالرحمٰنؓ فرماتے ہیں اب مجھے اپنے پہلے خیال پر ندامت ہونے لگی اتنے میں ابوجہل مجھے صف بندی کرتے ہوئے نظر آ گیا تو میں نے بچوں کو اشارہ کیا کہ ابوجہل وہ ہے تو جس طرح باز اور شکرہ کبوتر پر حملہ آور ہوتا ہے اسی طرح یہ دونوں بچے بھی ابوجہل پر حملہ آور ہوئے اور اسے زخمی کر کے گھوڑے سے نیچے گرا دیا یہ دونوں لڑکے معاذؓ بن عفرا اور معوذؓ بن عفرا تھے

ابوجہل کے قتل میں چار افراد کا کردار تھا دو یہی حضرات تھے تیسرے حضرت معاذؓ بن عمرو بن

جموح تھے اور چوتھے حضرت عبداللہؓ بن مسعود تھے۔

پہلے حضرت معاذؓ بن عمرو بن جموح حملہ آور ہوئے اور ابو جہل کی ٹانگ زخمی کردی پھر حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ ابو جہل پر حملہ آور ہوئے اور اسے زخمی کر کے گھوڑے سے نیچے گرادیا لیکن اس میں ابھی زندگی کی رمق اور جھلک موجود تھی جنگ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ دیکھو ابو جہل کا کیا بنا تو حضرت عبداللہؓ بن مسعود تشریف لے گئے دیکھا تو ابو جہل آخری سانسیں لے رہا تھا تو ابن مسعودؓ کے سینے پر چڑھ گئے اور کہا اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ تو ابو جہل ہے پھر کہا اَخْزَاکَ اللّٰهُ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اے اللہ کے دشمن اللہ نے تجھے ذلیل ورسوا کردیا جواب میں ابو جہل نے چار باتیں کیں ابو جہل نے کہا هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ کیا مجھ سے کسی بڑے آدمی کو تم نے قتل کیا ہے پھر کہا کہ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِیْ کاش کہ غیر زراعت پیشہ افراد نے مجھے قتل کیا ہوتا کیونکہ مدینہ والے زراعت پیشہ تھے جبکہ مکہ والے تجارت پیشہ تھے اور مکہ والے مدینہ والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور میدانِ جنگ میں اپنے مقابل کوئی حیثیت دینے کو تیار نہ تھے۔ پھر کہا میرا سر نیچے سے کاٹنا تاکہ سروں کی قطار میں سردار کا سر اونچا نظر آئے پھر کہا اے ابن مسعودؓ محمد ﷺ کو میرا پیغام دینا کہ میرے دل میں جو آپ ﷺ کیلئے بغض اور نفرت تھی مرتے ہوئے اس میں کوئی کمی نہیں بلکہ اضافہ محسوس کرتا ہوں حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے جو تواضع اور انکساری کا پیکر تھے فوراً ابو جہل کا جو فخر وغرور کا پہاڑ تھا سر کاٹ لیا تاکہ اس کی بک بک ختم ہوجائے اور وہ جلد از جلد جہنم کا ایندھن بن جائے ابن مسعودؓ نے ابو جہل کا سر حضور کی خدمت میں پیش کیا اور کہا هٰذَا رَأْسُ عَدُوِّ اللّٰهِ یہ اللہ کے دشمن کا سر ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَزَّ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اسلام اور اہل

اسلام کو عزت وعظمت عطا فرمائی ہے جب ابن مسعودؓ نے حضور اکرم ﷺ کو ابوجہل کی مرتے وقت کی خرافات سنائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میری امت کا فرعون تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے کفر میں زیادہ شدید اور سخت تھا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مدمقابل جو فرعون تھا اس نے مرتے وقت انابت کا مظاہرہ کیا تھا اور کلمہ پڑھنے کوشش کی تھی جبکہ میرے مدمقابل جو فرعون تھا وہ مرتے وقت بھی اپنے شدت کفر کا اظہار کر کے مرا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے ابوجہل کی تلوار ابن مسعودؓ اور ابوجہل کا سامان حضرت معاذؓ بن عمرو بن جموح کو عطا فرمایا۔

حضرت ابومحذورہؓ اور عشق محمدی ﷺ

نسائی شریف میں روایت ہے حضرت ابومحذورہؓ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب غزوہ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ہم دس نوجوان آپ کا تعاقب کر رہے تھے اچانک نماز کا وقت ہوا تو حضور اکرم ﷺ کے مؤذن نے اذان کہنی شروع کی تو ہم نے مؤذن کی نقل اتارنی شروع کردی تو حضور اکرم ﷺ نے ہمیں پکڑنے کا حکم دیا ہمیں پکڑ کے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے سب سے زیادہ بلند آواز کس کی تھی تو سب لڑکوں نے میری طرف اشارہ کیا تو آپ نے میرے سب ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور مجھ کو اپنے پاس روک لیا اور آپ نے ارشاد فرمایا اب تم میرے سامنے اذان دو تو میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر اذان دینی شروع کردی اور حضور اکرم ﷺ بذات خود مجھے اذان کے الفاظ سکھلا رہے تھے جب حضرت ابومحذورہؓ نے اوّلا شہادتین کے کلمات آہستہ

کہے تو حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ شہادتین کے کلمات بلند آواز سے کہلوائے جس کو ترجیع کہا جاتا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے ابومحذورہؓ کے سر پر اور سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک بھی رکھا تا کہ توحید اور رسالت کے اقرار کا جذبہ پیدا ہو جائے تو حضرت ابومحذورہ ؓ فرماتے ہیں کہ اسلام میرے دل میں گھر کر گیا اور میں کلمہ پڑھ کر مسلمانوں اور حضور اکرم ﷺ کے غلاموں کی صف میں شامل ہو گیا اب آپ یہاں پر حضرت ابومحذورہؓ کا حضور اکرم ﷺ سے پیار اور محبت وعشق والا معاملہ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت ابومحذورہؓ نے ساری زندگی اذان ترجیع کے ساتھ دی کہ میرے پیارے نبی ﷺ نے مجھے اذان ایسے سکھلائی تھی اور پوری زندگی اپنے سر کے بال نہیں کٹوائے کہ یہاں میرے محبوب نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا اور پوری زندگی اپنی قمیص کے بٹن بند نہیں کئے بلکہ سینہ بطور فخر کے کھلا رکھا کہ یہاں میرے محمد ﷺ نے اپنے ہاتھ رکھے تھے اور کسی صحابیؓ نے ان امور پر حضرت ابومحذورہؓ پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ انہیں خبر تھی کہ یہ عشق ومحبت کی دنیا ہے اور فنافی الرسول کا مقام ہے۔

حضرت ابومحذورہؓ مؤذن رسول ﷺ تھے آپ نے ساری زندگی مکہ میں گزاری۔ ۵۹ھ میں آپ کی وفات بھی مکۃ المکرمہ میں ہوئی۔

حضرت عبداللہؓ بن زید اور عشق محمدی ﷺ

حضرت عبداللہؓ بن زید بن عبدربہ ایک باغ میں موجود تھے اچانک کسی نے آکر حضور اکرم ﷺ کی وفات کی خبر دی تو حضرت عبداللہؓ بن زید نے فوراً دعا کیلئے

ہاتھ اٹھادیئے اور کہااے پروردگار عالم ان آنکھوں سے پیارے نبی ﷺ کی زیارت کرتا تھا اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا تھا آج میرے محبوب محمد ﷺ کی وفات ہوگئی اور میں آپ کی زیارت سے محروم ہوگیا اب میں ان آنکھوں سے اپنے محبوب کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہتا میرے مولیٰ میری آنکھوں کی بینائی سلب کرلیں اور مجھے اندھا کردیں اور بینائی تب واپس کرنا جب قیامت کے دن میرے محبوب کا چہرہ میرے سامنے ہو یوں دعا قبول ہوگئی اور حضرت عبداللہؓ بن زید نابینا ہوگئے۔

یہ وہی حضرت عبداللہؓ بن زید ہیں جنہیں سب سے پہلے خواب میں اذان سنائی گئی تھی

ایک انصاری عورت اور عشق محمدی ﷺ

غزوہ احد میں ایک انصاری عورت کا باپ بھائی اور شوہر شریک ہوئے تھے وہ عورت آکر پکارتی رہی اور ہر ایک کی حالت دریافت کرتی رہی ہر ایک کے بارے میں اسے خبر ملی قَدْ قُتِلَ وہ شہید ہوگیا عورت خاموش رہی پھر اس نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سوال کیا آپ کس حال میں ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ بِحَمْدِاللّٰهِ آپ صحیح وسالم ہیں كَمَا تُحِبِّيْنَ جس طرح کہ تو پسند کرتی ہے اس نے کہا اَرُوْنِيْهِ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ مجھے دکھاؤ تاکہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں جب اس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ آپ کی موجودگی میں تمام مصیبتیں حقیر ہیں

حضرت سفینہؓ اور جنگل کا شیر

حضرت سفینہؓ حضور اکرم ﷺ یا حضرت ام سلمہؓ کے آزاد کردہ غلام تھے بعض کے نزدیک آپ کا تعلق عرب سے تھا بعض کے نزدیک فارس سے تھا آپکا نام رباح، مہران، یا رومان تھا اور آپ کا لقب سفینہ بمعنی کشتی تھا جو حضور اکرم کا عطاء کردہ تھا جس کی وجہ یہ بنی کہ ایک سفر میں جب چند لوگ تھک گئے تو انہوں نے اپنے تیر تلواریں، نیزے ڈھالیں اور دیگر سامان حضرت سفینہؓ پر لاد دیا حضور اکرم ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو ارشاد فرمایا اَنْتَ سَفِیْنَةٌ تو سفینہ ہے۔

شرح السنہ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سفینہؓ ارض روم میں ایک جنگل میں اپنے لشکر سے بچھڑ گئے آپ لشکر کی تلاش میں تھے کہ اچانک سامنے سے ایک شیر آ گیا جو غرانے لگا تو حضرت سفینہؓ نے کہا اے ابوالحارث یہ شیر کی کنیت ہے اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، جنگل میں راستہ بھٹک گیا ہوں ذرا خیال کرنا تو شیر عاجزی سے دم ہلانے لگا اور زبان حال سے کہنے لگا اَنَا غُلَامُ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ میں رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا بھی غلام ہوں پھر وہ شیر حضرت سفینہؓ کے ساتھ چلتا رہا جنگل کے جانوروں سے آپ کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت سفینہؓ کو بحفاظت ان کے لشکر تک پہنچا کر واپس جنگل میں پلٹ گیا۔

دو روشن عصا

بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت اُسیدؓ بن حضیر اور حضرت عبادؓ بن بشر اپنی کسی ضرورت کیلئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور گفتگو میں رات کا اکثر حصہ بیت گیا جب دونوں حضور ﷺ سے رخصت ہو کر واپس اپنے گھروں کو جانے لگے تو سخت اندھیری رات میں کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا دونوں حضرات کے ہاتھوں میں عصا تھا ان میں سے ایک عصا روشن ہو گیا راستہ واضح ہو گیا سفر آسان ہو گیا اور جب دونوں کے راستے الگ الگ ہونے لگے تو دونوں عصا روشن ہو گئے جن کی روشنی میں دونوں حضرات بخیر وخوبی پورے اطمینان کے ساتھ اپنے گھروں میں پہنچ گئے اللہ رب العزت نے دونوں اصحاب کے ہاتھوں پر ایسی کرامت کا ظہور فرمایا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا اور ید بیضا کے مماثل تھا۔

حضرت وحشیؓ بن حرب۔ قاتل خیر الناس وشر الناس

حضرت وحشیؓ نسلاً حبشی تھے اور حضرت جبیرؓ بن مطعم کے غلام تھے غزوہ بدر میں حضرت حمزہؓ نے جبیر بن مطعم کے چچا طعیم بن عدی کو قتل کیا تھا اور جبیر بن مطعم ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور انہیں اپنے چچا کے انتقام کی بڑی فکر تھی اس لئے جب احد کی تیاریاں شروع ہوئیں تو جبیر بنؓ مطعم نے وحشی بن حرب سے کہا کہ اگر تم میرے چچا کے انتقام میں حضرت حمزہؓ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ آزادی کا نام سن کر وحشی بن حرب بھی فوراً تیار ہو گئے میدان جنگ

میں جب صف بندی ہوگئی تو مشرکین کی جانب سے سباع نے دعوت مبارزت دی تو حضرت حمزہؓ اس کے مقابلہ پر نکلے اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کردیا وحشی ایک چٹان کی آڑ میں گھات لگائے بیٹھے تھے جیسے ہی حضرت حمزہؓ سباع کو قتل کرکے وہاں سے گزرے اس نے تاک کر نیزہ سے ایسا وار کیا کہ وہ نیزہ حضرت حمزہؓ کی ناف پر لگا اور پشت سے پار ہوگیا اور حضرت حمزہؓ اسی جگہ شہید ہوگئے حضور اکرمؐ کو اپنے چچا کی مظلومانہ شہادت کا بڑا رنج اور دکھ تھا وحشی مکہ میں مقیم رہے جب مکہ فتح ہوگیا تو طائف میں پناہ لی جب طائف والوں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں وفد بھیجنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے وحشی کو مشورہ دیا کہ تم بھی وفد کے ساتھ چلے جاؤ کیونکہ حضور اکرم ﷺ سفراء کے ساتھ برا سلوک نہیں کرتے جب وحشی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے سوال کیا کہ تم وحشی ہو اور تم نے ہی میرے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا تو حضرت وحشیؓ نے دونوں باتوں کی تصدیق کی اور پھر حضرت وحشیؓ نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئے حضرت وحشیؓ کیونکہ اولاً سفیر کی حیثیت سے پیش ہوئے تھے پھر مسلمان ہوگئے تھے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے ان سے کوئی بدلہ نہیں لیا اور ان کے اسلام کو بھی قبول کرلیا لیکن حضرت وحشی کو کہا کہ اگر ہوسکے تو مجھے اپنا چہرہ نہ دکھانا اور اسی لئے حضرت وحشیؓ کبھی حضور اکرم ﷺ کے سامنے نہ آتے تھے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا جرم حضرت وحشی کیلئے ایک ایسا زخم بن چکا تھا جو انہیں کبھی چین نہ لینے دیتا تھا اور ہر وقت رستا ہی رہتا تھا اور حضرت وحشیؓ برابر اس جرم کی تلافی کی کوشش میں لگے ہوئے تھے اور خوش قسمتی سے انہیں یہ موقع جلد ہی ہاتھ آگیا حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد جب جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا فتنہ اٹھا تو حضرت وحشیؓ نے کہا کہ اب وقت

آ چکا ہے کہ میں شَرُّ النَّاس مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے خَیْرُ النَّاس حضرت حمزہؓ کے خون کا کفارہ ادا کر دوں چنانچہ حضرت وحشیؓ وہی نیزہ لے کر جس سے غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اور موقع کی تلاش میں رہے یہاں تک کہ انہیں مسیلمہ کذاب میدان جنگ میں ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے درمیان کھڑا ہوا نظر آ گیا حضرت وحشیؓ نے تاک کر اپنے نیزہ سے ایسا وار کیا کہ وہ نیزہ مسیلمہ کذاب کے سینے پر لگا اور کندھوں سے پار ہو گیا اور یوں جھوٹا مدعی نبوت مردار ہو گیا۔

جماعت انصار کی قربانی

بخاری شریف میں روایت ہے حضرت قتادہ فرماتے ہیں عرب کے قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ دنیا میں شہداء کے اعتبار سے انصار سے تعداد میں زیادہ نہیں اور عرب کے قبیلوں میں سے کوئی قبیلہ آخرت میں عزت کے اعتبار سے انصار سے زیادہ نہ ہوگا

بخاری شریف میں روایت ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں غزوہ احد میں انصار میں سے 70 صحابہؓ شہید ہوئے جبکہ بیر معونہ میں بھی ستر قراء انصار شہید ہوئے اور اسی طرح جنگ یمامہ میں بھی جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی ستر انصاری شہید ہوئے غزوہ احد اور واقعہ بیر معونہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں پیش آیا تھا جبکہ جنگ یمامہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں لڑی گئی تھی۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

معلومات

از افادات

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام

پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ امین و ناشر علوم درخواستی

مہتمم ـ مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما ـ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ ـ مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر

مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ مرکزی خان پور

Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

معلومات

صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ عظام کے بارے میں مزید کچھ اہم اور ضروری معلومات قارئین کے فائدہ کیلئے ہدیہ نذر ہیں۔

علم تفسیر

جماعت صحابہؓ میں علم تفسیر میں دس حضرات کو خصوصی امتیاز و مقام حاصل تھا

(۱) حضرت ابوبکرؓ صدیق (۲) حضرت عمرؓ فاروق (۳) حضرت عثمان غنیؓ

(۴) حضرت علیؓ المرتضیٰ (۵) حضرت عبداللہؓ بن عباس (۶) حضرت عبداللہؓ بن مسعود

(۷) حضرت ابیؓ بن کعب (۸) حضرت زیدؓ بن ثابت

(۹) حضرت ابوموسیٰؓ اشعری (۱۰) حضرت عبداللہؓ بن زبیر

علم حدیث

جماعت صحابہؓ میں مکثرین یعنی کثیر الروایات حضرات سات ہیں جنکی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ۔ کل مرویات (۵۳۶۴)

(۲) حضرت عبداللہؓ ابن عباس۔ کل مرویات (۲۶۶۰)

(۳) حضرت عائشہؓ صدیقہ۔ کل مرویات (۲۲۱۰)

(۴) حضرت عبداللہؓ ابن عمر۔کل مرویات (۱۶۳۰)

(۵) حضرت جابرؓ بن عبداللہ۔کل مرویات (۱۵۴۰)

(۶) حضرت انسؓ بن مالک۔کل مرویات (۱۲۸۶)

(۷) حضرت ابوسعید خدریؓ۔کل مرویات (۱۱۷۰)

علم فقہ

جماعت صحابہؓ میں فقہا مکثرین یعنی وہ صحابہ کرامؓ جن سے کثرت کے ساتھ فقہی مسائل منقول ہیں وہ سات ہیں۔

(۱) حضرت عمرؓ بن خطاب (۲) حضرت علیؓ المرتضی (۳) حضرت عبداللہؓ بن عباس

(۴) حضرت عبداللہؓ ابن مسعود (۵) حضرت عائشہؓ صدیقہ

(۶) حضرت زید بنؓ ثابت (۷) حضرت عبداللہؓ بن عمر

علم تصوف

جماعت صحابہؓ میں تصوف کے اکثر سلسلے حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہیں صرف سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی طرف منسوب کیا گیا ہے

تفصیل اس طرح ہے

(۱) سلسلہ نقشبندیہ۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، ہندوستان، پاکستان، ماوراء النھر میں مشہور ہے۔

(۲) سلسلہ قادریہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ عرب اور ہندوستان وپاکستان میں مقبول ہے۔

(۳) سلسلہ چشتیہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان اور پاکستان میں بہت مشہور ومقبول ہے۔

(۴) سلسلہ سہروردیہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان اور پاکستان میں مشہور ہے۔

(۵) سلسلہ کبرویہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ توران اور کشمیر میں مقبول ہے

(۶) سلسلہ شطاریہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ ہندوستان میں مشہور ہے

(۷) سلسلہ شاذلیہ۔ حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہے اور یہ سلسلہ مغرب، مصر، سوڈان اور مدینہ میں مشہور ہے۔

علم الانساب

جماعت صحابہؓ میں علم الانساب یعنی خاندانی اور قبائلی نسبتوں کی معلومات سب سے زیادہ چار حضرات کو حاصل تھی۔

(۱) حضرت ابوبکرؓ صدیق (۲) حضرت عمرؓ فاروق (۳) حضرت جبیرؓ بن مطعم

(۴) حضرت عائشہؓ صدیقہ۔

علم تاریخ

جماعت صحابہؓ میں علم تاریخ میں سب سے زیادہ مہارت اور معلومات پانچ حضرات کو حاصل تھی۔

(۱) حضرت ابوبکرؓ صدیق (۲) حضرت عمرؓ فاروق (۳) حضرت جبیرؓ ابن مطعم
(۴) حضرت عائشہؓ صدیقہ (۵) حضرت معاویہؓ۔

علم الاشعار

جماعت صحابہؓ میں شعروشاعری میں تین حضرات ممتاز حیثیت کے مالک تھے

(۱) حضرت حسانؓ بن ثابت (۲) حضرت کعبؓ بن مالک (۳) حضرت عبداللہؓ بن رواحہ

حضرت حسانؓ بن ثابت کفار کے حسب نسب پر چوٹ کرتے تھے

حضرت کعبؓ بن مالک کفار کولڑائی سے ڈراتے تھے

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کفار کوان کے کفر پر عار دلایا کرتے تھے

ویسے اہل عرب اور اہل ادب کے نزدیک دنیائے عرب کے سب سے بڑے شاعر زمانہ جاہلیت میں بھی تین حضرات تھے

(۱) امرء القیس (۲) زہیر (۳) نابغہ

فن خطابت

جماعت صحابہؓ میں فن خطابت میں چھ حضرات نمایاں حیثیت کے حامل تھے

(۱) حضرت ابوبکرؓ صدیق (۲) حضرت عمرؓ فاروق (۳) حضرت علیؓ المرتضیٰ
(۴) حضرت ثابتؓ بن قیس (۵) حضرت سہیلؓ بن عمرو (۶) حضرت جعفرؓ طیار

اصحاب صُفَّہ

جماعت صحابہؓ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو قرآن وحدیث کی تعلیم کیلئے صفہ یعنی چبوترے پر موجود ہوتے تھے یہ لوگ حضورﷺ کے شاگرد تھے۔

صفہ مدرسہ کے طالب علم تھے۔اس لئے انہیں اصحاب صفہ پکارا جاتا تھا۔

یہ لوگ تقریباً ۸۰ کے قریب تھے، غریب الدیار تھے، غریب الوطن تھے، مدینہ منورہ میں مسافر تھے، دنیا کے مختلف حصوں سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں حصول علم کیلئے مدینہ منورہ میں ڈیرے ڈال رکھے تھے۔

بلالؓ حبشہ سے، صہیبؓ روم سے، سلمانؓ فارس سے، ابوہریرہؓ یمن سے تشریف لائے تھے۔ اپنے کھانے کا خود انتظام کرتے تھے کبھی کبھی رسول اللہﷺ بھی ان کے لئے لکڑیاں چن کر لاتے تھے کبھی کبھی مہاجرین وانصار صحابہ کرامؓ بھی ان حضرات کی دعوت کرتے تھے اور اپنے گھروں میں بلا کر انہیں کھانا کھلاتے تھے۔

کسی صحابیؓ نے حضورﷺ سے اصحاب صفہ کے بارے میں پوچھا کہ یارسول اللہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا هُمْ ضُيُوْفُ رَسُوْلِ الله یہ رسول اللہ کے مہمان ہیں۔ اسی وجہ سے مدارس ومساجد میں قرآن وحدیث پڑھنے

والے طلباء کو مہمانانِ رسول ﷺ اور پڑھانے والے علماء کو وارثانِ رسول کے حسین و بہترین لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ

علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی میراث علم ہے نہ کہ مال و دولت

سیاست و حکمت

جماعت صحابہؓ میں دُہاۃِ عرب یعنی سیاست و تدبیر حکمت و چال میں پانچ افراد بے نظیر و بے مثال حیثیت کے حامل تھے۔

(۱) حضرت معاویہؓ (۲) حضرت عمرو بن العاصؓ (۳) حضرت قیسؓ بن سعد

(۴) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ (۵) حضرت عبداللہؓ بن بدیل بن ورقا

سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابہ کرامؓ

● کوفہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت عبداللہؓ بن ابی اوفیٰ ہیں جن کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔

● بصرہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت انسؓ بن مالک ہیں جن کی وفات ۹۱ھ میں ایک سو تین سال کی عمر میں ہوئی۔

● عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں وفات پانیوالے صحابی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں جن کی وفات ۵۵ھ میں اسی سال کی عمر میں ہوئی۔

● مکہ مکرمہ میں سب سے آخر میں وفات پاتے والے صحابی حضرت ابوالطفیلؓ عامرؓ بن واثلہ ہیں۔

● مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت جابرؓ بن عبداللہ ہیں جن کی وفات ۷۴ھ میں 94 سال کی عمر میں ہوئی اور بعض حضرات کے نزدیک حضرت سہیلؓ بن سعد انصاری ہیں ۔جن کی وفات 100 سال کی عمر میں ہوئی۔

● شام میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابوامامۃؓ باہلی ہیں جن کی وفات ۸۶ھ میں 91 سال کی عمر میں ہوئی۔اور بعض حضرات کے نزدیک حضرت عبداللہؓ بن بُسر ہیں۔

● مصر میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت عبداللہؓ بن حارث ہیں

● یمامہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ہرماسؓ بن زیاد باہلی ہیں جن کی وفات 112 سال کی عمر میں ہوئی۔

● جزیرہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت عرسؓ بن عُمیرۃ ہیں

● بادیۃ فی الاعراب میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت سلمہ بن اکوع ہیں

● دمشق میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت واثلہؓ بن اسقع ہیں جن کی وفات ایک سو سال کی عمر میں ہوئی۔

● افریقہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت رویفعؓ بن ثابت انصاری ہیں جن کی وفات 54ھ میں ہوئی

اور تمام صحابہ کرامؓ میں سے علی الاطلاق سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی حضرت ابوالطفیلؓ عامر بن واثلہ ہیں جن کی وفات 110ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی

متفرق معلومات

● جماعت صحابہؓ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو اَعْلَمُ بِکِتَابِ اللہ یعنی قرآن مجید کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے اور حضرت ابیؓ بن کعب کو اَقْرَا بِکِتَابِ اللہ یعنی قرآن مجید کی سب سے زیادہ بہترین تلاوت کرنے والا اور حضرت زیدؓ بن ثابت کو اَعْلَمُ بِعِلْمِ الْفَرَائِضِ یعنی علم میراث کو سب سے زیادہ جاننے والا کہا جاتا تھا

● جماعت صحابہؓ میں سب سے بڑے گھڑسوار اور شاہ سوار حضرت ابوقتادہؓ تھے اس وجہ سے انہیں فَارِسُ رَسُولِ اللہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

● جماعت صحابہؓ میں سب سے تیز دوڑنے والے اور سب سے بڑے تیرانداز حضرت سلمہؓ بن اکوع تھے اس لئے انہیں رَاجِلُ وَرَامِیُ رسولُ اللہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

● جماعت صحابہؓ میں سب سے بڑے خطیب وادیب حضرت ثابتؓ بن قیس تھے اس وجہ سے انہیں خَطِیبُ رَسُولُ اللہ کے لقب سے بلایا جاتا تھا۔

● غزوہ احد میں حضرت اُصَیرمؓ نے اسلام قبول کیا جہاد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے نماز پڑھنے کی بھی نوبت نہ آئی اور بغیر کوئی نماز پڑھے اپنے رب کی جنت کے وارث اور مالک بن گئے۔

● غزوہ خیبر میں حضرت اسودؓ راعی نے اسلام قبول کیا، جہاد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے نماز پڑھنے کی بھی نوبت نہ آئی اور بغیر کوئی نماز پڑھے اپنے رب کی جنت کے وارث اور مالک بن گئے۔

● حضرت جریرؓ بن عبداللہ بَجَلِی آپ دراز قامت اور خوبصورت صحابی تھے

حضرت عمرؓ نے آپ کو یُوسُف ھٰذِہِ الاُمّۃ کالقب دیا تھا قد اتنا بلند تھا کہ اونٹ کی کوہان تک پہنچتا تھا پاؤں کا جوتا ایک ذراع کی مقدار ہوتا تھا۔

● حضرت دحیہؓ کلبی۔ آپ بڑے حسین وجمیل آدمی تھے جبریل امین جب انسانی شکل وصورت میں آتے تو آپ کی صورت میں آتے

● حضرت حسانؓ بن ثابت اور حضرت حکیمؓ بن حزام دونوں میں سے ہر ایک کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی اور دونوں میں سے ہر ایک نے ساٹھ سال زمانہ کفر اور ساٹھ سال زمانہ اسلام میں گزارے۔

● اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے تیر چلانے والے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں

● اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تلوار چلانے والے حضرت زبیرؓ ہیں

● اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے مار کھانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں

● اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے شہید ہونے والی حضرت سمیہؓ ہیں

● حضور اکرم ﷺ نے جماعت صحابہؓ میں سے دو افراد کو فِدَاکَ اَبِی وَاُمِّیْ کہا ایک حضرت زبیرؓ اور دوسرا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو

● غزوہ بدر میں جماعت صحابہؓ میں سے صرف دو افراد کے پاس گھوڑے تھے ایک حضرت زبیرؓ اور دوسرا حضرت مقدادؓ بن اسود۔

● حضرت قیسؓ بن سعد اور حضرت عبداللہؓ بن زبیر دونوں کے چہرے پر فطری طور پر کوئی بال وغیرہ نہ تھا یعنی داڑھی وغیرہ نہ تھی اور یہی حال قاضی شریح اور احنف بن قیس کا تھا۔

● حضرت عبداللہؓ بن زبیر۔ مدینہ منورہ میں کسی مہاجر کے گھر پیدا ہونے والے پہلے لڑکے تھے۔

● حضرت تمیم داریؓ۔ پہلے صحابی تھے جنہوں نے مسجد میں چراغ جلایا۔

● حضرت ابوذرؓ جو زہد وتقوی اور قناعت واستقامت کے امام تھے ان کا لقب مَسِیحُ الاُمَّۃ تھا۔

● حضرت قیسؓ بن عاصم کو حضور اکرم ﷺ نے سَیِّدُ اَھلِ الْوَبَر یعنی بادیہ نشینوں کے سردار کا خطاب دیا تھا۔

حضرت حنظلہؓ۔ غزوہ احد میں حالت جنابت میں شریک ہوگئے اور شہید ہوگئے تو فرشتوں نے انہیں غسل دیا اس وجہ سے غَسِیلُ الْمَلَائکۃ قرار پائے!

● حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اڑتالیس سال تک حیات رہیں اور قرآن وحدیث کی خدمت واشاعت میں مصروف رہیں۔

● حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں دو بیویوں کی وفات ہوئی ایک حضرت خدیجہؓ دوسری اُمّ المساکین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ

● حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر کا لقب ذات النطاقین تھا اور یہ لقب زمانہ ہجرت میں پڑا تھا جب حضرت اسماءؓ نے اپنے دوپٹے کے دو حصے کر دیئے تھے ایک ٹکڑے کے ساتھ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کھانے کو ڈھانپتی تھیں اور دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں لاتی تھیں۔

● حضرت اسماءؓ نے بچپن میں سات آٹھ سال کی عمر میں ابوجہل جیسے ظالم آدمی کے سامنے کلمہ حق کہا اور بڑھاپے میں نوے سال کی عمر میں حجاج بن یوسف جیسے جابر آدمی کے سامنے کلمہ حق کہا جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہؓ بن زبیر کو شہید کر کے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا تو تیسرے دن حضرت اسماءؓ کا گزر اپنے بیٹے کی لاش پر ہوا بڑی ہمت اور حوصلے کے ساتھ اس منظر کو دیکھا اور بولیں تین دن سے یہ خطیب منبر پر کھڑا ہے کیا ابھی اس کے منبر سے اترنے کا وقت نہیں آیا اور بعض تاریخی کتب میں یہ

جملہ نقل کیا گیا ہے کہ یہ شاہ سوار تین دن سے اپنے گھوڑے پر سوار ہے کیا ابھی اس کے گھوڑے سے اترنے کا وقت نہیں آیا

● حضرت خنسا کو دو اعزازات وامتیازات حاصل تھے پہلا یہ کہ حضرت عمرؓ کے دور میں جنگ قادسیہ میں آپ کے چار بیٹے شہید ہوئے لیکن آپ نے صبر وشکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور دوسرا یہ کہ آپ کو اَرْثَی الْعَرَب کا لقب دیا گیا تھا یعنی آپ عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو تھیں

● فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کی چابی حضرت عثمانؓ بن طلحہ حجبی کے سپرد فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ جو آدمی تم سے یہ چابی چھینے گا وہ ظالم ہوگا اب قیامت تک کیلئے خانہ کعبہ کا کلید بردار حضرت عثمانؓ کا خاندان اور نسل ہوگی

● جنت البقیع میں سب سے پہلے مدفون ہونے والے صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعون ہیں جب آپ کی وفات ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا

● حضرت عدیؓ بن حاتم مشہور زمانہ حاتم طائی جس کی سخاوت اقوام عالم میں ضرب المثل بن گئی تھی اور زباں زد عام ہوگئی تھی کے بیٹے تھے۔

● حضرت سراقہؓ بن جعشم کو حضور اکرم ﷺ نے کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیشگوئی فرمائی تھی جو حضرت عمرؓ کے دور میں پوری ہوئی جب مدائن فتح ہوا اور کسریٰ کے خزائن وملبوسات حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت سراقہ کو بلایا اور ان کے سر پر کسریٰ کا تاج رکھا ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے اور کمر میں کسریٰ کا پٹکا باندھ دیا۔

*

● انصار میں سب سے پہلے ایمان لانے والے اور ہجرت کے بعد سب سے پہلے وفات پانے والے اور جنت البقیع میں انصار میں سے سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی حضرت اسعدؓ بن زرارہ ہیں

● قبیلہ عبدالقیس کے سردار حضرت منذرؓ بن عائذ جب وفد عبدالقیس کی سربراہی کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا

اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَینِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ اَلْحِلْمُ وَالْاِنَاءَۃُ.

تمہارے اندر دو عادتیں ہیں جو اللہ کو محبوب اور پسند ہیں ایک حوصلہ اور دوسرا وقار

● حضرت ضحاکؓ بن سفیان کو حضور اکرم ﷺ نے سو آدمیوں کے برابر قرار دیا تھا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت سعدؓ بن عبادہ انصار کے سردار تھے۔

انصار کے دو بڑے قبیلے تھے ایک اوس اور دوسرا خزرج

● حضرت سعدؓ بن معاذ قبیلہ اوس کے اور حضرت سعدؓ بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے

● حضرت عبداللہؓ بن سلام اسلام لانے سے پہلے یہود کے بہت بڑے عالم اور تورات کے حافظ شمار کئے جاتے تھے اور یہود ان کو اپنا پیشوا اور امام قرار دیتے تھے۔

● زمانہ نبوت میں چھ حضرات فتویٰ دینے کا کام کرتے تھے جن میں سے تین مہاجر تھے اور تین انصار تھے

(۱)حضرت عمرؓ فاروق،(۲)حضرت عثمانؓ غنی (۳)حضرت علیؓ المرتضیٰ
(۴)حضرت اُبیؓ بن کعب (۵)حضرت معاذؓ بن جبل (۶)حضرت زیدؓ بن ثابت

● تاریخ کے عجائبات میں سے ہے کہ ابوطالب کے چار بیٹوں میں سے ہرایک کے درمیان دس سال کا فاصلہ اور وقفہ ہے۔جن کے نام بالترتیب یہ ہیں۔
(۱)طالب (۲)عقیل (۳)حضرت جعفرؓ (۴)حضرت علیؓ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ المحدثین والمفسرین حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حماد اللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ
کی ۱۵۰ سالہ دینی۔ تعلیمی۔ تدریسی۔ تبلیغی۔ فقہی۔ تصنیفی۔ سیاسی۔ اصلاحی۔ اخلاقی
اور اشاعت قرآن وحدیث پر مشتمل خدمات کو منظر عام پر لانے کا امین

مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

بیاد
شیخ الاسلام والمسلمین۔ امام المحدثین والمفسرین۔ حافظ القرآن والحدیث
حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نوراللہ مرقدہ

بانی
شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین۔ امام العلماء والصلحاء۔ شیخ الحدیث والتفسیر۔ شیخ طریقت
حضرت مولانا **شفیق الرحمن صاحب درخواستی** نوراللہ مرقدہ

مدیر
شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ صاحب درخواستی** مدظلہ امین وناشر علوم درخواستی

منجانب مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور
Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob. 0300-0939408

زیر طبع کتب

مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان

از افادات

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی و روحانی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمٰن درخواستی** دامت برکاتہم نور اللہ مرقدہٗ
بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے علمی و روحانی جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
شیخ طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** دامت برکاتہم مدظلہ امین و ناشر علوم درخواستی
مدیر۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

مضامین القرآن للدرخواستی	تفسیرِ درخواستی	تشریحاتِ درخواستی علی صحیح البخاری
تقریر بیضاوی شریف	تقریر جلالین شریف	تقریر مشکوٰۃ شریف
زکوٰۃ کے فضائل و مسائل	حج کے فضائل و مسائل	نکاح کے فضائل و مسائل
ماہِ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل (چارٹ)	شیخ درخواستی (دائمی جنتری)	ماہِ ذوالحج کے فضائل و مسائل (چارٹ)

منجانب مکتبہ شیخ درخواستی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ مرکزی گرین ٹاؤن خان پور ضلع رحیم یار خان پوسٹ بکس نمبر 5

Web: www.shaikedarkhwasti.org Mob: 0300-0939448

مطبوعات

مکتبہ شیخ درخواستی

مرکزی جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان

زیر نگرانی

شیخ الاسلام حضرت درخواستیؒ کے علمی و روحانی جانشین
شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر
شیخ طریقت حضرت مولانا **شفیق الرحمن درخواستی** صاحب نور اللہ مرقدہ
بانی۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
بانی۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے علمی و روحانی جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب مدظلہ
امین و ناشر علوم درخواستی
مدیر۔ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مدیر۔ مکتبہ شیخ درخواستی خان پور

مقدمۃ القرآن للدرخواستی	مقدمۃ الحدیث للدرخواستی	فیوضاتِ درخواستی / مجرباتِ درخواستی	حیاتِ درخواستی / فیضانِ درخواستی
خطباتِ درخواستی جلد اوّل (توحید خداوندی)	خطباتِ درخواستی جلد دوم (سیرت النبی ﷺ)	خطباتِ درخواستی جلد سوم (صحابہ و اہل بیت)	خطباتِ درخواستی جلد چہارم (متفرق اسلامی خطبات)
چہل حدیث	دروسِ درخواستی	مجالسِ درخواستی	حج عشق و محبت کا سفر
منزل	ماہ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل	قربانی کے فضائل و مسائل	میرا نبی ﷺ